نبی کریم ﷺ کے غزوات

محمد رسول اللہ

محمد الیاس عادل

Marfat.com

Marfat.com

عہد رسالت میں لڑی جانی والی جنگوں کے حالات وواقعات

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات

(ابواء سے تبوک تک)

288932

DATA ENTERED

محمد الیاس عادل

مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور

Marfat.com

297.91
ا 15 ع

ہماری کتابیں۔ معیاری کتابیں
خوبصورت اور کم قیمت کتابیں

ناشر: مشتاق احمد

اہتمام: سلمان منیر

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب — رسول کریم ﷺ کے غزوات
(ابواء سے تبوک تک)

مصنف — محمد الیاس عادل

پروف ریڈنگ — قاری نجم الصبح

کمپوزنگ — گل گرافکس

اشاعت — 2012ء

ٹائٹل — عاطف بٹ

پرنٹرز — آر۔ آر پرنٹرز، بندروڈ لاہور

قیمت — 170 روپے

ISBN No. 978-969-598-070-7

کتاب ہذا میں اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرما کر شکریہ ادا کرنے کا موقع فراہم کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں درستگی کی جاسکے۔ شکریہ

Marfat.com

فہرست

☆ ابتدائیہ	7
☆ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دفاعی حکمت عملی	9
☆ غزوہ ابواء	16
☆ غزوہ بواط	17
☆ غزوہ ذی العشیرہ	17
☆ غزوہ سفوان	20
☆ غزوہ بدر	21
☆ غزوہ بنی قینقاع	50
☆ غزوہ سویق	54
☆ غزوہ قرقرہ الکدر	56
☆ غزوہ بنی غطفان	58
☆ غزوہ بنی سلیم	60
☆ غزوہ احد	61
☆ غزوہ حمرۃ الاسد	93

Marfat.com

☆ غزوہ بنی نضیر ---------- 97
☆ غزوہ بدر الموعد ---------- 103
☆ غزوہ ذات الرقاع ---------- 106
☆ غزوہ دومۃ الجندل ---------- 112
☆ غزوہ بنی المصطلق ---------- 114
☆ غزوہ خندق ---------- 126
☆ غزوہ بنو قریظہ ---------- 144
☆ غزوہ بنی لحیان ---------- 154
☆ غزوہ ذی قرد ---------- 156
☆ غزوہ حدیبیہ ---------- 160
☆ غزوہ خیبر ---------- 170
☆ غزوہ عام الفتح ---------- 187
☆ غزوہ حنین ---------- 199
☆ غزوہ طائف ---------- 209
☆ غزوہ تبوک ---------- 211
☆ سرایہ ---------- 225
☆ سریہ دار ارقم ---------- 225
☆ سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ---------- 225
☆ سریہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ---------- 226
☆ سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ ---------- 226
☆ سریہ قردہ ---------- 229

Marfat.com

☆ سریہ ابو سلمہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ---------- 229
☆ سریہ بیر معونہ ---------- 230
☆ سریہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ---------- 232
☆ سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب بنی کلاب ---------- 232
☆ سریہ محمد بن مسلمہ بجانب نجد ---------- 233
☆ سریہ عنکل ---------- 234
☆ سریہ عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ---------- 235
☆ سریہ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ---------- 236
☆ سریہ زید بن حارثہ بطرف جموم ---------- 237
☆ سریہ زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ بطرف عیص ---------- 237
☆ سریہ زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ بطرف القریٰ ---------- 238
☆ سریہ زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ بجانب طرف ---------- 238
☆ سریہ زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ بطرف بخشی ---------- 239
☆ سریہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بجانب بنی کعب ---------- 239
☆ سریہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بطرف فدک ---------- 239
☆ سریہ موتہ ---------- 241
☆ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جذبہ ---------- 242
☆ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ---------- 243
☆ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ---------- 243
☆ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ---------- 243
☆ اسلامی لشکر کی واپسی ---------- 244

Marfat.com

☆ جنگ موتہ کا منظر ---------- 245
☆ سریہ عمرو بن العاص بطرف ذات السلاسل ---------- 248
☆ اسلامی لشکر کی روانگی ---------- 248
☆ کامیاب واپسی ---------- 250
☆ سریہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ---------- 251
☆ سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بطرف بنی الحارث ---------- 254
☆ سریہ اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ---------- 255

......☆☆☆......

Marfat.com

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ:۔ ''اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں رکھتا اور کافروں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور انہیں نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا۔ اور ان کا فساد تو قتل سے بھی سخت ہے اور مسجد حرام کے پاس ان سے نہ لڑو جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں اور اگر تم سے لڑیں تو انہیں قتل کرو کافروں کی یہی سزا ہے۔ پھر اگر وہ باز رہیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور ان سے یہاں تک لڑو کہ فتنہ باقی نہ رہے اور اللہ ہی کا دین ہو جائے پھر اگر وہ باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہ کرو''۔

(سورۃ البقرہ آیات 190 تا 193)

سیدنا رسول کریم ﷺ ربیع الاول 13 نبوی کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں تشریف لائے آپ ﷺ کو اپنے وصال مبارک تک تقریباً دس سال مسلسل حالت جنگ میں رہنا پڑا اس دوران غزوات بھی ہوئے اور سرایہ بھی ہر وہ مہم جس میں رسول کریم ﷺ بنفس نفیس خود شریک ہوئے ان کو غزوات کہا جاتا ہے اور جس لشکر میں خود موجود نہ تھے بلکہ فوج کو دشمنان اسلام کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا سریہ کہا جاتا ہے۔ غزوات کی تعداد بہ اتفاق ستائیس ہے اور ان میں سے بھی جن غزوات میں قتال واقع ہوا ان کی تعداد نو ہے یعنی غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق، غزوہ بنو قریظہ، غزوہ بنی مصطلق غزوہ خیبر، غزوہ فتح مکہ، غزوہ حنین اور غزوہ طائف سرایہ کی تعداد میں اختلاف ہے بعض نے ان کی تعداد چھپن بیان کی ہے۔ بعض سینتالیس بیان کرتے ہیں اور

Marfat.com

بعض نے اس سے بھی کم یا زیادہ بیان کی ہے۔

گو کہ زیر نظر کتاب کا موضوع غزوات کا بیان کرنا ہے لیکن چونکہ سرایہ بھی جنگ کے ضمن میں آتے ہیں اور حضور ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ کے زمانے میں پیش آئے۔ اس لیے کتاب کے آخر میں مختصر طور پر سرایہ کا تذکرہ بھی کر دیا گیا ہے تا کہ کتاب ہذا کے مضمون کا احاطہ کرتے ہوئے کوئی تشنگی نہ رہ جائے۔ کتاب میں غزوات کا بیان انتہائی جامع اور جچے تلے انداز میں کیا گیا ہے مقصدیت اور افادیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے طوالت سے کام نہیں لیا کتاب کا مطالعہ کرنے سے رسول کریم ﷺ کی سپہ سالارانہ زندگی کے تمام، پہلو روشن نظر آجاتے ہیں اور بخوبی طور پر اندازہ ہو جاتا ہے کہ حضور ﷺ کس قدر عظیم جرنیل بھی تھے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا افضل عمل ہے اس ضمن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی نے حضور ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کون سا عمل افضل ہے؟ ارشاد فرمایا' اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ ارشاد فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (بخاری و مسلم)

کتاب ہذا کا مطالعہ مسلمانوں کے دلوں کو گرمانے کے لیے کافی ہے غزوات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنی کم تعداد اور بے سروسامانی کی حالت کے باوجود بھی اپنے سے کئی گنا زیادہ تعداد میں اور بظاہر طاقتور دشمن کو اپنے ایمانی جذبے کی بدولت شکست فاش دی اور مسلمان تھوڑے ہی عرصہ میں ایک بھرپور زبردست قوت بن کر ابھرے۔

رسول کریم ﷺ کے غزوات کو اگر واقعات کے آئینہ میں دیکھا جائے تو اس سے آپ ﷺ کا سپہ سالارانہ کردار ہر دور کے مسلمانوں کے لیے عزت اور وقار سے جینے کے لیے بہترین رہنمائی فراہم کرتا ہے اور خصوصی طور پر موجودہ دور کے مسلمانوں کے لیے اس کتاب کا مطالعہ کرنا ایمان کی مضبوطی کا باعث ہے۔ موجودہ دور کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسی ایمان افروز کتب کا مطالعہ کیا جائے جو ایمان کو تازہ رکھیں اور باوقار زندگی گزارنے کے لیے معاون ثابت ہوں۔ زیر نظر کتاب اسی حسین جذبے کی بہترین عکاس ہے مجھے قوی امید ہے کہ قارئین کتاب ہذا کو پسند فرمائیں گے اور اس کے مطالعے کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی سوچ اور زندگی میں مثبت تبدیلی پیدا ہوگی۔ محمد الیاس عادل

Marfat.com

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دفاعی حکمت عملی

رسول کریم ﷺ نے جب 1ھ میں مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو مدینہ طیبہ میں بھی تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری رکھا مدینہ طیبہ میں یہودیوں کی بھی ایک کثیر تعداد موجود تھی جبکہ ان کے تین قبائل بنو نضیر، بنو قریظہ اور بنو قینقاع مدینہ طیبہ کے اطراف میں آباد تھے یہ کافی مالدار اور طاقتور قبائل تھے انصار کے قبائل اوس اور خزرج سے ان کے اختلافات تھے جبکہ اوس اور خزرج آپس میں ہی ایک دوسرے کے دشمن تھے اور ان کی دشمنی ایک عرصے سے جاری تھی ان کے مابین بہت سی خونریزیاں بھی ہو چکی تھیں یہودی ان کی دشمنی کا فائدہ اٹھاتے تھے۔ اور ان کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے۔ مشہور جنگ بعاث میں دونوں قبائل اوس اور خزرج کے بہت سے سردار مشہور بہادر مارے گئے جس کی وجہ سے ان قبائل میں کمزوری واقع ہو چکی تھی مگر جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لے آئے اور انصار کے دونوں قبائل اوس اور خزرج کی اکثریت نے اسلام قبول کر لیا تو یہودیوں کے قبائل نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کی فوجی قوت اب ایک مرکز کے تحت آ گئی ہے چنانچہ یہودیوں کے تینوں قبائل کے سرکردہ افراد حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا "اے محمد (ﷺ)! آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟

حضور ﷺ نے فرمایا لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ کی۔ میں وہ پیغمبر ہوں جس کی تعریف و توصیف تم نے توریت میں دیکھی اور پڑھی ہے میں، ہی پیغمبر ہوں جس کے بارے میں تمہارے علما کرام نے تمہیں بتایا ہے کہ اس کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوگی اور میری ہجرت اس مقام پر ہوگی اور میں خاتم الانبیاء ہوں میری دیگر صفات بھی تمہارے علماء نے تمہیں بتا دی ہوئی ہیں۔ یہودیوں نے کہا جو کچھ آپ نے کہا ہم نے سنا لیکن ہم کسی اور غرض کے لیے حاضر ہوئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے اور آپ کے درمیان صلح کے قواعد مستحکم ہو جائیں۔

Marfat.com

مسلمانوں کو بیرونی طور پر اہل مکہ اور اندرونی طور پر منافقین سے خطرہ تھا اس لیے آپ ﷺ خود بھی یہ محسوس کرتے تھے کہ یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان خوشگوار اور پر امن تعلقات کے لیے کوئی معاہدہ ترتیب دیا جائے تا کہ فریقین میں لڑائی جھگڑا نہ ہونے پائے اور ٹکراؤ کی کوئی صورت نہ بنے اس لیے آپ ﷺ نے مہاجرین وانصار اور یہودیوں سے تفصیلی گفتگو فرمائی۔

(معارج النبوۃ جلد سوم)

یہودیوں کے ساتھ معاہدہ

رسول کریم ﷺ نے یہودیوں کے ساتھ جو معاہدہ فرمایا اس کی اہم اور خاص دفعات یہ ہیں۔

1 ہر قبیلے کے مقدمات و معاملات انہیں کے قوانین و رواج کے مطابق طے ہوں گے۔

2 خون بہا اور فدیہ کا جو طریقہ پہلے سے چلا آتا تھا وہ اب بھی قائم رہے گا۔

3 یہودیوں کو مذہبی آزادی حاصل رہے گی اور ان کے مذہبی معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی۔

4 اگر مدینہ طیبہ پر کوئی بیرونی دشمن حملہ آور ہوگا تو مسلمان اور یہودی مل کر مدافعت کریں گے

5 مدینہ طیبہ کا کوئی فریق (مسلمان اور یہودی) کسی بیرونی قبیلے سے براہ راست معاہدہ کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔

6 یہودی اور مسلمان آپس میں دوستانہ تعلقات رکھیں گے۔

7 کوئی فریق قریش اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہیں دے گا۔

8 مسلمانوں یا یہودیوں کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا۔

9 مدینہ طیبہ سے باہر کوئی جنگ ہوئی تو کسی کو اس میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

10 مدینہ طیبہ کے تمام نزاعی امور کا آخری فیصلہ حضور ﷺ صادر فرمائیں گے۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

کفار کے ساتھ جنگ کا حکم:

رسول کریم ﷺ نے ابتداء میں اسلام کی خفیہ تبلیغ فرمائی تھی رفتہ رفتہ لوگ دائرہ اسلام میں ہونا شروع ہو گئے پھر کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ کو پروردگار عالم کی طرف سے اعلانیہ دعوت

Marfat.com

اسلام دینے کا حکم ہوا تو آپ ﷺ نے تمام اہل مکہ کو اسلام کی دعوت دی اس پر آپ ﷺ کی مخالفت میں اضافہ ہوگیا مکہ کے بڑے بڑے سردار آپ ﷺ کے دشمن بن گئے انہوں نے اسلام قبول کرنے والوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنا شروع کردیے ایک عرصہ تک مسلمان کفار مکہ کی ایذارسائیاں برداشت کرتے رہے ان کے ظلم وستم میں آئے روز اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ مسلمان ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اس کے باوجود کفار مکہ کی طرف سے مسلمانوں کو تنگ کرنے کی کوششوں میں کوئی کمی نہ ہوئی اور جب معاملہ حد سے گزر گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت جس میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول ﷺ! ہم جب مشرک تھے تو انتہائی معزز تھے لیکن جب سے اسلام لائے ہیں انتہائی ذلیل و بے کس ہوگئے ہیں کفار ہم کو ذلیل ورسوا کررہے ہیں آپ ہمیں ان سے لڑنے کا حکم دیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا ان سے ہاتھ روکو کیونکہ مجھے ابھی تک قتال کا حکم نہیں چنانچہ وقت گزرتا رہا اور کفار کے ظلم حد سے بڑھتے گئے مسلمانوں کو ایذا پہنچانے میں انہوں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی چنانچہ جب حضور ﷺ بھی مدینہ طیبہ میں ہجرت کر گئے تو 12 صفر 2ھ کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار کے مقابلے میں لڑنے کی اجازت مرحمت فرمادی اور قرآن حکیم کی آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

ترجمہ:۔ ”جن سے لڑائی کی جاتی ہے (مسلمان) ان کو بھی اب لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ (مسلمان) مظلوم ہیں اور اللہ ان کی مدد پر یقیناً قادر ہے۔ وہ جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اتنی بات پر کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور اللہ آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور ڈھادی جاتیں خانقاہیں اور گرجا اور کلیسے اور مسجدیں جن میں اللہ کا بکثرت نام لیا جاتا ہے اور بے شک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ قدرت والا غالب ہے۔ (سورۃ الحج آیت 39)

Marfat.com

فوجی دستوں کی تیاری:

حضور ﷺ نے ہجرت مدینہ کے چند ماہ بعد ہی دفاعی حکمت عملی کے تحت فوجی دستوں کی تیاری شروع کر دی تھی اور کفار کی نقل و حمل کا جائزہ لینے کی غرض سے فوجی دستے بھیجنے شروع کر دیے تھے۔ اس سے آپ کا مقصد مدینہ طیبہ کی سرحدوں کی حفاظت بھی تھا اس کے علاوہ آپ ﷺ کفار مکہ اور دیگر قبائل کو یہ بھی باور کرانا چاہتے تھے کہ مسلمان اب ایک طاقت کی صورت اختیار کر چکے ہیں اور چوکس و تیار ہیں۔

ان فوجی دستوں کو بھیجنے کا ایک مقصد مسلمانوں کی فوجی تربیت بھی تھا تا کہ مسلمان مجاہدین کو منظم جنگی کاروائی کی مشق ہو جائے کیونکہ عرب کے رواج کے مطابق لوگ اپنے قبیلہ کے سردار کے علاوہ کسی دوسرے کے ماتحت لڑنے کے عادی نہیں تھے اس لیے ضروری تھا کہ وہ ایک سپہ سالار کے تحت منظم طور پر اس کی قیادت میں جنگ کرنے کے عادی ہو جائیں ان کو کمان کرنے اور کمان میں رہ کر اپنے فرائض کی ادائیگی کا شعور و تجربہ حاصل ہو جائے آپس میں مل جل کر کام کرنے اور جنگی چالوں سے آگاہی حاصل ہو سکے اور وقت اور حالات کے مطابق کمانڈر کو فیصلہ کرنے کا تجربہ حاصل ہو جائے۔

چونکہ قریش مکہ کی تجارت شام کے ساتھ تھی اور شام کا تجارتی راستہ مدینہ طیبہ کے قریب سے گزرتا تھا اہل مکہ کی معاشی حالت میں یہ اہم حیثیت رکھتا تھا۔ حضور ﷺ اس سے بخوبی طور پر آگاہ تھے مدینہ طیبہ کی سیاسی اور جغرافیائی اہمیت کے پیش نظر آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ کے اطراف میں بھی فوجی دستے روانہ کیئے جس کا مقصد ایک تو اہل مکہ کو خوف دلاتا تھا اور دوسرے یہ باور کرانا تھا کہ تمہاری معاشی شہ الگ مدینہ والوں کے ہاتھ میں ہے اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو تمہیں معاشی نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔

عبداللہ بن ابی کی منافقت

مدینہ طیبہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے اہل مدینہ نے قبیلہ خزرج کے سردار عبداللہ بن ابی کو اپنا بادشاہ منتخب کرنے کے لیئے تمام تیاریاں پوری کر لی ہوئی تھیں اور اس کی تاجپوشی کے لئے ایک تاج بھی بنوالیا گیا تھا اسی دوران رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی اور پھر یہودیوں کے ساتھ ایک معاہدہ بھی کر لیا اس سے مسلمان مدینہ طیبہ میں ایک بڑی طاقت کے طور پر اُبھرے اور مدینہ منورہ کا تمام نظم ونسق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس میں آ گیا اس سے عبداللہ بن ابی کی اُمیدوں پر پانی پھر گیا اور اس کی بادشاہی اور سرداری کا خواب خاک میں مل گیا چنانچہ وہ اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف منافقانہ کردار ادا کرنے میں لگا رہا چونکہ یہ بڑا چالاک اور ہوشیار شخص تھا اگرچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا رقیب اور دشمن سمجھتا تھا لیکن اس کا اظہار نہ کرتا تھا اپنے دل میں چھپا کر منافقت کرتا تھا اور اوس اور خزرج قبائل سے تعلق رکھنے والے جو لوگ ابھی تک بت پرست تھے ان پر عبداللہ بن ابی بڑا اثر رکھتا تھا یہ جب تک زندہ رہا اپنی فقانہ پالیسی پر کاربند رہا۔

کفار مکہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدینہ طیبہ میں پہنچ کر آرام وسکون کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے تو انہوں نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو ایک خط بھیجا جس میں لکھا کہ۔

> ”تم نے ہمارے آدمی (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اپنے یہاں پناہ دے رکھی ہے ہم رب کعبہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یا تو تم لوگ ان کو قتل کر دو یا مدینہ سے نکال دو ورنہ ہم سب لوگ تم پر حملہ کر دیں گے اور تمہارے تمام لڑانے والے جوانوں کو قتل کر کے تمہاری عورتوں پر تصرف کریں گے اور تمہارا مال ومتاع لوٹ لیا جائے گا۔“

اس خط کے ملنے کے بعد عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں کی ایک خفیہ مشاورتی مجلس منعقد کی اور اس مجلس میں اہل مکہ کے خط کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہماری خیریت اب اسی میں ہے کہ ہم جس طرح بھی ہو سکے مسلمان کو مدینہ طیبہ سے نکال دیں۔

اتفاق سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منافقین کی اس مجلس مشاورت اور سازش کے بارے میں معلوم ہو گیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود عبداللہ بن ابی کے پاس تشریف لے گئے اور وہاں پر موجود لوگوں اور عبداللہ بن ربی سے مخاطب ہو کر فرمایا کفار مکہ تمہیں دھوکہ دینا چاہتے ہیں اگر تم لوگ ان کی دھمکی اور دھوکے میں آ گئے تو تمہیں بہت نقصان اٹھانا پڑے گا اس

Marfat.com

لیئے تمہارے لیئے بہتر یہی ہے کہ تم ان کو صاف جواب دے دو اور اپنے عہد و اقرار پر جو ہمارے ساتھ ہو چکا ہے قائم رہو۔ اگر قریش نے مدینہ طیبہ پر حملہ کیا تو اُن کے ساتھ مقابلہ کرنا اور ان سے لڑنا ہمارے لیئے بہت آسان ہوگا کیونکہ ہم سب مل کر اُن سے لڑیں گے لیکن اگر تم مسلمانوں سے لڑے تو اپنے ہی ہاتھوں اپنے بیٹوں، بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کرو گے اور برباد ہو جاؤ گے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ بات وہاں پر موجود لوگوں کی سمجھ میں آ گئی کیونکہ انصار کی ایک بہت بڑی تعداد دائرہ اسلام میں داخل ہو چکی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گفتگو کا اثر عبداللہ بن ابی پر بھی ہوا اور اس نے بھی مفافقانہ انداز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات کی تائید کی اس طرح کفار مکہ کے خط کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی صورتحال پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حکمت عملی سے قابو پا لیا۔ (بخاری شریف جلد دوم۔ ابوداؤد جلد دو۔ تاریخ اسلام جلد اول)

ابو جہل کی اسلام دشمنی

یہ غزوہ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے کہ حضرت بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمرہ کرنے کی غرض سے مکہ مکرمہ گئے اور امیہ بن خلف کے پاس ٹھہرے۔ امیہ بن خلف بھی شام کے سفر میں مدینہ طیبہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مہمان بن کر ٹھہرا کرتا تھا۔ امیہ بن خلف نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ذرا رات ہو لینے دو۔ جب لوگ گھروں کو چلے جائیں۔ تو حرم میں جا کر طواف کر لینا۔ چنانچہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رات کو طواف کر رہے تھے تو ابو جہل آ گیا اور اس نے کہا یہ کون طواف کر رہا ہے

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا، میں سعد بن معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں۔ ابو جہل نے (امیہ بن خلف کی طرف دیکھ کر) غصے سے کہا، تم لوگوں نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے اور (حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھ کر) کہا تمہاری یہ جراءت کہ یہاں بے خوف طواف کر رہے ہو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ہاں ایسا ہی ہے اس پر دونوں کے درمیان تکرار ہو گئی امیہ بن حلف نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا، ابوالحکم (ابو جہل) کے سامنے اونچی آواز میں بات نہ کرو یہ اس وادی کا سردار ہے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

Marfat.com

اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور کہا خدا کی قسم! اگر تو نے مجھے طواف سے روک دیا تو میں تیرے تجارتی قافلوں کو شام کی طرف جانے سے روک دوں گا۔

امیہ بن خلف حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلسل سمجھاتا رہا کہ آواز بلند نہ کریں یہ ابوالحکم ہے جس سے آپ بات کر رہے ہیں لیکن جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی آواز آہستہ نہ کی تو امیہ بن خلف نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر روکنا چاہا اس پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصے میں آ گئے اور امیہ بن خلف سے فرمایا، تو جا کر اپنا کام کر مجھے تیری امان کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ وہ تجھے قتل کر دیں گے امیہ بن خلف نے کہا" کیا وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ہاں کریں گے۔ امیہ نے کہ رب کعبہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی جھوٹ تو نہیں بولا! پھر وہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور اسے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات بتائی اس نے بھی سن کر کہا رب کعبہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی جھوٹ بات نہیں کی۔

اس کے بعد جب جنگ بدر کے لیے قریش نے منادی کرائی تو امیہ بن خلف کی بیوی نے اسے یاد دلایا کہ تمہارے یثربی بھائی نے جو کہا تھا وہ تمہیں یاد ہے نا؟ امیہ بن خلف نے اس بات کو یاد کر کے جنگ پر جانے کا ارادہ ترک دیا۔ ابوجہل کو پتہ چلا تو وہ اس کے پاس آیا اور کہا' تمہارا مقام و مرتبہ وادی کے سردار کا ہے تم نہ نکلے تو کون نکلے گا؟ تم ہمارے ساتھ ایک دو دن کی مسافت تک چلو پھر خاموشی سے واپس آ جانا۔ امیہ بن حلف نے ابوجہل کی بات مان لی اور ساتھ چل پڑا اور جنگ بدر میں مارا گیا۔ (بخاری شریف، البدایہ والنہایہ:۔ المغازی للواقدی جلد اول)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ ابواء

حضرت ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ سب سے پہلا غزوہ ابواء ہے اس غزوہ کو غزوہ ودان بھی کہتے ہیں مدینہ طیبہ کے جنوب مغرب میں فرع ایک مشہور ضلع ہے ودان اور ابواء اسی ضلع کے مقامات ہیں مکہ مکرمہ اور جدہ سے جو راستہ ساحل کے ساتھ شام کی طرف جاتا ہے اس پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے تقریباً درمیان میں رابغ واقع ہے رابغ سے شمال کی جانب جائیں تو سب سے پہلے ابواء آتا ہے اسی جگہ پر حضور نبی کریم علیہ والسلام کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا مدینہ منورہ سے واپسی پر انتقال ہوا تھا اور وہیں ان کو دفن کیا گیا ابواء کے نزدیک ہی ودان بھی واقع ہے۔

یہ غزوہ ماہ صفر کے شروع میں وقوع پذیر ہوا اس موقع پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں حاکم بنایا اور خود صحابہ کرامؓ کی جماعت کے ساتھ بنی ضمیرہ کے قافلہ پر جو قریش کا ایک قبیلہ ہے سے مقابلہ کرنے کے ارادے سے مدینہ منورہ سے نکلے اور مقام ودان تک آئے جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مقام ابواء پہنچے تو قبیلہ بنی ضمیرہ کا سردار مخشی بن عمر ضمیری نرمی کے ساتھ پیش آیا اور صلح کا ارادہ ظاہر کیا اس پر حضور سرور کائنات ﷺ بھی صلح پر راضی ہوگئے اور صلح نامہ تحریر میں لایا گیا اور پھر پندرہ روز مدینہ منورہ سے باہر رہنے کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی جماعت کے ساتھ تقریباً 20 صفر کو واپس تشریف لے آئے۔

اسی مقام ابواء پر اور ایک قول کے مطابق اس سے پہلے حضرت عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب نے جو کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابن عم چچازاد بھائی تھے ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا ان کی عمر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دس سال زیادہ تھی۔ (زرقانی علی المواہب جلد اول مدارج النبوۃ

Marfat.com

(جلد دوم)

......☆☆☆......

غزوہ بواط

غزوہ بواط ربیع الاول ہجرت کے دوسرے سال میں وقوع پذیر ہوا بواط ایک وادی کا نام ہے جو ضلع رضوی کا ایک مقام ہے اس وادی کے اطراف رضوی کا ایک پہاڑ بھی واقع ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام قریش کے ایک تجارتی قافلے کو خائف کرنے کی غرض سے دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ایک روایت کے مطابق ایک سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو لے کر اس قافلہ کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے قریش کے اس قافلہ میں امیہ بن خلف شامل تھا اور اس کے ساتھ قریش کے سو افراد بھی تھے جبکہ اس کے پاس اڑھائی ہزار اونٹ بھی تھے۔

غزوہ بواط میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفید جھنڈا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر کیا جبکہ ابن ہشام کا کہنا ہے کہ مدینہ منورہ میں حضرت سائب بن عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نائب مقرر کیا بعض کا کہنا ہے کہ حضرت سائب بن عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں جھنڈا دیا۔ بہر طور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقام بواط تک پہنچے مگر لڑائی کی نوبت نہ آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند روز کے بعد واپس تشریف لے آئے۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول، زرقانی علی المواہب جلد اول)

......☆☆☆......

غزوہ ذی العشیرہ

غزوہ عشیرہ ہجرت کے دوسرے سال وقوع پذیر ہوا اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سمع مبارک تک یہ بات پہنچی کہ قریش نے خلاف معمول موسم سرما میں ایک بڑا تجارتی قافلہ ابوسفیان کی قیادت میں شام کی طرف روانہ کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ

Marfat.com

مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے ہتھیار خریدنے کے لیئے سرمایہ فراہم کیا جائے چنانچہ اس اطلاع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ڈیڑھ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک اور راویت کے مطابق دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمادی الآخر 2ھ میں اس قافلے کو روکنے کے لیے روانہ ہوئے روانہ ہونے سے پہلے حضور سرور کائنات ﷺ نے سفید جھنڈا حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا اور حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا بن عبدالاسد کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر فرمایا۔

اس دوران ابوسفیان قریش کے قافلے کے ساتھ مقام عشیرہ تک پہنچ چکا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ طیبہ سے نکلے اور بنی دینار کے پہاڑوں کے درمیانی حصے کی راہ اور اس کے بعد الخبار کے میدانوں میں سے ہوتے ہوئے تشریف لے گئے اور پھر ابن ازہر کے پتھریلے مقام پر ایک درخت کے نیچے نزول فرمایا اس کو ذات الساق کہا جاتا ہے اس جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی اور اس جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مسجد بھی واقع ہے وہاں پر کھانا تیار کیا گیا جو حضور ﷺ نے لوگوں کے ساتھ تناول فرمایا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے آگے کی طرف کوچ فرمایا اور ایک پہاڑی ندی کے راستے سے گزرے حتیٰ کہ تیزی سے سفر کرتے ہوئے مدینہ منورہ سے اٹھائیس میل کے فاصلے پر واقع ایک سبزہ زار ملل تک پہنچے اس کے بعد عام راستے سے ہوتے ہوئے وادی ینبوع میں عشیرہ کے مقام پر پہنچے اور اس مقام پر خیمہ زن ہو گئے لیکن ابوسفیان حضور ﷺ کے مقام عشیرہ تک پہنچے سے پہلے ہی قافلے کو لے جا چکا تھا آپ ﷺ نے وہاں پر چند دن تک توقف فرمایا اسی مقام پر بنی مدلج اور ان کے حلیف بنی ضمرہ کے ساتھ جو کہ عشیرہ کے نواح میں پڑاؤ ڈالے پڑے تھے۔ صلح اور معاہدہ کیا۔ اور مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے۔ (زرقانی علی المواہب جلد اول: معارج النبوۃ جلد دوم)

غزوہ ذی العشیرہ کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ابن اسحاق کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ عشیرہ میں ساتھ ساتھ تھے حضور ﷺ نے جب وہاں پر پڑاؤ ڈالا تو ہم نے بنی مدلج کے چند افراد کو دیکھا جو اپنے کسی نخلستان کے ایک چشمے پر کام کر رہے تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا

Marfat.com

'اے ابوالیقظان! کیا (اس کام سے) تمہیں بھی کچھ دلچسپی ہے آؤ ان لوگوں کے پاس چلیں اور دیکھیں کہ وہ کس طرح کام کرتے ہیں میں نے کہا' اگر آپ کا ارادہ ہے تو پھر چلتے ہیں۔ چنانچہ ہم ان کے قریب گئے اور تھوڑی دیر تک ان کو کام کرتے دیکھتے رہے پھر ہمیں نیند آنے لگی تو میں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے نکلے اور نخلستان کے چھوٹے چھوٹے درختوں کے درمیان نرم زمین پر لیٹ کر سو گئے۔

فرماتے ہیں کہ بخدا! کسی نے ہمیں نہ اٹھایا حتیٰ کہ خود حضور ﷺ نے اپنے پائے اقدس سے ہمیں جگایا جس مٹی پر ہم سو گئے تھے اس کی گرد میں اٹے ہوئے تھے رسول کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرد و غبار سے اٹا ہوا دیکھا تو فرمایا' اے ابوتراب! تمہاری یہ کیا حالت ہے؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو ان دو اشخاص کے بارے میں نہ بتاؤں کہ جو تمام لوگوں میں زیادہ بدبخت ہیں۔ ہم نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! ضرور بتایئے' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' قوم ثمود کا ایک وہ شخص جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹیں اور اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! دوسرا وہ شخص جو تمہارے محاسن (یعنی داڑھی) پر وار کرے گا اور خون سے رنگے گا۔ حضور ﷺ یہ فرماتے جاتے تھے اور اپنے دست اقدس سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر اور چہرے سے گرد جھاڑتے جاتے تھے۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ''ابوتراب'' کے حوالے سے ایک اور روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زوجہ محترمہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی بات پر خفا ہو کر گھر سے نکلے اور مسجد میں جا کر لیٹ گئے اسی دوران حضور ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ ناراضی ہو گئی ہے اور وہ غصے میں باہر چلے گئے ہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے کسی سے فرمایا کہ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ ان صحابی نے آ کر بتایا کہ یا رسول اللہ ﷺ! وہ مسجد میں آرام کر رہے ہیں۔ پھر حضور ﷺ مسجد میں ان کے پاس تشریف لے گئے ان کو ایک پہلو پر سوتے ہوئے دیکھا تو ان کے بدن مبارک پر مٹی لگی ہوئی تھی فرمایا! ابوتراب! اٹھو، اس روز سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوتراب

Marfat.com

ہو گئی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اس کنیت کو بہت محبوب جانتے تھے اور پسند فرماتے تھے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، سیرت ابن ہشام جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

غزوہ سفوان

غزوہ سفوان کو غزوہ بدر اولیٰ بھی کہا جاتا ہے یہ غزوہ بھی دو ہجری کو وقوع پذیر ہوا اس غزوہ کا سبب یہ ہے کہ مدینہ منورہ کی چراگاہ سے کرز بن جابر فہری حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اونٹوں کو ہنکا کر لے گیا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہو کہ کرز بن جابر فہری مویشی لوٹ کر لے گیا ہے تو اس پر آپ ﷺ نے ایک جھنڈا بنا کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمایا اور مدینہ طیبہ میں حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر فرما کہ خود ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکل پڑے حتی کہ بدر کے نواح میں وادی سفوان تک جا پہنچے اسی وجہ سے اسے غزوہ بدر اولیٰ کہتے ہیں کرز بن جابر بچ کر نکل چکا تھا اور آپؐ نے اسے نہ پایا چنانچہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام لشکر اسلام کے ساتھ واپس مدینہ طیبہ لوٹ آئے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ بدر

ہجرت کے دوسرے سال غزوہ بدر ہوا اس غزوہ کو بدر کبریٰ اور غزوہ بدر عظمیٰ بھی کہتے ہیں بدر ایک ایسی جگہ کا نام ہے کہ جہاں پر ایک شخص بدر بن مخلد بن کنانہ نے پڑاؤ کیا تھا بعض کا کہنا ہے کہ بدر کا مقام بدر بن حارث سے منسوب ہے جس نے یہاں کنواں کھودا تھا۔

غزوہ بدر کے وقوع پذیر ہونے کا ایک سبب یہ تھا کہ حضور ﷺ نے غزوہ سفوان سے واپسی کے بعد حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمان میں آٹھ یا بارہ یا اسی مجاہدین کو بطن نخلہ کی طرف بھیجا یہ مجاہدین جب بطن نخلہ میں پہنچے تو ان کے قریب سے قریش کا ایک تجارتی قافلہ گزرا جس میں عمرو بن الحضرمی بھی شامل تھا۔ حضرت واقد بن عبداللہ تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تیر سے عمرو بن الحضرمی مارا گیا باقی مشرکین بھاگ گئے کچھ گرفتار ہو گئے قافلے کا سامان قبضے میں لے لیا گیا۔ عمرو بن الحضرمی کی ہلاکت سے کفار مکہ بہت مشتعل ہوئے ہر کافر اپنے سینے میں انتقام کے شعلے بھڑکائے پھر رہا تھا اور ہر کوئی خون کے بدلے خون سے کم پر راضی نہ تھا۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول)

قریش کا قافلہ:

رسول کریم ﷺ قریش کے جس قافلے کی آمد کی خبر سن کر مقام ذی العشیرہ تک تشریف لے گئے تھے اور آپ ﷺ کے وہاں پر پہنچے سے قبل ہی ابوسفیان قافلے کو نکال کر لے جا چکا تھا۔ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ میں واپس تشریف لے آئے تو آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ وہ قافلہ شام سے واپس آ رہا ہے اور اس قافلے میں قریش کے اونٹ تجارتی سامان سے لدے ہوئے ہیں اس قافلے میں تیس یا چالیس افراد ہیں جن میں ابوسفیان بن حرب، مخرمہ بن نوفل اور عمرو بن العاص بھی شامل ہیں۔

Marfat.com

رسول کریم ﷺ نے جب اس خبر کو سنا۔ تو مسلمانوں کو، اس قافلے کا راستہ روکنے کے لیے تیاری کا حکم دیا مقصد یہ تھا کہ اس طرح کفار قریش پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو جائے اور وہ لوگ جو گاہے بگاہے مدینہ منورہ کے اطراف میں لوٹ مار کی نیت سے آتے رہتے تھے ان کو بھی تنبیہ ہو جائے کہ مسلمان غافل نہیں ہیں اگر مسلمانوں کے خلاف کوئی حرکت کی تو ان کی شام کے ساتھ تجارت میں رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے۔ حضور ﷺ کے حکم پر انصار و مہاجرین نے فوری طور پر تیاری کی یہ تیاریاں چھپ کر نہیں بلکہ سرعام کی جارہی تھیں اس لیے ہر ایک کو مسلمانوں کی ان تیاریوں کا پتہ چل گیا۔

ابوسفیان جب قافلے کو لے کر عرب کے نزدیک پہنچا تو اسے راستے میں بعض لوگوں سے مسلمانوں کے بارے میں معلومات ملیں کہ مسلمان قریش کے اس قافلے کو روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ سن کر ابوسفیان نے احتیاطی طور پر ایک شخص ضمضم بن عمرو الغفاری کو اجرت مقرر کر کے مکہ مکرمہ بھیجا تا کہ وہ قریش کے پاس جا کر ان کو صورتحال کی خبر کرے اور قافلے اور مال کی حفاظت کے لیے ان کو نکلنے پر ابھارے۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول)

خواب کا واقعہ:

ضمضم غفاری کے مکہ مکرمہ آنے سے تین روز قبل عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ایک خواب دیکھا جس سے وہ پریشان ہوگئی اور اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بلوایا اور ان سے کہا کہ میں نے ایک ایسا خواب دیکھا ہے جس سے میں پریشانی میں مبتلا ہوگئی ہوں مجھے خدشہ ہے کہ اس خواب کی وجہ سے آپ کی قوم کسی مصیبت میں نہ پڑ جائے اس لیئے میں جو کچھ بھی بیان کروں آپ اسے چھپا کر رکھیں۔ جناب عباس بن عبدالمطلب نے بہن سے پوچھا۔ کہ تم نے کیا خواب دیکھا ہے۔ بہن نے بتایا کہ میں نے اونٹ پر سوار ایک شخص کو دیکھا جو وادی ابطح میں کھڑا ہو کر نہایت بلند آواز سے چلا کر بولا سنو! اے بے وفاؤ! اپنے بچھڑنے کی جگہوں کی جانب تین دن کے اندر اندر جنگ کی غرض سے نکل پڑو۔ اس کی پکار پر لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ اس کے بعد وہ شخص بیت اللہ میں داخل ہوا اور لوگ بھی اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اونٹ اسے لے کر خانہ کعبہ کے اوپر نمودار ہوا اور اس شخص نے پھر چلاتے ہوئے کہا۔ سنو! اے غدارو! تین دن کے

۱۲۵۴۵۴

Marfat.com

اندر اندر اپنے بچھڑ کی جگہوں کی طرف نکل پڑو۔ پھر اونٹ اسے لے کر ابوقبیس پر نمودار ہوا اور اس نے اسی طرح چلا کر آواز لگائی اس کے بعد اس نے ایک چٹان پکڑ کر اسے لڑھکا دیا جب وہ چٹان لڑھکتی ہوئی پہاڑ کے دامن میں پہنچی تو پاش پاش ہوگئی مکہ کے گھروں میں سے کوئی گھر اور کوئی احاطہ باقی نہ رہا کہ اس چٹان کا کوئی نہ کوئی ٹکڑا اس میں نہ گیا ہو۔

خواب کی شہرت ہوگئی:

عباس بن عبدالمطلب نے یہ خواب سن کر کہا' بخدا یہ تو بڑی اہمیت والا خواب ہے لیکن تم بھی اسے پوشیدہ رکھو اور کسی اور سے بیان نہ کرو۔ اس کے بعد جناب عباس بن عبدالمطلب وہاں سے نکلے اور سیدھے اپنے دوست ولید بن عتبہ بن ربیعہ کے پاس پہنچے اور اس کو یہ خواب سنایا مگر اس کو بھی تاکید کی کہ کسی اور سے بیان نہ کرے۔ ولید نے یہ خواب اپنے باپ عتبہ بن ربیعہ سے بیان کر دیا اس طرح یہ خواب مکہ مکرمہ میں ہر طرف پھیل گیا۔ جناب عباس بن عبدالمطلب کہتے ہیں کہ جب میں صبح سویرے بیت اللہ کا طواف کرنے کی غرض سے نکلا تو ابوجہل کو دیکھا جو کہ قریش کے ایک مجمع میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور سب لوگ اس خواب کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ ابوجہل نے جب مجھے دیکھا تو کہا' اے ابوالفضل! طواف سے فارغ ہو کر ادھر آنا میں فارغ ہونے کے بعد ان لوگوں کے پاس جا کر بیٹھ گیا تو ابوجہل نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا' اے بنی عبدالمطلب! یہ نئی نبیہ تم میں کب سے پیدا ہوگئی ہے؟ میں نے کہا' کیا بات ہے؟ اس نے کہا' وہی خواب جو عاتکہ نے دیکھا ہے۔ میں نے پوچھا! اس نے کیا دیکھا ہے؟ کہنے لگا' اے بنی عبدالمطلب! تمہیں یہ بات کافی نہ تھی کہ تم میں سے مردوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا؟ اب تو تمہاری خواتین نے بھی نبوت کا دعویٰ کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ دعویٰ عاتکہ نے ہی تو کیا ہے اس سے کہا گیا ہے کہ تین دن کے اندر جنگ کے لیے نکل پڑو۔ اس لیئے ہم بھی ان تین دنوں میں انتظار کریں گے جو وہ کہہ رہی ہے سچ تو وہی ہوگا۔ اگر تین دن گزر گئے اور یہ بات سچ نہ ہوئی تو ہم تمہارے بارے میں ایک تحریر لکھ رکھیں گے کہ اہل حرم میں سب سے زیادہ تم لوگ جھوٹے خاندان کے ہو۔

جناب عباس بن عبدالمطلب کہتے ہیں کہ میں نے ابوجہل کو کوئی جواب نہ دیا سوائے اس بات کے کہ میں نے کہا عاتکہ نے کوئی خواب نہیں دیکھا۔ شام کے وقت بنی عبدالمطلب کی

Marfat.com

ہر عورت نے مجھ سے شکوہ کیا کہ میں نے ابوجہل کی باتوں کا اسے جواب کیوں نہیں دیا۔ ان کی باتیں سن کر مجھے بھی ابوجہل پر غصہ آ گیا اور کہا کہ اب اگر اس نے کوئی بات کی تو میں ضرور اس کا منہ بند کر دوں گا۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول)

ضمضم غفاری کا واویلا:

تیسرے روز صبح کے وقت ضمضم غفاری مکہ مکرمہ میں داخل ہوا اس نے وادی بطن میں اپنا اونٹ کھڑا کیا اس اونٹ کی اس نے ناک کاٹ دی کجاوا الٹ دیا اپنی قمیض پھاڑ لی اور چیخ چیخ کر قریش کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ تمہارے سامان والے اونٹ! تمہارے سامان والے اونٹ! لوگو! محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھی گھات لگائے ہوئے ہیں اپنا مال بچاؤ جو ابوسفیان کے ساتھ ہے میں نہیں سمجھتا کہ تم اسے پا سکو گے۔ فریاد! فریاد! اس کا واویلا سن کر لوگ اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے کیا محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھی اس قافلے کو بھی عمرو بن الحضرمی کے قافلے کی طرح سمجھ رہے ہیں۔ رب کعبہ کی قسم! ان کو بہت جلد پتہ چل جائے گا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

ابوجہل کی جنگی تیاری:

مروی ہے کہ ابوجہل نے خانہ کعبہ کے اوپر کھڑے ہو کر آواز لگائی کہ اے اہل کعبہ! جلدی کرو اور جلدی نکلو اور اپنے احوال اور اپنے قافلے کے پاس پہنچو اگر تم لوگوں سے پہلے محمد (ﷺ) کے ساتھی پہنچ گئے تو پھر تمہاری خیر نہیں اس پر تقریباً ایک ہزار جنگجو تیار ہو گئے۔ اس لشکر میں عباس بن عبدالمطلب امیہ بن خلف، ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ اور نضر بن حارث یعنی تیرہ سرکردہ افراد کے ذمے لشکر کے خورد و نوش کا انتظام تھا۔ کفار کے دیگر بڑے بڑے سردار شیبہ، عبیدہ، زمعہ، ابوالبختری رفاعہ، نوفل، ولید اور حرث وغیرہ بھی لشکر کفار میں شامل تھے۔

دوسری طرف قریش کا قافلہ جو ابوسفیان کی امارت میں شام سے آرہا تھا وہ ابوسفیان کی حکمت عملی سے بچ نکلا ابوسفیان راستے سے کترا کر اور بچ کر اپنے قافلے کو نکال کر لے گیا۔ قریش کے قافلے کے نکل جانے کی خبر مسلمانوں کو ملی تو وہ واپس مدینہ طیبہ آ گئے کیونکہ حضور ﷺ کا مقصد صرف مکہ والوں پر رعب قائم کرنا تھا۔ اس دوران ابوجہل لشکر کفار کے ساتھ روانہ ہو چکا تھا

Marfat.com

ابوسفیان نے مکہ مکرمہ پہنچ کر ابوجہل کو پیغام بھیجا کہ قافلہ بحفاظت مکہ مکرمہ پہنچ گیا ہے لہٰذا تم لوگ لوٹ آؤ، ابوجہل پر بدبختی سوار تھی اسے عتبہ اور شیبہ اور دیگر قریش کے سرکردہ افراد نے مشورے دیے کہ واپس لوٹ چلتے ہیں کیونکہ قافلہ صحیح سلامت آ گیا ہے مگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا اور کہا کہ ہم مسلمانوں سے جنگ کیے بغیر واپس نہیں جائیں گے ہم وہاں تین دن تک قیام کریں گے اپنے اونٹوں کو ذبح کریں گے جشن منائیں گے تاکہ ہماری عظمت وشوکت کا شہرہ ہر طرف پھیل جائے اس کے بعد عرب کے قبائل ہم سے خوفزدہ رہیں گے۔ ابوجہل نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی۔
(مدارج النبوۃ جلد دوم۔ تاریخ اسلام جلد اول)

مسلمانوں کی جنگی تیاری:

اس غزوہ کے موقع پر حضور ﷺ نے حضرت ابولبابہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ طیبہ میں نائب بنایا غزوہ میں شریک مسلمانوں کی کل تعداد 313 تھی جن میں سے 77 مہاجرین اور 236 انصار تھے لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمرکابی میں صرف 305 صحابہ کرام تھے ۔آٹھ وہ آدمی جو کسی عذر کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدر کی غنیمت میں سے ان کا حصہ نکالا تھا۔ اور ان کو اہل بدر میں ہی شمار کیا جاتا ہے تین اصحاب مہاجرین میں سے تھے۔ اور انصار میں سے پانچ اصحاب تھے۔ غزوہ بدر میں کسی عذر کی وجہ سے شامل نہ ہونے والوں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کی علالت کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے مطابق تیمارداری کے لیے رکے تھے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہم مشرکین کے قافلے کی مخبری کے لیے شام گئے ہوئے تھے انصار میں سے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ جو کہ غلام تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آزاد فرما کر مدینہ طیبہ میں نائب بنایا تھا۔ دوسرے حضرت عاصم بن عدی العجلان تھے جن کو اہل وعیال کی خدمت کے لیے مقرر فرمایا گیا تھا۔ ایک حضرت حاطب رضی اللہ عنہ تھے جن کو روحا کی منزل سے ایک اہم کام کے سلسلہ میں بنی عمرو عوف کے پاس بھیجا گیا تھا۔ ایک حضرت حارث رضی اللہ عنہ اور حضرت حوائب بن خبیر رضی اللہ عنہ تھے جو کہ اونٹ سے گر پڑے تھے۔ اور ان کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں چنانچہ ان کو راستہ میں سے ہی لوٹا دیا گیا تھا۔ یہ پہلا غزوہ تھا جس میں انصار نے بھی

Marfat.com

شرکت کی تھی۔

لشکر اسلام میں مسلمانوں کے پاس ستر اونٹ تین گھوڑے، آٹھ تلواریں، چھ زرہیں تھیں اور ایک اونٹ پر کئی کئی مسلمان سواری کرتے تھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریک تھے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدل چلنے کی باری آتی دونوں عرض کرتے یا رسول ﷺ! آپؐ سوار ہی رہیے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکاب کی سعادت میں پیدل چلیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے تم مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو اور میں اجر میں تم سے زیادہ بے نیاز نہیں ہوں۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کے مقابلے پر کفار کی تعداد ایک ہزار سے کم اور نو سو سے زیادہ تھی جبکہ ان کے ساتھ سو سے زیادہ اونٹ اور سو گھوڑے تھے کفار زرہ پوش انتہائی غرور و مستی کی حالت میں چلے جا رہے تھے اور مقام بدر کی طرف رواں دواں تھے ان کے ساتھ گانے والی عورتیں بھی تھیں جو ان کے دلوں کو جنگ کے لیے ابھارتی تھیں لشکر کفار کے لیے ہر روز گیارہ اونٹ ذبح کیے جاتے اور قریش کے سرداروں میں سے ہر روز کوئی نہ کوئی سب کو کھانا دیتا تھا۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم، تاریخ اسلام جلد اول)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورے:

مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو لشکر قریش کے نکلنے کی خبر دے دی اس پر آپ ﷺ نے مجلس مشاورت منعقد کی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر گوشے اور منتخب لوگ تمہاری طرف بھیجے ہیں ان کا مقابلہ کرنے کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے یا تو قافلہ ہو یا قریش کا لشکر یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے کہا یا رسول ﷺ! آپؐ نے جنگ کرنے کا ہم سے ذکر کیوں نہ کیا تاکہ ہم اس کے لیے تیاری کرتے اور ساز و سامان فراہم کرتے چنانچہ اب قریش کے قافلے کا پیچھا کیجئے اور قتال سے بچیئے۔ اس پر حضور سرور کائنات ﷺ جلال میں آگئے اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اچھی اچھی باتیں کہیں ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

Marfat.com

بھی بڑی خوبصورت باتیں کیں اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی باتوں پر خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائی۔ اس کے بعد حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اپنے کام میں غور و فکر فرمایئے ان باتوں کو چھوڑ یئے اللہ کی قسم! اگر آپ ہمیں عدن تک بھی لے جائیں گے۔ تو ہم انصار میں سے کوئی ایک بھی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہوئے اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائی۔ ان کے بعد حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپؐ کے ساتھ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں چاہیں ہمیں لے جائیں ہم کبھی بھی وہ بات منہ سے نہ نکالیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ آپ اور آپ کا رب دونوں جا کر لڑیں یا رسول اللہ ﷺ! ہم بھی آپؐ کے ساتھ مل کر لڑنے والوں میں سے ہیں قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جائیں گے اور جہاں آپؐ جائیں گے آپ کے ساتھ مل کر مردانہ وار لڑیں گے اگرچہ آپؐ برگ عماد تک جائیں (د برگ عماد حبشہ کے شہروں میں سے ایک شہر ہے) یہ باتیں سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسرت کا اظہار فرمایا اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائی اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم مجھے مشورہ دو۔ اس پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول ﷺ! کیا یہ خطاب ہماری طرف ہے! آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں، حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول ﷺ! ہم تو آپؐ پر ایمان لائے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی ہے اور ہم نے ہر اس چیز کی گواہی دی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے لائے ہیں اور اپنے عہد و پیمان کے ذریعہ ہم نے آپ کو تصدیق فراہم کی ہے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! چلیئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہو قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق کے سات مبعوث فرمایا ہے اگر آپ چلیں اور ہمیں دریا میں ڈال دیں تو ہم دریا میں بھی کود جائیں گے اور ہم میں سے ایک شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے نہیں رہے گا ہمیں اپنے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ ہم دشمن سے جنگ ہو جانے پر صبر کرنے والوں اور صادقوں میں سے ہیں

Marfat.com

امید ہے کہ رب تعالیٰ دشمنوں سے مقابلہ کے وقت ہماری طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا دکھائے گا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پاک اور نگاہ مبارک کو روشنی اور ٹھنڈک حاصل ہو لہٰذا آپ جہاں چاہیں ہمیں لے جائیں۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس گفتگو کو سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انتہائی خوش و مسرور ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنی برکت ساتھ تمہیں خوش رکھے تمہیں خوشخبری ہو کہ فتح ونصرت تمہاری ہی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان دونوں گروہوں میں سے کسی ایک پر غالب فرماؤں گا خواہ قریش کا قافلہ ہو یا قریش کا لشکر، اللہ کی قسم! میں گویا ان کے ہلاک ہونے کی جگہ اور ان کا مقتل دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار کے غزوہ بدر میں مارے جانے کے مقامات کی جانب اشارہ فرمایا اور زمین پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا یہ فلاں کے مرکر گرنے کی جگہ ہے یہ فلاں کے مرکر گرنے کی جگہ ہے یہ فلاں کا مقتل ہے اور یہ فلاں کا ہے اور ایک ایک مارے جانے والے مشرک کا نام اور اس کے مقتل کا نشان بتایا اور ان میں سے کوئی ایک بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بتائی ہوئی جگہ کے برخلاف نہ مارا گیا۔ (بخاری شریف، جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم، تاریخ اسلام جلد اول)

میدان بدر میں:

مقام بدر میں پہنچ کر حضور ﷺ نے حضرت علی حضرت زبیر العوام اور حضرت سعد بن قاص رضی اللہ عنہم کو ایک جماعت کے ساتھ بدر کے کنویں کی طرف بھیجا کہ وہاں سے قریش کے بارے میں معلومات حاصل کر کے لائیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی اس طرف گئے اور انہوں نے قریش کے دو غلاموں کو پکڑ لیا جو لشکر قریش کے لیے پانی لانے پر مقرر تھے۔ ان غلاموں کو پکڑ کر حضور ﷺ کے پاس لایا گیا اس وقت حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اس دوران صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم قریش کے سقہ ہیں قریش نے ہمیں پانی لانے کے لیے بھیجا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کی بات پر یقین نہ کیا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ شاید یہ ابوسفیان کے ملازم ہیں اس لیے ان کی پٹائی کی تشدد سے گھبرا کر انہوں نے کہہ دیا کہ ہاں ہم ابوسفیان کے ملازم ہیں اس پر ان کی پٹائی بند کر دی گئی۔

Marfat.com

جب رسول کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا جب ان دونوں نے تم سے سچ کہا تم نے ان کو مارا اور جب انہوں نے جھوٹ کہا تو انہیں چھوڑ دیا واللہ ان دونوں نے سچ کہا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ان دونوں غلاموں سے دریافت فرمایا کہ قریش کہاں ہیں انہوں نے کہا وہ لوگ اس ٹیلے کے پیچھے ہیں جو دور نظر آرہا ہے حضور ﷺ نے ان کی تعداد کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا، وہ بہت زیادہ ہیں لیکن ان کی تعداد نہیں معلوم ان سے پوچھا گیا کہ روزانہ کتنے اونٹ ذبح کیے جاتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ کسی دن نو اور کسی دن دس۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا وہ ہزار سے کم اور نو سو سے زیادہ ہیں۔

ان غلاموں سے آپ ﷺ نے دوبارہ پوچھا کہ قریش کے سرکردہ افراد میں سے کون کون لوگ ان کے ساتھ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، عتبہ بن ربیعہ، شبیہ بن ربیعہ، نضر بن حارث امیہ بن خلف، ابوجہل بن ہشام، زمعہ بن الاسود نوفل بن خویلد، حارث بن عامر بن نوفل، طیمہ بن عدی بن نوفل، ابوالبختر ی بن ہشام، حکیم بن حزام، سہیل بن عمرو، عمرو بن عبدود اور حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور مُنبہ۔

حضور ﷺ نے یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو تمہارے سامنے ڈال دیا ہے۔

(مسلم شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد اول، زرقانی علی المواہب جلد اول، معارج النبوۃ جلد سوم)

خباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشورہ:

مقام بدر میں مسلمانوں نے ریتلی زمین پر ڈیرے ڈالے تھے جس میں نقل و حرکت کے وقت پاؤں دھنستے اور پھسلتے تھے اس کے برعکس کفار کی طرف سخت زمین تھی جس کی وجہ سے ان کی نقل و حرکت میں کوئی دقت پیش نہیں آتی تھی یہ دیکھ کر حضرت خباب بن المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول ﷺ! اگر اس جگہہ پر ہمارا قیام وحی کے مطابق ہے تو پھر ہم ایک قدم نہ آگے بڑھا سکتے ہیں اور نہ ایک قدم پیچھے ہٹا سکتے ہیں اور اگر یہ آپ ﷺ کی اپنی رائے ہے اور جنگی تدبیروں میں سے کوئی تدبیر ہے تو یہ منزل مناسب نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، مجھے اس

Marfat.com

بارے میں کوئی وحی نہیں آئی یہ میری ذاتی رائے تھی۔ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا تو پھر ہمیں یہاں سے کچھ آگے بڑھ کر پڑاوٴ ڈالنا چاہیے اور آخری کنویں کے پاس قیام کرنا چاہیے کیونکہ مجھے اس کنویں کے پانی کی مٹھاس اور بہتات کے بارے میں معلوم ہے جب ہم وہاں پہنچیں تو ایک حوض بنالیں اور کنویں کو پاٹ دیں تا کہ ہمارے لیے پانی ہو اور ہمارے دشمنوں کے لیے نہ ہو۔

رسول کریم ﷺ نے ان کی رائے کو پسند فرمایا اور اس کے مطابق عمل کیا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بارش ہوگئی جس سے ریت بیٹھ گئی اور اس پر نقل و حرکت کی دشواری دور ہوگئی کفار کی طرف چونکہ زمین سخت تھی اس سے وہاں دلدل اور کیچڑ ہوگیا اونٹوں اور گھوڑوں کے پاؤں پھسلنے لگے ان کے لیے تیزی سے نقل و حرکت کرنی ممکن نہ رہی۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول)

سائبان کی تیاری:

مقام بدر میں پڑاوٴ ڈالنے کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول ﷺ! ہم آپ کے لیے ایک اونچا سائبان بنانا چاہتے ہیں آپ ﷺ اس میں تشریف رکھیں اور آپ ﷺ کی سواری آپ کے پاس تیار کھڑی ہوگی اس کے بعد ہم دشمن سے جنگ کریں گے اور اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں غالب کردیا اور دشمن پر فتح عنائیت فرمائی تو ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا لیکن اگر صورتحال اس کے برعکس ہوئی تو آپ ﷺ سوار ہو کر قوم کے ان لوگوں تک اپنے آپ کو پہنچائیں جو مدینہ طیبہ میں باقی رہ گئے ہیں اور وفاداری میں ہم سے کم نہیں ہیں اگر انہیں یہ پتہ ہوتا کہ آپ کو جنگ کرنی ہوگی تو وہ کبھی پیچھے نہ رہتے۔ اللہ تعالیٰ انکے ذریعے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائے گا وہ آپ کے خیر خواہ رہیں گے اور آپ کے ساتھ ہو کر جہاد کریں گے۔

یہ سن کر حضور ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت تعریف فرمائی اور ان کے حق میں دعائے خیر کی اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک عریشہ یعنی اونچی جگہ بنانا شروع کردی اس کی تیاری کے بعد حضور ﷺ اس میں تشریف فرما ہوئے۔

(معارج النبوۃ جلد سوم)

Marfat.com

حضور ﷺ کی دعا:

جب حضور ﷺ کے لیے سائبان تیار ہو گیا تو اسی اثناء میں قریش کے لوگ سامنے کے ٹیلے وادی پر آتے ہوئے دکھائی دیے سب سے آگے زمعہ بن اسود گھوڑے پر سوار تھا اس کے پیچھے اس کا بیٹا اور دیگر لوگ تھے جب حضور ﷺ نے دیکھا تو بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہوئے فرمایا۔

> ”اے اللہ! تو نے مجھ پر کتاب نازل فرمائی اور مجھے جہاد کا حکم دیا اور دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا اور تو اپنا وعدہ خلاف نہیں فرماتا۔ اے اللہ! یہ دیکھ قریش اپنے خیال میں تجھ سے جنگ کے لیے آئے ہیں اور تیرے رسول کی تکذیب کرتے ہیں۔ اے اللہ! میں اس مدد کا طالب ہوں جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے“

اس کے بعد جب رسول کریم ﷺ کی نگاہ مبارک عتبہ بن ربیعہ پر پڑی جو کہ سرخ اونٹ پر سوار تھا تو ارشاد فرمایا۔ ان لوگوں میں سے اگر کسی میں کچھ بھلائی ہوگی تو سرخ اونٹ والے کے پاس ہوگی اگر اس کی بات لوگوں نے مان لی تو راہ راست پر آجائیں گے۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

ابوجہل کا تکبر:

جب لشکر قریش جنگ کے لیے تیار ہوا تو کفار کی طرف سے عمر بن وہب کو مسلمانوں کے حالات کا پتہ چلانے کے لیے بھیجا گیا اس نے لشکر اسلام کا جائزہ لیا اور واپس پہنچ کر کفار سے کہا کہ مسلمانوں کی تعداد تین سو سے کچھ ہی زیادہ ہے لیکن رب کعبہ کی قسم! مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک آدمی جب میدان جنگ میں آئے گا تو تم میں سے ایک ایک کو ختم کر دے گا جب قریش کے یہ سارے افراد (نامی گرامی لوگ) قتل ہو جائیں گے تو تمہارے بچے کھچے لوگوں کی کیا زندگی ہوگی۔ عمرو بن وہب کی بات سن کر حکیم بن حزام (جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے) عتبہ بن ربیعہ کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ تم قریش کے بزرگوں میں سے ہو تم وہ کام کر سکتے ہو کہ جس کی وجہ سے جب تک دنیا قائم رہے تمہارا ذکر خیر باقی رہے گا۔ عتبہ نے پوچھا، آخر وہ ایسا کون سا کام ہے؟ حکیم بن حزام نے کہا' میرا مشورہ ہے کہ تم اپنے حلیف عمرو بن الحضرمی کا خون

Marfat.com

بہا ادا کر دو اس طرح یہ لڑائی ٹل جائے گی۔ کیونکہ ہماری قوم کا اس کے سوا محمد (ﷺ) سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔

چونکہ عتبہ بن ربیعہ بھی معاملہ فہم اور دور اندیش شخص تھا اس لیے اس نے اس مشورے کو قبول کیا اور ایک اونٹ پر سوار ہو کر لشکر کفار کے درمیان پہنچا اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا، اے لوگو! میری بات غور سے سنو، میرا مشورہ ہے کہ اس شخص (حضور ﷺ) اور اس کے ساتھیوں سے جنگ نہ کرو کیونکہ محمد (ﷺ) کے ساتھ ایسے لوگ ہیں جن کی تمہارے ساتھ قریبی رشتہ داری ہے جب تم ان کو قتل دو گے تو ان لوگوں کی اولاد، بھائیوں غرضیکہ تمام عزیزوں میں اور ہمارے درمیان ایک مستقل دشمنی پیدا ہو جائے گی اور میں سمجھتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب کا تم سے قتل بھی نہ ہو گا جب تک تم میں سے اتنے ہی افراد قتل نہ ہو جائیں گے اور اسکے علاوہ ہم بھی ان کے ہاتھوں سے محفوظ نہیں ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارا مقصد عمرو بن حضرمی کے قتل کا انتقام اور وہ تھوڑا سا مال جو بطن نخلہ میں چھن گیا ہے اس کا بدلہ لینا ہے اس لیئے میں ابن حضرمی کے خون بہا اور اس مال کا جو ضائع ہوا ذمہ لیتا ہوں۔

ابو جہل کو جب عتبہ بن ربیعہ کی بات معلوم ہوئی تو اس نے طعنہ دیتے ہوئے کہا کہ عتبہ یہ بات اس لیے کہہ رہا ہے کہ اس کا بیٹا مسلمان ہو چکا ہے اور محمد (ﷺ) کے لشکر میں شامل ہے اسے اپنے بیٹے حذیفہ کا قتل گراں معلوم ہو رہا ہے۔ رب کعبہ کی قسم! ہم اس وقت تک نہیں لوٹیں گے جب تک اللہ تعالیٰ ہمارے اور محمد (ﷺ) کے درمیان دوٹوک فیصلہ کر دے۔ عتبہ تو بزدلی کی وجہ سے ایسی بات کر رہا ہے۔ عتبہ بن ربیعہ نے ابو جہل کی بات سن کر غضبناک ہوتے ہوئے کہا بہت جلد پتہ چل جائے گا کہ ہم میں سے بزدل کون ہے اور بہت جلد یہ بھی پتہ چل جائے گا ڈرپوک اور فسادی کون ہے۔

اس کے بعد ابو جہل نے عمرو بن الحضرمی کے بھائی عامر بن الحضرمی کو بلوایا اور اس سے کہا' یہ تیرا حلیف (عتبہ بن ربیعہ) لوگوں کو واپس لے کر جانا چاہتا ہے۔ اور بزدلی کا مظاہرہ کر رہا ہے جب تیرے بھائی کے خون کا بدلہ تیری آنکھوں کے سامنے ہے۔ تو اٹھ اور قریش سے وعدہ وفا کرنے کا مطالبہ کر اور ان کو اپنے بھائی کا قتل یاد دلا۔ یہ سنتے ہی عامر بن حضرمی نے عرب کے

Marfat.com

رواج کے مطابق اپنے کپڑے پھاڑے اور اپنے سر پر مٹی ڈالتے ہوئے ہائے عمرو، ہائے عمرو چلانا شروع کر دیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ قریش کے لوگ جنگ کے لیے مستعد ہو گئے۔
(معارج النبوۃ جلد سوم)

اسلامی لشکر کی صف بندی:

سترہ رمضان المبارک 2ھ بروز جمعۃ المبارک رسول کریم ﷺ نے لشکر اسلام کو صف بندی کرنے کا حکم دیا آپ ﷺ کے دست مبارک میں ایک تیر یا چھڑی تھی جس کے اشارے سے آپ ﷺ صفیں درست فرما رہے تھے جب آپ ﷺ حضرت سواد بن غزیہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ صف سے ذرا آگے بڑھے تھے حضور ﷺ نے ان کے پیٹ میں تیر چبھوتے ہوئے فرمایا' اے سواد! سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے میرے پیٹ پر ضرب لگا کر مجھے بڑی تکلیف پہنچائی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق اور راستی کے ساتھ بھیجا ہے آپ نے مجھے جو چوٹ لگائی ہے اس کا بدلہ دیں۔
حضور ﷺ نے اپنے شکم مبارک سے پیراہن شریف اٹھاتے ہوئے فرمایا، اے سواد! اپنا بدلہ لے لو۔ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سنتے ہی حضور ﷺ سے لپٹ گئے اور شکم مبارک کو بوسہ دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اے سواد! تمہیں اس پر کس بات نے ابھارا ہے؟ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول ﷺ! میں اس جنگ میں قتل ہونے سے محفوظ نہیں۔ میں نے چاہا کہ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں آپ ﷺ کے بدن مبارک سے میرا جسم چھو جائے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے ان کے حق پر دعا فرمائی۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول)

لڑائی کا آغاز:

کفار کی جانب سے سب سے پہلے جس شخص نے بدر کے میدان میں قدم رکھا اور جنگ کرنے کے لیے آگے بڑھا وہ عتبہ بن ربیعہ تھا جو اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کے ساتھ میدان میں اترا اس کے سب سے پہلے میدان جنگ میں آنے کی وجہ یہ تھی کہ عتبہ کو ابوجہل نے غداری اور بزدلی کا طعنہ دیا تھا اور اس نے اس بات سے غیرت کھائی تھی چنانچہ جنگ وقتال کے لیے اس نے زرہ پہنی پھر ادھر ادھر دیکھتا تھا کہ کہیں سے کوئی ایسی خود ہاتھ آ جائے کہ جو اس کے

Marfat.com

سر پر پوری اترے مگر اسے کوئی ایسی خود نہیں مل رہی تھی کیونکہ اس کا سر بہت بڑا تھا اس لیے اس نے پگڑی باندھنے پر ہی اکتفا کیا اسی دوران عتبہ کی نظر ابو جہل پر پڑی جو ایک گھوڑے پر سوار مشرکین کی ایک صف میں کھڑا تھا ابو جہل کو دیکھتے ہی عتبہ نے جوش سے تلوار سونتے ہوئے کہا کہ آج سواری کا دن نہیں ہے۔ یہ سن کر ابو جہل گھوڑی سے نیچے اتر آیا۔ اس کے بعد عتبہ، ولید اور شیبہ میدان میں آئے اور نعرہ لگایا کہ ہے کوئی ہم سے مقابلہ کرنے والا۔ ان کی للکار سن کر مسلمانوں کی طرف سے تین انصاری نوجوان یعنی حارث کے بیٹے میدان میں نکلے ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ کفار نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم انصاری ہیں انہوں نے کہا ہمیں تم سے کوئی مطلب نہیں ہم اپنے چچازادوں کو میدان میں آنے کی دعوت دیتے ہیں ان میں سے ایک نے للکار کر کہا اے محمد (ﷺ) ہمارے اہل خاندان میں سے کسی کو بھیجیں۔ اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ علیہم اجمعین کو مقابلے کے لیے بھیجا ان میں سے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ عمر کے تھے آپ رضی اللہ عنہ عتبہ کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ولید کے مقابلے پر آئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شیبہ کے مقابلے پر آئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عتبہ کے مقابلے پر آئے حضرت علی رضی اللہ عنہ شیبہ کے اور عبیدہ ولید کے مقابلے پر آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی وار میں ولید کو جہنم واصل کر دیا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ پر کاری وار کیا جبکہ حضرت عبیدہ نے عتبہ سے زخم کھایا اور شدید زخمی ہو گئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اپنے مقابل کو قتل کر دیا حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کی ہڈی کا گودا نکل کر میدان میں جا پڑا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کی مدد کو آئے اور ان کے دشمن کو قتل کر دیا۔ پھر حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں لائے۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو شہید ہی نہیں بلکہ سعادت مندوں میں سرفہرست ہے چنانچہ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر سے لوٹتے ہوئے وادی روحا یا وادی صفراء میں وصال فرمایا

Marfat.com

اور وہیں دفن ہوئے۔

(ابوداؤد جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد اول۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

عام جنگ:

اس کے بعد عام جنگ شروع ہوگئی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کفار کی کثرت تعداد کو ملاحظہ فرما رہے تھے اور مسلمانوں کی قلت تعداد کا بھی مشاہدہ فرما رہے تھے قلب مبارک پر رقت طاری ہوگئی مسلمانوں نے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے عریش بنایا ہوا تھا اس میں تشریف لائے اور قبلہ کی جانب رخ انور کر کے دعا میں مشغول ہو گئے اس وقت عریش میں حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے ساتھ سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کوئی نہ تھا آپ ﷺ نے اس طرح دست مبارک اٹھائے کہ بغل پاک کی سپیدی ظاہری ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے مبارک سے چادر گر گئی فرمایا یا اللہ! اپنے اس وعدہ کو پورا فرما جو تو نے مجھ سے کیا ہے اے اللہ! اگر تو نے آج مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کرا دیا تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔

کہا جاتا ہے کہ دعا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر زاری کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ کی زاری حد سے گزر چکی بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو وعدہ کیا ہے وہ پورا ہوگا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک جو کہ کندھے سے گر چکی تھی کندھے پر ڈال دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینہ سے لگایا۔

روایات میں آیا ہے کہ ابھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اپنے عریش میں تھے کہ یکا یک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غنودگی طاری ہوگئی پھر بیدار ہوئے تو خوش ہو کر ارشاد فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ اب اللہ تعالیٰ کی مدد آگئی اور جبریل علیہ السلام! اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے آگئے ہیں اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھی جنگجوؤں کے استقبال کے لیے اپنی جگہ سے اٹھے اور میدان میں تشریف لائے۔ اور ارشاد فرمایا جو شخص کافر کو قتل کرے گا اس کا سامان اسی کے لیے ہے اور جان لو کہ قسم ہے اس ذات

Marfat.com

پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور طلب ثواب میں ان کافروں سے جنگ کرے گا پھر وہ اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے تو اس کے لیے ابدی جنت ہے۔
حضرت عمیر بن الحمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند کھجوریں ہاتھ میں لیے کھا رہے تھے انہوں نے کہا مجھے خوشخبری ہو کہ میرے اور جنت میں داخل ہونے کے درمیان اب کوئی فاصلہ نہیں سوائے اس کے کہ میں ان کافروں کے ہاتھ سے شہید ہو جاؤں یہ کہہ کر اپنے ہاتھوں سے کھجوریں پھینک دیں اور تلوار کو ہاتھ میں لے کر کفار کے ساتھ جنگ میں مصروف ہو گئے اور شہید ہو گئے۔
(مسلم شریف جلد دوم۔ سیرت ابن ہشام جلد اول)
حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام جب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کی خوشخبری سنا رہے تھے تو ایک مٹھی بھر ریت اٹھا کر مشرکین قریش کی طرف پھینکی اور پڑھا "شَاهَتِ الوُجُوهِ" ان کے چہرے مسخ ہوں" اس کے بعد مسلمانوں نے کفار پر بھرپور حملہ کیا حکم بن حزام کا کہنا ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مٹھی بھر ریت ہماری جانب پھینکی تو ہم نے ایک آواز سنی جو آسمان سے آ رہی تھی کنکریوں کی آواز کی طرح جو طشت میں گرتے وقت پیدا ہوتی ہے اور ہم اس آواز کو سن کر دوڑ پڑے کہا جاتا ہے کہ جب وہ ریت مشرکین کے چہروں پر پڑی تو کوئی کافر ایسا نہیں تھا کہ جس کی آنکھوں میں اور ناک میں ریت کے ذرے نہ پہنچے ہوں ان کے چہرے پھر گئے اور وہ شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کے لشکر میں سے کسی کو ہلاک کرایا اور کسی کو قید کرایا اور جو قید ہوئے وہ بھی ان کے سرداروں اور اشراف میں تھے۔

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی بہادری

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ بدر کے روز میری تلوار ٹوٹ گئی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ دیکھا تو ایک لکڑی مجھے دی وہ لکڑی میری ہاتھ میں ایک سفید اور لمبی تلوار کی صورت اختیار کر گئی اور میں اس سے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرتا رہا۔
لڑائی کے دوران مشرکین کی صفوں سے بنو سہم کا مشہور جنگجو عاصم بن ابی عوف بن جبیرہ آگ بگولا ہو کر نکلا فرط غضب سے اس کا چہرہ سُرخ ہو رہا تھا اور وہ نہایت متکبرانہ انداز میں اپنی تلوار لہراتے ہوئے چیخ چیخ کر پکار رہا تھا۔ اے گروہ قریش! اس شخص (حضور ﷺ) سے ہرگز

Marfat.com

ہاتھ نہ روکنا جو قاطع رحم اور قبائل میں پھوٹ ڈالنے والا ہے آج میں اس کو قتل کر دوں گا یا خود اپنی جان دے دوں گا۔ اس بدبخت کی پکار سن کر اسلامی لشکر سے حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے سر پر سرخ کپڑے کی پٹی باندھے ہوئے بڑی تیزی سے اس کی طرف بڑھے عاصم بن ابی عوف جو بڑا قوی ہیکل اور بلند قد و قامت والا شخص تھا اس کے مقابلے میں حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بظاہر اس کا جوڑ نہ تھے مگر جذبہ ایمانی سے سرشار ہو کر اس پر حملہ آور ہو گئے اور ایک ہی وار سے تلوار کی ایسی بھرپور ضرب لگائی کہ وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا اسی اثناء میں ایک اور مشرک معبد بن وہب کلبی نے ان پر تلوار سے وار کیا۔ حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت پھرتی سے اس وار سے آپ کو بچاتے ہوئے فوراً نیچے بیٹھ گئے اور معبد کا وار خالی گیا حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار سے اس کا مقابلہ کیا اور اس پر کئی وار کیے مگر کوئی وار کارگر ثابت نہ ہوا معبد بن وہب کلبی بدحواس ہو کر بھاگا اور ایک گڑھے میں جا گرا حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا اور اسے گڑھے میں ہی جا لیا اور اس کو ہلاک کر دیا۔

(معارج النبوۃ جلد سوم تاریخ اسلام جلد اول)

ابوجہل کا قتل:

غزوہ بدر میں ہی ابوجہل جو کہ کفار کا بہت بڑا سردار تھا انتہائی بری طرح قتل ہوا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بدر کے میدان میں دو انصاری نوجوانوں کے درمیان صف جنگ میں تھا میرے دل میں خیال گزرا کہ کاش میں دو پہلوانوں کے درمیان ہوتا جو کہ تجربہ کار بہادروں میں سے ہوتے اچانک ان نوجوانوں میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا کہ چچا جان! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں میں نے ان کو جواب دیا کہ ہاں مگر تمہارا اس سے کیا مطلب ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ ابوجہل لعین نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انتہائی دکھ اور تکلیف پہنچائی ہے لہٰذا میں نے عہد کیا ہے کہ جب ابوجہل کا اور میرا آمنا سامنا ہو تو اس سے لڑوں حتیٰ کہ ہم دونوں میں سے ایک قتل ہو جائے۔ اس کے ساتھ والے دوسرے نوجوان نے بھی اسی طرح کی بات کہی میں ان دونوں نوجوانوں کی بات سن کر بہت خوش ہوا اور اپنے دل میں ایک طرح کی قوت محسوس کی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد میں نے

Marfat.com

ابو جہل کو دیکھا جو کہ ایک اونٹ پر سوار کفار کے لشکر کے درمیان موجود تھا میں نے اسے ان نوجوانوں کو دکھایا دونوں لڑکوں نے جب ابو جہل کو دیکھا تو باز کی طرح اس کی طرف دوڑ کر جھپٹے اور ٹوٹ پڑے سب سے پہلے انہوں نے تلوار سے ابو جہل کے پاؤں کو کاٹ دیا اور اسے زمین پر گرا دیا۔ یہ دونوں نوجوان آپس میں بھائی تھے جن کے نام معاذ رضی اللہ عنہ اور معوذ رضی اللہ عنہ تھے جنگ کے بعد جب معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ابو جہل جنگ بدر میں کس طرح مارا گیا تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے ابو جہل کو ایک۔ ایسا کاری زخم لگایا کہ اس کی پنڈلی الگ ہو گئی اس کا بیٹا عکرمہ (جو کہ اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے) میرے پیچھے آیا اور ایک تلوار کا وار کر کے میرے ہاتھ کو کاٹ دیا میرا ہاتھ میرے پہلو کے ساتھ لٹکنے لگا لیکن میں پھر لڑ رہا تھا اس ہاتھ سے میں بڑا تنگ تھا چنانچہ اس کٹے ہوئے ہاتھ کو میں نے اپنے پاؤں کے نیچے دبا کر جسم سے الگ کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ ابو جہل پر پہلا وار حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کیا اس کے بعد ان کے بھائی حضرت معوذ رضی اللہ عنہ نے دوسرا وار کیا جو انتہائی کاری ثابت ہوا جب ابو جہل میدان بدر میں قتل ہو گیا تو دونوں بھائی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور انہوںؓ نے ابو جہل لعین کے قتل کا واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم میں سے کس نے اسے قتل کیا دونوں میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں نے کیا ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں اپنی تلواریں لاؤ چنانچہ جب وہ اپنی تلواریں لائے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا ملاحظہ کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ تم دونوں نے ہی اسے قتل کیا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مال معاذ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے لوٹ کر دوبارہ جنگ میں مشغول ہو گئے اور شہادت کی سعادت حاصل کی حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس جنگ میں زخم کھائے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت تک زندہ رہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو جہل کے قتل پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ معاذ اور معوذ پر رحم کرے کہ وہ کافروں کے سردار اور اس امت کے فرعون کے قتل میں شریک ہوئے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ دوسرا کون

Marfat.com

ان کے ساتھ ابوجہل کے قتل میں شریک تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے ان کے ساتھ تھے۔

ابوجہل کا آخری وقت

روایات میں آیا ہے کہ غزوہ بدر میں جب مشرکین شکست کھا کر بھاگ رہے تھے تو حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو ابوجہل کی خبر لائے گا کہ اس کا انجام کیا ہوا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا تو فوراً ابوجہل کی تلاش میں نکلے اور لاشوں کے درمیان دیکھا کہ ابوجہل شدید زخمی حالت میں پڑا ہوا ہے اور آخری سانسیں لے رہا ہے چونکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ابوجہل لعین نے بہت تکالیف پہنچائیں تھیں اس لیے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ آئے اور ابوجہل کے سینہ پر چڑھ گئے پھر اس کی داڑھی پکڑ کر کہا تو ہی ہے اس حال میں ذلیل وخوار اور افسردہ، ابوجہل لعین نے کہا کہ میں اس سے زیادہ کیا کہوں کہ ایک جوان مرد کو اُسی کی قوم نے مار ڈالا۔ ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوجہل! تیرا قاتل میں ہوں۔ تو ابوجہل نے جواب دیا کہ نہیں تم سے پہلے غلاموں نے اپنے آقا کو قتل کیا ہے۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ ابوجہل نے کہا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ مجھے کوئی غیر کاشکار قتل کرتا۔ (انصار کاشتکار کہلاتے تھے چونکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت معوذ رضی اللہ عنہ انصاری تھے اس لیے ابوجہل کا اشارہ اس طرف تھا) جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ابوجہل لعین کے سینہ پر چڑھ بیٹھے تو ابوجہل نے کہا اے شکاری! تو بہت اونچی اور بلند جگہ پر پہنچ گیا ہے اب بتا کہ فتح ونصرت کس کو سزاوار ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سزاوار ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے دشمن خدا! تو فرعون سے بھی بدتر ہے کیونکہ اس نے غرق ہوتے وقت ہی کم ازکم اپنے برے کردار کا اعتراف کرتے ہوئے انصاف سے کام لیا تھا تیرا بھی وہی حال ہے لیکن تو پھر بھی اس حالت میں بھی گمراہی اور ضلالت پر ڈٹا ہوا ہے۔ ابوجہل نے کہا کہ تم اپنے آقا محمد (ﷺ) سے کہہ دینا کہ میں اس دنیا سے جارہا ہوں اور میرے نزدیک ان سے بڑھ کر کوئی دشمن نہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی

Marfat.com

تلوار نکالی تا کہ ابوجہل کا سر تن سے جدا کر دوں لیکن میری تلوار کند ہو چکی تھی اس پر اثر نہیں کرتی تھی چنانچہ میں نے اسی کی تلوار اس کے میان سے نکالی اور اس کا سر تن سے جدا سے کیا۔

ابوجہل کی آخری خواہش

روایات میں آیا ہے کہ جب ابوجہل کا سر تن سے جدا کیا جا رہا تھا تو اس ملعون نے وصیت کی کہ میری گردن کا ایک مہرہ میرے سر کی طرف کر دینا تا کہ دشمنوں کی نظر میں میرا سر بڑا معلوم ہو۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں نے ابوجہل کے سر کو تن سے جدا کیا تو مجھ میں یہ طاقت نہیں تھی کہ میں اسے اٹھائے رکھتا لہٰذا اسے زمین پر پٹخ دیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ ہے ابوجہل کا سر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ وہی ہے میں نے کہا وہی ہے۔ اس کے بعد حضور سرور کائنات ﷺ اٹھے اور ابوجہل کے سر کے پاس کھڑے ہو کر خوب غور سے دیکھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ ہی تمام تعریفوں کا مستحق ہے جس نے تجھے ذلیل و خوار کیا۔ ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور اپنے دین کو عزت بخشی پھر فرمایا کہ اس امت کا فرعون مر گیا ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ شکر ادا کیا جبکہ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ نماز شکرانہ ادا کی۔ (بخاری شریف سیرت ابن ہشام جلد اول، دلائل النبوۃ جلد دوم)

زخمی صحابی کا زخم ٹھیک ہو گیا:

لڑائی کے دوران حضرت خبیب بن اساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں کندھوں کے درمیان دشمن کی تلوار اس زور سے لگی کہ ایک طرف کا حصہ کٹ کر لٹک گیا۔ رسول کریم ﷺ نے ان کے لٹکے ہوئے حصے کو ملا کر لعاب دہن مبارک لگایا اور دم کیا تو وہ اچھا ہو گیا اور حضرت خبیب بن اساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ لڑائی میں حصہ لے کر اپنے زخمی کرنے والے دشمن کو ہلاک کر دیا۔ (بیہقی)

ابوالبختری کی ہلاکت:

جنگ کا آغاز ہونے سے قبل رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ

Marfat.com

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی ہاشم اور ان کے علاوہ بعض دیگر لوگوں کو زبردستی (یعنی دباؤ ڈال کر جنگ کے لیے) باہر نکالا گیا اور انہیں ہمارے ساتھ جنگ کرنے سے کوئی سروکار نہیں اس لیے تم میں سے اگر کسی کا سامنا بنی ہاشم کے کسی شخص سے ہو جائے تو وہ اسے قتل نہ کرے اور جو البختری بن ہشام سے ملے تو اسے قتل نہ کرے اور جو رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب سے ملے تو ان کو قتل نہ کرے کیونکہ وہ زبردستی نکالے گئے ہیں۔

مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ابوالبختری کے قتل سے اس لیے منع فرمایا تھا کہ جن دنوں میں رسول کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے ابولبختری لوگوں کو آپ ﷺ سے روکا کرتا اور کبھی آپ ﷺ کو تکلیف نہیں پہنچاتا تھا اور اس سے کبھی کوئی ایسی بات سرزد نہیں ہوئی تھی جو آپ ﷺ کو بُری معلوم ہو۔ اس کا شمار ان چند لوگوں میں ہوتا تھا جنہوں نے اس معاہدے کی مخالفت کی تھی جو قریش نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف لکھا تھا۔ جنگ کے دوران ابوالبختری ایک گھوڑے پر سوار تھا اس کے ہمرکاب اس کا دوست جنادہ بن ملیحہ بھی تھا حضرت مجذر بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو دیکھ لیا اور ابوالبختری سے کہا رسول کریم ﷺ نے ہمیں تیرے قتل سے منع فرمایا ہے ابوالبختری نے کہا کیا میرے ساتھی کو بھی قتل نہیں کرو گے؟

حضرت مجذر بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، واللہ! اس کو تو ہم نہیں چھوڑیں گے کیونکہ ہمیں حضور ﷺ نے صرف تمہارے قتل سے منع فرمایا ہے یہ سن کر ابوالبختری طیش میں آ گیا اور کہا ایسا نہیں ہو سکتا میں اور وہ دونوں مل کر لڑیں گے میں عرب کی عورتوں کا یہ طعنہ سننا برداشت نہیں کر سکتا کہ ابوالبختری نے اپنی جان بچانے کے لیے اپنے ساتھی کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد فریقین میں لڑائی شروع ہو گئی اور ابوالبختری حضرت مجذر بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔ پھر حضرت مجذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے ابوالبختری کے بارے میں بہت کوشش کی کہ اسے قید کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا جائے مگر وہ جنگ کے سوا کسی بات کے لیے تیار نہ ہوا جس پر میں نے اس سے مقابلہ کیا اور وہ مارا گیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

Marfat.com

امیہ بن خلف کا قتل:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جاہلیت کے دنوں میں میرے اور امیہ بن خلف کے درمیان دوستی تھی بدر کے روز جب مشرکین نے راہ فرار اختیار کی تو مجھے دو زرہیں غنیمت میں مل گئیں میں ان کو اٹھا کر جا رہا تھا کہ امیہ بن خلف نے مجھے دیکھ لیا اس کا بیٹا علی بھی اس کے ہمراہ تھا۔ امیہ بن خلف نے مجھے دیکھتے ہی آواز دی کہ مجھے قتل نہ کرنا میں ان زرہوں سے زیادہ تجھے فائدہ پہنچاؤں گا اس پر میں نے زرہیں پھینک دیں اور امیہ اور اس کے بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیا وہ کہہ رہا تھا آج کے دن کا سا دن میں نے کبھی نہیں دیکھا میں ان کو لے کر چلا جا رہا تھا کہ اچانک حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھ لیا چونکہ امیہ نے مکہ مکرمہ میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت تکلیفیں دی تھیں اس لیے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو دیکھتے ہی پکار اٹھے۔ یہ تو کفر کا سردار امیہ بن خلف ہے اگر یہ بچ گیا تو میں نہیں بچوں گا۔

میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا تم میرے ان دو قیدیوں کے بارے میں اس طرح کہتے ہو انہوں نے کہا' ہاں اگر یہ بچ گیا تو پھر میں نہیں بچوں گا۔ مسلمانوں نے جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنی تو امیہ بن خلف کی طرف متوجہ ہوئے میں نے بہت کہا۔ کہ یہ دونوں میرے قیدی ہیں لیکن کسی نے میری بات پر دھیان نہ دیا اور لوگوں نے ہمیں گھیر لیا میں (امیہ بن خلف کو) بچا رہا تھا امیہ پشت کے بل گر گیا میں نے اپنے آپ کو اس کے اوپر ڈال دیا لیکن خباب بن المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار سے اس کی ناک کاٹ لی امیہ نے جب اپنی ناک کٹی ہوئی دیکھی تو مجھ سے کہا کہ اب مجھے چھوڑ دو اس پر میں نے اس کی حمائیت سے ہاتھ اٹھا لیا۔ اسی دوران خبیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کے ایک ہی وار سے اسے ہلاک کر دیا اس کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا گیا۔ (بخاری شریف جلد اول، معارج النبوۃ جلد سوم)

فرشتوں کا مدد کے لیے آنا:

غزوہ بدر میں مسلمانوں کی مدد کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا اس سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بنی غفار کے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں اور میرا چچا زاد بھائی دونوں آگے نکل کر بدر کی ایک پہاڑی پر چڑھ گئے جہاں سے

Marfat.com

ہمیں میدان بدر صاف دکھائی دے رہا تھا ہم مشرکین کے ساتھ تھے لیکن اس انتظار میں تھے کہ جو بھی لشکر شکست کھا کر فرار ہوگا ہم لوٹنے والوں میں شامل ہو جائیں گے ہم نے اچانک دیکھا کہ بادل کا ایک ٹکڑا ہمارے قریب سے گزرا جس میں گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز آرہی تھی اس وقت کسی کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے حیزدم! آگے بڑھ، یہ سن کر میرے چچازاد بھائی کے دل کا پردہ پھٹ گیا اور وہ اسی وقت فوت ہوگیا اس وقت میری بھی حالت مرنے کے قریب تھی لیکن میں نے برداشت کرلیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھا جن کے شملے انہوں نے پیٹھوں پر چھوڑ رکھے تھے۔

اسی حوالے سے حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرماتے ہیں کہ بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھا جن کے شملے انہوں نے پیٹھوں پر چھوڑ رکھے تھے سوائے جبرائیل علیہ السلام کے کہ ان (کا) عمامہ زرد تھا۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول)

حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد پہلے ایک ہزار فرشتوں سے فرمائی اس کے بعد تین ہزار کر دیے اور اس کے بعد پانچ ہزار کر دیے۔
(مدارج النبوۃ جلد دوم)

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

ترجمہ:۔ ”میں تمہیں لگا تار ایک ہزار فرشتوں کے ذریعے سے امداد دینے والا ہوں۔“ (سورۃ انفال آیت 9)

قرآن حکیم میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

ترجمہ:۔ جب تم (اے نبی) مسلمانوں کو کہنے لگے کیا تمہیں کافی نہیں کہ تمہاری مدد کو تمہارا رب تین ہزار فرشتے (آسمان سے بھیجے) اترنے والے البتہ اگر تم قائم رہے اور اللہ سے ڈرتے رہے تو یہ تمہارے پاس فوراً آئے گی تمہارا رب پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں کی مدد بھیجے گا“۔

(سوۃ آل عمران رکوع 4)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی گئی فرشتوں کی مدد کے حوالے سے ایک صحابی بیان فرماتے ہیں کہ بدر کے روز میں نے مشرکین میں سے ایک شخص کا تعاقب کیا کہ اسے ماروں اچانک میں نے دیکھا کہ اس کا سر گر گیا اس سے قبل کہ اس تک میری تلوار پہنچے آخر میں نے سمجھ لیا کہ اسے میرے سوا کسی اور نے قتل کیا ہے۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول)

مشرکین کے قدم اکھڑ گئے:

غزوہ بدر میں کفار کے بڑے بڑے سردار مارے گئے جس سے ان کے قدم اکھڑ گئے اور وہ شکست کھا کر بھاگ اٹھے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے ان میں سے بہت سے مشرکین کو گرفتار کر لیا مشرکین کے ستر افراد ہلاک ہوئے اور اتنی ہی تعداد میں قیدی ہوئے قریش کے نامور سردار ابوجہل، ابوالبختری، امیہ بن خلف، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ، نضر بن حارث، عقبہ بن ابی معیط، عاص بن ہشام، منبہ بن الحجاج اور زمعہ وغیرہ مارے گئے۔

جنگ بند ہونے کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ مشرکین کے ستر ہلاک شدگان میں سے چوبیس لاشوں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک کنویں میں ڈال دیں یہ کنواں ناپاک اور خراب تھا اور اس میں لوگ کوڑا کرکٹ اور گندگی ڈالا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غزوہ بدر میں فتح پانے کے بعد تین دن تک اسی میدان میں قیام فرمایا پھر تیسرے دن حکم فرمایا کہ میری سواری لائی جائے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو گئی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کنویں پر تشریف لائے جس میں کفار کی لاشوں کو ڈالا گیا تھا اس کے بعد حضور سرورِ کائنات ﷺ نے ایک ایک کفار کا نام لے کر آواز دی اور فرمایا اے فلاں بن فلاں اے فلاں بن فلاں۔

بعض روایات میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ اس طرح نام لے کر آواز دی اور فرمایا کہ او عتبہ بن ربیعہ، او ابوجہل بن ہشام کیا تمہیں یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا تھا کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے اب جبکہ پردہ اٹھ گیا ہے اور تم نے اللہ کے عذاب کو دیکھ لیا ہے تو تم مسلمان ہونے کی آرزو کرتے ہو"۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک ہم نے اسے حق

Marfat.com

سے پالیا ہے۔ جو رب تعالیٰ نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا کیا تم نے بھی اسے حق سے پالیا ہے جو تم سے عذاب کی وعید فرمائی گئی تھی۔ ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے کنویں میں پڑے ہوئے لوگو! تم بدخویش اور ناعاقبت نا اندیش ہو کہ تم نے مجھے جھٹلایا اور دوسرے لوگ تصدیق کرتے ہیں۔

اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پاس کھڑے تھے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ان جسموں کو مخاطب فرما رہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم ان سے زیادہ اس بات کے سننے والے نہیں ہو جو کچھ میں خطاب کر رہا ہوں وہ خوب سن رہے ہوں لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔ (بخاری شریف جلد اول، معارج النبوۃ جلد سوم۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

شہدائے بدر:

مسلمانوں میں سے چودہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید ہوئے جن میں سے چھ مہاجرین میں سے تھے اور آٹھ انصار میں سے تھے جو کہ دو قبیلہ اوس اور چھ قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے انصار کے شہید ہونے والے یہ ہیں۔ (1) حضرت معوذ بن عفرا (2) حضرت یزید بن حارث (3) حضرت عمیر بن حمام (4) حضرت عوف بن عفرا (5) حضرت رافع بن معلیٰ (6) حضرت حارثہ بن سراقہ (7) حضرت مبشر بن عبد المنذر (8) حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مہاجرین میں سے شہید ہونے والوں کے نام یہ ہیں۔

(1) حضرت مھجع بن صالح (2) حضرت عاقل بن ابی بکیر بن عبد یالیل (3) حضرت عبیدہ بن حارث (4) حضرت عمیر بن ابی وقاص (5) حضرت عمیر بن عبد عمیر (ذو الشمالین) (6) حضرت صفوان بن بیضا فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول ص 422۔ الدستیاب)

مدینہ طیبہ کی طرف واپسی:

تین دن تک میدان بدر میں قیام کے بعد رسول اکرم ﷺ مال غنیمت اور مشرکین قیدیوں کو

Marfat.com

ساتھ لے کر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے جب وادی صفرا میں پہنچے تو اس وادی اور النازیہ کے درمیان سیر نامی ٹیلے پر ایک بڑے درخت کے قریب قیام فرمایا، اس جگہ پر مال غنیمت کی تقسیم فرمائی اس کے بعد کوچ کر کے جب مقام روحا پر پہنچے تو مدینہ طیبہ سے تمام مسلمان جن تک فتح کی خوشخبری پہنچ چکی تھی حضور ﷺ اور مجاہدین کے استقبال کے لیے موجود تھے ان مسلمانوں نے آپ ﷺ کا نہایت پر جوش استقبال کیا۔ غزوہ بدر میں فتح کی خوشخبری سنانے کے لیے حضور ﷺ نے پہلے ہی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ طیبہ بھیج دیا تھا (سیرت ابن ہشام جلد اول)

جب کفار میدان بدر سے بھاگے:

لشکر کفار میں قباث بن اشیم الکنانی بھی شامل تھے اور کفار کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھی کم ہیں جبکہ قریش مکہ کی تعداد ہر لحاظ سے بہت زیادہ ہے اس کے بعد جب کفار شکست کھا کر بھاگے تو قباث بن اشیم بھی بھاگنے والوں میں شامل تھے وہ بھاگتے ہوئے کفار مکہ کے چہروں کی طرف دیکھتے تھے۔ پھر اپنے دل میں انہوں نے کہا، اس طرح کی شکست تو میں نے کبھی نہیں دیکھی اس طرح تو عورتیں بھاگتی ہیں۔

قباث بن اشیم الکنانی اس خوف سے کہ پکڑے نہ جائیں عام راستے سے ہٹ کر ایک غیر معروف راستے سے مکہ مکرمہ پہنچے مکہ مکرمہ میں ان سے پہلے ہی شکست کی خبر پہنچ چکی تھی اور وہاں پر چیخ وپکار ہو رہی تھی۔ جنگ بدر کے بعد قباث بن اشیم الکنانی کے دل میں کچھ تبدیلی واقع ہوئی انہوں نے سوچا کہ مدینہ طیبہ جائیں اور دیکھیں کہ محمد (ﷺ) کیا کہتے ہیں چنانچہ وہ مدینہ منورہ پہنچے اور لوگوں سے حضور ﷺ کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ حضور ﷺ مسجد کی دیوار کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت بھی تھی۔

قباث ابن اشیم الکنانی وہاں پر پہنچ گئے لیکن حضور ﷺ کو پہچان نہ سکے چنانچہ جب قباث بن اشیم نے سلام کیا تو حضور ﷺ نے ان سے فرمایا، اے اشیم کے بیٹے قباث! تم نے بدر کے روز کہا تھا کہ اس طرح شکست تو میں نے کبھی نہیں دیکھی اس طرح تو عورتیں بھاگتی ہیں۔

حضور ﷺ نے جیسے ہی یہ بات ارشاد فرمائی قباث بن اشیم بے ساختہ پکار اٹھے "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، پھر کہنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ! یہ بات میں نے اپنے دل

Marfat.com

میں کہی تھی کبھی کسی کے سامنے اس کا اظہار نہ کیا تھا اگر آپ ﷺ اللہ کے نبی ﷺ نہ ہوتے تو اس بات کی خبر کبھی آپ کو نہ ہوتی یہ بات اللہ تعالیٰ نے ہی آپ ﷺ کو بتائی ہے۔
(معجزات رسول ﷺ ص 110)

قیدیوں سے حسن سلوک:

حضور ﷺ نے تمام قیدیوں کو نگرانی کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بانٹ دیا اور ارشاد فرمایا کہ ''قیدیوں سے نیک سلوک کرنے کی وصیت یاد رکھو! ان قیدیوں میں حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب بھی تھے اور حضور ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت نوفل بن حارث بھی تھے جبکہ حضور ﷺ کے داماد حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت ابوالعاص بھی تھے مگر یہ سب عام قیدیوں کی طرح گرفتار تھے۔ حضور ﷺ نے تمام قیدیوں کے بارے میں تاکید فرمائی کہ ان سے اچھا سلوک کرنا تمام قیدیوں کو رسیوں سے باندھا ہوا تھا رات کو ایک انصاری صحابی نے دیکھا کہ حضور ﷺ آرام نہیں فرما رہے بلکہ ادھر ادھر کروٹیں لے رہے ہیں انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کچھ تکلیف ہے؟ ارشاد فرمایا! نہیں مجھے عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے کراہنے کی آواز آرہی ہے اور وہی آواز مجھے سونے نہیں دیتی وہ انصاری صحابی اٹھے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشکیں کھول کر واپس آئے۔ حضور ﷺ نے جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کراہنے کی آواز نہ سنی تو انصاری صحابی سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں ان کی مشکیں کھول دی ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا، جاؤ اور تمام قیدیوں کے ساتھ یہی سلوک کرو۔
(معارج النبوۃ جلد سوم)

قیدیوں کے بارے میں مشورہ:

رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے قیدیوں کے بارے میں مشورہ فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ ان کو قتل کردینا چاہیے۔ فلاں شخص جو میرا قریبی ہے میں اس کو قتل کردوں اور عقیل جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی ہے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو قتل کردیں اسی طرح حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قریبی کو قتل کردیں تاکہ اللہ تعالیٰ کو ہم بتا سکیں کہ ہمارے دلوں میں

Marfat.com

مشرکین کے لیے ذرا بھی ہمدردی نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ ان کو معاف کردیا جائے اور ان سے فدیہ لیا جائے مسلمانوں کی مالی حالت اس وقت بہت کمزور ہے فدیہ سے ہم اپنی جنگی حالت کو ٹھیک کرلیں گے اور پھر بعد میں ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے کو پسند فرمایا چنانچہ ان قیدیوں سے چار چار ہزار درہم فدیہ لے کر انہیں رہا کردیا گیا ان قیدیوں میں جو لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان میں سے ہر ایک کا فدیہ مقرر کیا کہ وہ انصار کے دس لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو ان کو معافی مل سکتی ہے۔ جو لوگ غربت وافلاس کے باعث فدیہ ادا نہیں کرسکتے تھے ان کو فدیہ لیے بغیر چھوڑ دیا گیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول، معارج النبوۃ جلد سوم)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فدیہ

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر قریش کے ان سرداروں میں شامل تھے جنہوں نے لشکر کفار کو کھانا کھلانے کا ذمہ لیا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ابھی کھانا کھلانے کی باری نہیں آئی تھی کہ کفار کو شکست ہوگئی اور اس خوراک کے حصہ کو مسلمانوں نے مال غنیمت میں شامل کرلیا چنانچہ جب فدیہ ادا کرنے کی باری آئی تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اس میں سے بیس اوقیہ ان کے اور ان کے متبعین کے فدیہ میں شمار کرلیا جائے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو قبول نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ وہ سب تو مال غنیمت میں شامل کرلیا گیا ہے اس لیے آپ اپنا دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث اور اپنے حلیف عمرو بن حجدم چار افراد کا فدیہ ادا کریں۔

یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میرے پاس مال نہیں ہے میں یہ تمام فدیہ کہاں سے ادا کروں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اسی سونے سے فدیہ ادا کریں جو آپ نے مکہ مکرمہ سے روانہ ہوتے وقت اپنی بیوی ام الفضل کے سپرد کیا تھا اور اسے کہا تھا کہ اگر مجھے اس سفر میں کوئی حادثہ پیش آجائے تو اس قدر خرچ کرلینا اور اس قدر فضل کو اتنا عبداللہ کو اور اتنا عبیداللہ کو

Marfat.com

دے دینا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، آپ ﷺ کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی حضور ﷺ نے فرمایا، مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سچ ہے۔ مجھے قسم ہے! اس پروردگار کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس مال کا علم سوائے میرے اور اُم الفضل کے کسی کو نہ تھا اور میں خوب جانتا ہوں کہ یہ بات ضرور اللہ تعالیٰ نے ہی آپ ﷺ کو بتائی ہے۔ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا اپنے بھتیجوں اور اپنے حلیف کا فدیہ ادا کیا۔ (زرقانی علی المواہب جلد اول، معارج النبوۃ جلد سوم)

حضرت ابوالعاص کا فدیہ:

حضور ﷺ کی پیاری صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت ابوالعاص مشرکین مکہ کے ساتھ شامل ہو کر مسلمانوں سے لڑنے کے لیے آئے تھے اور غزوہ بدر میں قیدی ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ لگ گئے جبکہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ میں ہی تھیں چنانچہ جب قیدیوں کی رہائی کے لیے فدیہ لینے کا اعلان ہوا تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے گلے کا ہار اتار کر ابوالعاص کے فدیہ میں بھیج دیا حضور ﷺ نے جب اس ہار کو دیکھا تو چشمان اطہر میں آنسو آ گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا۔ مناسب سمجھو تو زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا ہار اس کو واپس کر دو کیونکہ یہ اس کی ماں خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی نشانی ہے جو اس کے پاس ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خوشی کے ساتھ بات کو قبول کیا اور حضرت ابو العاص کو آزاد کر دیا۔ ابوالعاص نے مکہ مکرمہ میں واپس جا کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کی خدمت بھجوا دیا اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول، تاریخ طبری)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ بنی قینقاع

رسول کریم ﷺ غزوہ بدر سے آخر رمضان المبارک کو فارغ ہوئے تھے اور غزوہ بنی قینقاع غزوہ بدر سے واپسی کے صرف بیس دن بعد یعنی شوال 2ھ میں پیش آیا اس کا سبب یہ تھا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے تو بنی قینقاع سے معاہدہ کیا تھا کہ وہ ان سے کوئی تعرض نہیں کریں گے بشرطیکہ وہ بھی مسلمانوں سے اپنا دست تعرض روکے رکھیں اور اگر کوئی دشمن مسلمانوں پر حملہ آور ہو تو یہ مسلمانوں کا ساتھ دیں۔ اس طرح معاہدہ اس شرط کے ساتھ ہمیشہ رہا یہاں تک کہ غزوہ بدر سے واپسی کے بعد جب بنی قینقاع نے دیکھا کہ فتح و نصرت مسلمانوں کے حصہ میں آئی ہے اور اسلام کا جھنڈا دن بدن بلند سے بلند تر ہوتا جا رہا ہے تو یہودیوں کے دل میں حسد اور کینے کی آگ بھڑک اٹھی اور حسد سے کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) نے ایسی جماعت کے ساتھ مقابلہ و جنگ کی ہے جن کو جنگ لڑنے کے فن میں کوئی تجربہ و مہارت نہ تھی اگر یہ ہمارے ساتھ جنگ کریں گے تو معلوم ہوگا کہ جنگ کیسے کی جاتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیے گئے معاہدے کو توڑنے کا ارادہ کر لیا اور موقع کی تلاش میں رہے تھوڑے ہی دنوں میں معاہدہ توڑنے کا سبب بھی پیدا ہو گیا۔

بنی قینقاع نے اس معاہدہ کو اس طرح توڑا کہ مسلمانوں کی ایک خاتون اپنا کچھ سامان بیچنے کے لیے لائی اور بنی قینقاع کے بازار میں اسے بیچ کر وہاں کے ایک سنار کے پاس بیٹھ گئی۔ یہودیوں نے خاتون کا چہرہ بے نقاب کرانا چاہا تو اس نے انکار کر دیا سنار جو کہ یہودی تھا اس نے خاتون کے کپڑے کا ایک سرا چپکے سے پیچھے کسی چیز کے ساتھ باندھ دیا اس طرح جب وہ خاتون اٹھی تو کپڑا چہرے سے اتر گیا وہاں پر موجود سب یہودیوں نے اس کا مذاق اڑایا، اس خاتون نے شرمندہ ہو کر مسلمانوں سے مدد طلب کی مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اس سنار پر حملہ کر کے

Marfat.com

اسے قتل کرڈالا یہودیوں نے اس مسلمان کو اس قدر مارا کہ وہ شہید ہو گیا۔ اس مسلمان کے رشتہ داروں نے یہودیوں کے مقابلے کے لیے دوسرے مسلمانوں سے امداد طلب کی آخر مسلمانوں کو بھی غصہ آگیا اس طرح ان میں اور بنی قینقاع میں فساد کی نوبت پیدا ہو گئی۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب صورت حال کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو سوق بنی قینقاع میں جمع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا،

اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو کہیں قریش کی سی سزا کا نشانہ نہ بن جاؤ اور اسلام قبول کرلو]۔

یہودیوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعوت اسلام کے جواب میں کہا۔ اے محمد (ﷺ) تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم بھی تمہاری قوم کی طرح ہیں تم اس دھوکے میں نہ رہنا تم نے پہلے ایسے لوگوں کے ساتھ مقابلہ کیا تھا جن کو جنگ کے بارے میں کچھ علم نہ تھا وہ فنون حرب سے ناواقف تھے اس لیے تم نے ان پر غلبہ پالیا اگر ہم تم سے جنگ کریں گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم خاص قسم کے لوگ ہیں۔ دوسروں کی طرح نہیں ہیں۔ یہ باتیں یہودیوں کے سردار نے کیں اس کے بعد تمام یہودی منتشر ہو گئے۔

اس کے بعد حضور سرور کائنات ﷺ نے ایک لشکر تیار کر کے مدینہ منورہ میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا ایک جھنڈا تیار کر کے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا اور یہودیوں کی سرکوبی کے لیے مدینہ طیبہ سے باہر نکلے یہودیوں نے جب یہ دیکھا تو وہ اپنے قلعوں میں گھس گئے اور ان کے دل میں رعب پیدا ہو گیا پندرہ روز تک مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کیے رکھا اس کے بعد یہودی تنگ آگئے اور انہوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے امان طلب کی اور صلح کی درخواست کی اور یہ بھی کہا کہ وہ قلعوں سے اتر کر یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ اور تمام اموال چھوڑ دیتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان کے ساتھ سلوک فرمایا چنانچہ یہودی قلعوں سے باہر آئے ان کی تعداد سات سو تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منذر بن قدامہ اسلمی کو حکم فرمایا کہ وہ ان تمام کے ہاتھ پشت پر باندھے آپ ﷺ کا ارادہ تھا کہ انہیں قتل کر دیا جائے اسی اثناء میں عبداللہ بن ابی منافق ان کے قریب سے گزرا اور اس نے ان کے ہاتھ کھولنے چاہے۔ حضرت منذر بن قدامہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی سختی سے اسے

Marfat.com

روکا اس پر عبداللہ بن ابی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا اے محمد (ﷺ)! میرے دوستوں اور جن کے ساتھ میرا معاہدہ ہے ان کے ساتھ نیک سلوک کیجئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی جانب سے روئے مبارک پھیر لیا اس نے اپنا ہاتھ حضور ﷺ کی زرہ کی جیب میں ڈالا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، مجھے چھوڑ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا لوگوں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سیاہی مائل ابر کی مانند ہو گیا ہے پھر فرمایا تیرے لیے خرابی ہو مجھے چھوڑ''، عبداللہ بن ابی نے کہا بخدا میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ آپ میرے دوستوں سے نیک سلوک کریں اور ان کے حق میں احسان فرمائیں چار سو بے زرہ اور تین سو زرہ پوشوں نے مکہ مکرمہ میں میری ہر شخص سے حفاظت کی ہو میں انہیں کیسے قتل ہونے دوں۔ جب عبداللہ بن ابی لعین کا مبالغہ حد سے بڑھا تو حضور سرور کائنات ﷺ نے حکم فرمایا کہ انہیں ان کے وطن سے نکال دیں اور عبداللہ بن الصامت کو انہیں جلاوطن کرنے پر متعین فرمایا اور حکم فرمایا کہ تین دن سے زیادہ یہودی یہاں پر نہ رہیں جب اس جلاوطنی کے حکم کی خبر بنی قینقاع کو پہنچی تو وہ بڑے غمگین ہوئے کیونکہ وہ اپنے وطن سے باہر نکلنے کو ناپسند کرتے تھے عبداللہ بن ابی نے جب اس صورت حال کو دیکھا تو یہود کے روساء کو ساتھ لے کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کرنا چاہی حضرت عویم رضی اللہ عنہ بن ساعدہ ضمری دروازہ پر کھڑے تھے انہوں نے عبداللہ بن ابی کو روکا، عبداللہ بن ابی نے چاہا کہ حضرت عویم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راستہ سے ہٹا دے لیکن حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دھکا دے کر پیچھے کو اس قدر زور سے گرایا کہ اس لعین کا منہ دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا۔ اور وہ شدید زخمی ہو گیا۔ یہودیوں نے یہ دیکھ کر عبداللہ بن ابی سے کہا کہ ہم ایسے مقام پر نہیں ٹھہر سکتے جہاں آپ کی اس قدر تذلیل ہو اور ہم اسے دور کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں۔

اس طرف سے مایوس ہو کر یہودی حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بن الصامت کے پاس آئے اور مہلت طلب کی ان کو تین یوم کی مہلت دیدی گئی تین دن گزرنے کے بعد ان کو انکے گھروں سے نکال دیا گیا حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے ساتھ ندباب تک جو کہ شام کے راستہ میں ایک پہاڑ ہے گئے وہاں سے یہودی شام کے مقام ازراعات میں جا کر ٹھہر گئے پھر تھوڑے

Marfat.com

عرصہ بعد عدم کے راستہ سے جہنم میں پہنچے۔ جب بنی قینقاع حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے اپنے گھروں اور زمینوں سے باہر نکل گئے اوران کا اسلحہ مسلمانوں کے لیئے مال غنیمت ہوگیا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غنائم کی تقسیم فرمائی ذی القعد کی چاندرات غزوہ بنوقینقاع سے فراغت ہوئی آپ ﷺ واپس مدینہ طیبہ لوٹ آئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم۔ زرقانی علی المواہب جلد اول مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ سویق

غزوہ سویق دوسری صدی ہجری میں وقوع پذیر ہوا تھا اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ جب ابوسفیان غزوہ بدر میں شکست کھا کر واپس ہوا تو مکہ مکرمہ میں پہنچ کر اس نے قسم کھائی کہ وہ سر پر تیل نہیں ڈالے گا اور نہ ہی عورتوں سے مباشرت کرے گا جب تک کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے انتقام نہ لے لے۔ چنانچہ اس مقصد کے تحت ابوسفیان چالیس سواروں کے ساتھ جبکہ ایک روایت میں آیا ہے کہ دوسو سواروں کے ساتھ مکہ مکرمہ سے باہر نکلا اور مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہو کر قبیلہ بنی النفسیر میں پہنچا رات کے وقت حی بن اخطب کے گھر گیا تا کہ اس سے حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام، اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالات دریافت کرے۔ حیی نے ابوسفیان کا جب یہ ارادہ دیکھا تو اس نے اس کی جانب کوئی توجہ نہ کی اور اپنے گھر کا دروازہ نہ کھولا یہاں سے مایوس ہو کر ابوسفیان سلام بن مشکم کے گھر آیا جو اس زمانے میں بنی النفیر کا سردار اور خزانچی تھا۔اس کے پاس اندر جانے کی اجازت چاہی تو اس نے اجازت دی میزبانی کی کھلایا پلایا اور لوگوں کے رازوں کی خبر دی اس کے بعد ابوسفیان رات کے آخر حصہ میں سلام بن مشکم کے گھر سے باہر آیا مدینہ منورہ سے ایک فرلانگ دوسری روایت کے مطابق تین میل کی مسافت پر مقام عریض کے قریب آیا یہاں پر اس نے ایک نخلستان میں آگ لگادی انصار میں سے حضرت سعد بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جبکہ ایک روائیت کے مطابق حضرت معبد بن عروس رضی اللہ عنہ جو اپنے مزدور کے ساتھ کھیتی باڑی کر رہے تھے دونوں کو قتل کر دیا ان کو شہید کرنے کے بعد ابوسفیان نے گمان کیا کہ اس نے اپنی قسم پوری کر لی ہے اور اصحاب رسول سے انتقام لے لیا ہے وہاں سے راہ فرار اختیار کی۔

جب مسلمانوں کو اس کی خبر ہوئی تو فوراً تیار ہو گئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

Marfat.com

مدینہ منورہ میں حضرت بشیر بن المنذ ر رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابولبابہ رضی اللہ عنہ تھی کو خلیفہ بنایا اور دوسو مہاجرین و انصار کے ساتھ ابوسفیان کے تعاقب میں نکلے۔ مشرکین کو جب حضور سرور کائنات ﷺ کے تعاقب کی خبر ہوئی تو انہوں نے پریشانی کی حالت میں اپنا بوجھ کم کرنے کی غرض سے اپنے پاس موجود ستوؤں کے تھیلے پھینک دیے جوراستے میں جابجا گرتے گئے مسلمان انہیں مال غنیمت کے طور پر اٹھاتے رہے ابن ہشام نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس جنگ کا نام غزوہ سویق اس لیے رکھا گیا کہ قریش نے جو سامان رسد پھینک دیا تھا اس میں زیادہ تر سویق یعنی ستو تھے اور مسلمان ستوؤں پر ٹوٹ پڑے اس لیے اسکا نام غزوہ سویق رکھا گیا اس کے بعد حضور ﷺ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ قرقرہ الکدر

غزوہ قرقرہ الکدر کے وقوع پذیر ہونے کا سبب یہ تھا۔ کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں یہ خبر موصول ہوئی ۔ کہ عراق اور مکہ مکرمہ کے راستے میں بنوسلیم اور غطفان شرارت پر آمادہ ہیں اور اس مقصد کے لیے ایک جگہ پر جمع ہیں اس اطلاع کے ملنے پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مہاجرین وانصار سے دوسو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر کیا اور محرم 3ھ کے پندرہ یوم گزرنے کے بعد دشمنوں کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے جب قرقرہ الکدر پہنچے تو دشمن اپنے مویشی چھوڑ کر بھاگ چکا تھا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت کو احتیاط کے طور پر اس وادی کے اونچے حصہ کی طرف بھیجا اور خود وادی میں چلتے رہے۔ اچانک آپ کی نظر چند شتربانوں پر پڑی جو اونٹوں کو چرا رہے تھے ان کے ساتھ ایک یسار نامی غلام تھا اس سے دریافت فرمایا کہ بنوسلیم اور غطفان کہاں کہاں ہیں ویسار نے جواب دیا کہ وہ پانی کے پاس ٹھکانہ بنا رہے تھے اب معلوم نہیں کون سی جگہ پر چلے گئے ہیں اس پر حضور سرور کائنات ﷺ کے حکم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اونٹوں کو شتربانوں کے ساتھ ہانک کے مدینہ منورہ کی طرف لائے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فجر کی نماز ادا فرما رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ یسار بھی ان کے ساتھ موافقت کرتا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ غلام اچھا معلوم ہوا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اونٹوں کو تقسیم کرلو۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم میں سے بعض اونٹوں کی نگرانی نہیں کر سکتے اگر ان اونٹوں کو مدینہ منورہ میں تقسیم کریں تو آسانی رہے گی پھر انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! یہ غلام یسار نماز کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور یقیناً آپ نے اطمینان فرمالیا ہے کہ وہ مومن ہے ہم اس کو خوشی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کرتے ہیں چونکہ صحابہ

Marfat.com

کرام رضی اللہ عنہ نے خوشدلی سے کہا تھا اس لیے قبول فرمالیا اور پھر آزاد فرمادیا اس کے بعد جب مدینہ منورہ سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر واقع ضرار کی جگہ پر پہنچے تو اونٹوں کو خمس نکالنے کے بعد تقسیم کیا اور ہر ایک کو دو اونٹ ملے بعض کا کہنا ہے کہ ایک سے زیادہ اونٹ ملے اور کہتے ہیں کہ پانچ سو اونٹوں سے خمس جدا کیا اور چار سو اونٹ دو سو افراد پر تقسیم کیے ہر ایک کو دو دو اونٹ ملے اس غزوہ میں لڑائی کی نوبت نہیں آئی اور آپ ﷺ محرم کے اواخر میں واپس مدینہ منورہ تشریف لائے،
(مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ بنی غطفان

اس کو غزوہ انمار بھی کہتے ہیں یہ ماہ ربیع الاول 3ھ کو پیش آیا اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خبر پہنچائی گئی کہ ذوامر جو کہ نجد کے علاقہ کا ایک مقام ہے اس جگہ پر بنی ثعلبہ اور محارب کے مشرکین جمع ہیں اوران کا ارادہ ہے کہ مدینہ منورہ کے نواح سے کوئی چیز لے جائیں اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں اور ان مشرکین کو محارب کے ایک دلیر اور جنگجو شخص دعثور بن حارث نے (بعض کتب میں غواث کا نام آیا ہے) اکٹھا کیا ہے۔ یہ شخص بہت شرارتی اور مسلمانوں کا دشمن تھا۔

جب یہ خبر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور پر اسلامی لشکر تیار کرنے کا حکم دیا اور مدینہ منورہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا چار سو پچاس گھڑسوار مجاہدین کے ہمراہ 12 ربیع الاول 3ھ کو روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں آپ ﷺ کو ایک شخص جبار نامی ملا حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے اس دشمن کی خبر پوچھی تو اس نے کہا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے بلکہ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی اطلاع سنیں گے تو پہاڑوں میں قلعہ بند ہو جائیں گے۔ اس شخص کا تعلق بنی ثعلبہ سے تھا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام نے اس کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اس نے اسلام قبول کیا اور پھر اس کو حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہم نشینی میں دے دیا۔

چونکہ اس سفر میں دشمن سے مقابلے کی نوبت نہیں آئی تھی لیکن پھر بھی مسلمان اس مقام پر پڑاؤ ڈالے رہے اور دشمنوں کو پہاڑوں پر پناہ گزین ہوتے ہوئے دیکھتے رہے۔ اس روز اتفاق سے بارش شروع ہو گئی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے کپڑے بھیگ گئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنی قمیض مبارک اتار کر ایک درخت کی شاخ پر پھیلا دی تا کہ خشک ہو جائے اور خود اس درخت کے نیچے آرام فرمانے لگے۔ دشمنوں کے افراد پہاڑ سے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو

Marfat.com

دیکھ رہے تھے انہوں نے دعثور سے کہا کہ محمد (ﷺ) تنہا درخت کے نیچے آرام فرما رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بھی اس وقت ان سے ذرا فاصلے پر ہیں موقع غنیمت ہے امید ہے کہ تو ان پر قابو پالے گا چنانچہ دعثور اٹھا اور تلوار اٹھا کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سرہانے آ کھڑا ہوا اور کہا آج کون ہے جو آپ کو مجھ سے چھڑا سکتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، "اللہ" اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور ایک ہاتھ دعثور کے سینہ پر مارا وہ گر پڑا دعثور کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اس کی تلوار لے لی اور فرمایا، کون ہے جو تجھے مجھ سے بچائے گا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے آپؐ سے کوئی نہیں بچا سکتا اس کے ساتھ ہی دعثور نے کلمہ پڑھا اور اسلام قبول کر لیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے ساتھ ہی دعثور نے قسم کھائی کہ وہ پھر کبھی دشمنوں کو جمع نہیں کرے گا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تلوار اسے واپس دے دی۔

اس کے بعد جب دعثور اپنی قوم کے پاس آیا تو اس کے ساتھیوں نے کہا تجھے کیا ہو گیا کہ تلوار کھینچ کر ان کے سرہانے بھی پہنچ گیا اور کام کیے بغیر لوٹ آیا دعثور نے کہا میں نے بلند و بالا سفید پوش آدمی کو دیکھا اس نے میرے سینہ پر اس طرح مارا کہ میں پشت کے بل گر پڑا اور تلوار میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ فرشتہ ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں میں ان پر ایمان لے آیا ہوں اور تمہیں بھی کہتا ہوں کہ اسلام کی دعوت قبول کر لو۔

اس موقع پر قرآن پاک کی آیت کریمہ نازل ہوئی جس کا ترجمہ ہے "اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی جب ایک قوم نے ارادہ کیا کہ تمہاری جانب دست درازی کرے تو اللہ نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے"۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام گیارہ روز اس سفر میں گزار کر 23 ربیع الاول 3 ھ کو واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ (زرقانی علی المواہب۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ بنی سلیم

غزوہ بنی سلیم کو غزوہ نجران بھی کہا جاتا ہے۔ یہ غزوہ جمادی الاول 3ھ کو وقوع پذیر ہوا اس کا سبب یہ تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع موصول ہوئی کہ بنو سلیم نجران کے مقام پر جمع ہو رہے ہیں۔ اس خبر کے ملتے ہی آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ مقرر فرمایا اور خود تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت کے ساتھ چھ جمادی الاول 3ھ کو اس خطرے کے سدباب کے لیے روانہ ہوئے۔ دشمنوں کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ اپنے کنوؤں اور تالابوں کو چھوڑ کر منتشر ہو گئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں پہنچ کر گشت فرمائی لیکن کوئی مقابلے کے لیے سامنے نہ آیا اس طرح دشمن سے مقابلے کی نوبت نہ آئی۔ چنانچہ آپ ﷺ دس دن اس سفر میں گزار کر سولہ جمادی الاول 3ھ کو مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ احد

غزوہ احد ماہ شوال 3ھ میں پیش آیا اس کے وقوع پذیر ہونے کا سبب یہ تھا کہ مکہ مکرمہ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع ملی کہ قریش مکہ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے تین ہزار کا لشکر لے کر آ رہے ہیں اس لشکر میں سات سو زرہ پوش، دو سو گھوڑے، تین ہزار اونٹ اور پندرہ سو عورتوں کے ہودج تھے۔ قریش نے عورتوں کو اس لیے ساتھ لیا تھا کہ وہ ہر منزل پر نوحے اور گانے گاتے ہوئے بدر کے ہلاک شدگان کا تذکرہ کریں دلوں میں جذبہ انتقام پیدا کر کے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے مشرکین کو ابھاریں۔

روایات میں آتا ہے کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے ایک شخص کو اجرت پر مقرر کر کے مدینہ منورہ بھیجا اور اسے کہا کہ تین دن میں مدینہ طیبہ پہنچو اسے ایک خط دیا کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پہنچا دینا اس خط میں کفار کے لشکر کی تعداد اور اس کے مکمل حالات درج تھے۔ جب یہ قاصد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط کھول کر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو پڑھنے کے لیے دیا پھر جب خط کے مضمون سے آگاہ ہوئے تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو اس بھید کے پوشیدہ رکھنے کی تاکید فرمائی۔

کفار کے لشکر کی قیادت ابوسفیان کر رہے تھے جب یہ لشکر مقام ذوالحلیفہ پہنچا جو کہ مدینہ منورہ سے پانچ چھ میل کے فاصلہ پر ہے تو اس نے وہاں پر تین روز تک قیام کیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت مونس رضی اللہ عنہ کو جاسوسی کے لیے بھیجا وہ یہ خبر لائے کہ کفار نے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو سبز چراگاہ میں چھوڑ رکھا ہے ہو سکتا ہے کہ کوئی سبز پتہ وہاں پر باقی نہ رہے۔ اس کے بعد حضور سرور کائنات ﷺ نے

Marfat.com

حضرت خباب بن المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا تا کہ وہ کفار کے لشکر کی صحیح تعداد معلوم کر کے آئیں۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کفار کے لشکر کے نزدیک پہنچ گئے انہوں نے لشکر کے گرد چکر لگا کر اس کے حالات، تعداد، سواریوں، زرہوں، ہو وجوں، اور عورتوں کی تعداد ایک ایک کر کے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیان کی ان کی باتوں کی تصدیق حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے تحریر کردہ خط کے مطابق درست تھی۔ (زرقانی علی المواہب جلد اول، مدارج النبوۃ جلد دوم)

لشکر اسلام کی تیاری:

روایات میں آتا ہے کہ پانچ شوال کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دشمن کی فوج کی آمد کی اطلاع ملی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلے روز ہی جو کہ جمعہ کا دن تھا جمعہ کی نماز ادا فرمائی اور خطبہ پڑھا مسلمانوں کو نصیحت فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو مخالفین کے خلاف جنگ کرنے پر ابھارا۔ ارشاد فرمایا اگر تم ثابت قدم رہے اور صبر کیا تم فتح مند ہو گے پھر فرمایا لشکر کی تیاری کرو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عصر کی نماز ادا فرمائی تو حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ساتھ تھے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاونت کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر مبارک پر دستار باندھی اور جسم اطہر پر زرہ پہنائی۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد گھر کے باہر جمع تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین نیزے طلب فرمائے ان پر تین جھنڈے باندھے مہاجرین کے جھنڈے کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا اور حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر کر کے ایک ہزار مسلمانوں کو لے کر مقابلے کے لیے روانہ ہوئے راستے میں تین سو منافقین ساتھ چھوڑ گئے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

بچوں کی شمولیت:

رسول کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب جنگ کی غرض سے لشکر اسلام کے ساتھ تشریف لے جاتے تو مدینہ طیبہ سے باہر جا کر لشکر کا معائنہ فرماتے ان کے احوال اور ان کی ضرورتوں کو دیکھتے لشکر کی اصلاح فرماتے اور بچوں کو واپس فرما دیتے کیونکہ جذبہ، جہاد سے سرشار

Marfat.com

ہو کر بعض نوعمر لڑکے بھی لشکر میں شامل ہو جاتے تھے چنانچہ غزوہ احد کے لیے جب روانہ ہوئے تو ایک مقام پر جا کر لشکر کا معائینہ فرمایا دیکھا تو لشکر اسلام میں نوعمر بچے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عرامتہ بن اوس، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ ان کی عمریں تقریباً تیرہ چودہ برس تھیں۔

حضور ﷺ نے ان نوعمر لڑکوں کو واپسی کا حکم دیا تو حضرت خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول ﷺ! میرا بیٹا رافع بہت اچھا تیر چلانا جانتا ہے۔ خود حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ابھر ابھر کر کھڑے ہوتے تھے کہ قد لمبا معلوم ہو حضور ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی تو حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے سوتیلے والد حضرت سمرہ بن بنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ حضور ﷺ نے رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت عطا فرمادی ہے حالانکہ میں رافع سے طاقتور ہوں اگر میرا اور اس کا مقابلہ ہو تو میں اس کو پچھاڑ دوں گا حضور ﷺ نے ان دونوں کی کشتی کرائی تو حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پچھاڑ دیا اس پر حضور ﷺ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اجازت مرحمت فرمادی اس کے بعد اور بچوں نے بھی کوشش کی اور بعض کو اجازت مل گئی۔ (زرقانی علی المواہب، مدارج النبوۃ جلد دوم)

لشکر اسلام کی ترتیب و ہدایات:

سات شوال کو مدینہ منورہ کے شمال مشرق میں جبل احد کے دامن میں معرکہ احد ہوا روایات میں آیا ہے کہ احد کے مقام پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صفوں کو سیدھا کرنے میں مصروف ہوئے جب اسلامی لشکر کی صفیں کھڑی ہو گئیں تو مدینہ منورہ پہاڑ کے برابر پشت پر تھا جبکہ حنین بائیں طرف تھا پہاڑ کے ایک طرف ایسا شگاف تھا جس سے خطرہ تھا کہ کفار گھات لگا کر وہاں سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوں گے چنانچہ اس خطرے کو بدنظر رکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو، پچاس تیر اندازوں کے ساتھ اس جگہ پر متعین فرمایا تاکہ اس مقام سے مسلمانوں کی حفاظت کریں اور ان کو تاکید فرمائی کہ کسی بھی صورت میں وہ اس مقام کو نہ

Marfat.com

چھوڑیں خواہ مسلمان غالب ہوں یا مغلوب۔ اور سختی سے فرمایا کہ جب تک میری طرف سے کوئی اطلاع نہ تمہیں پہنچے اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا۔ اسلامی لشکر کا میمنہ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن اسدی کے سپرد فرمایا اور میسرہ کو حضرت ابوسلمہ بن الاسد مخزومی کے حوالے فرمایا جبکہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ الجراح اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو مقدمہ لشکر میں رکھا اور حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کو ساقہ لشکر میں رکھا۔ (بخاری شریف، مدارج النبوۃ جلد دوم)

جانثاری کا جذبہ:

لشکر اسلام کی ترتیب اور حفاظت کی ہدایات دینے کے بعد رسول کریم ﷺ نے فرمایا، میری پاسبانی کون کرے گا؟ ایک صحابی اٹھے اور کہا یا رسول ﷺ! میں کروں گا، حضور ﷺ نے دریافت فرمایا، تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا ذکوان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ ﷺ نے فرمایا اچھا بیٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا میری پاسبانی کون کرے گا، ایک صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ میں، حضور ﷺ نے نام دریافت فرمایا، انہوں نے کہا، ابو سبع، حضور ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ تیسری مرتبہ پھر فرمایا میری پاسبانی کون کرے گا، یہ سن کر پھر ایک صحابی کھڑے ہوئے، حضور ﷺ نے نام دریافت فرمایا تو عرض کیا ابن عبدالقیس (یعنی عبدالقیس کا بیٹا) رسول کریم ﷺ نے بیٹھنے کا حکم فرمایا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تینوں افراد آ جائیں۔ یہ سن کر صرف ایک صحابی حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے دونوں ساتھی کہاں گئے انہوں نے عرض کیا یا رسول ﷺ! تینوں مرتبہ میں ہی اٹھا تھا۔ حضور ﷺ نے ان کو دعا دی اور پاسبانی کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات حضور ﷺ کے خیمہ کی حفاظت فرماتے رہے۔ (نبی کریم ﷺ کے جانثار)

جنگ کا آغاز:

قریش کے لشکر کی پوزیشن اس طرح سے تھی کہ انہوں نے اپنی صفوں کو درست کر کے میمنہ خالد بن ولید کے سپرد کیا اور عکرمہ ابو جہل کے حوالے میسرہ کیا ابوسفیان کو لشکر کفار کے درمیان میں رکھا اور صفوان بن امیہ کو اور ایک روایت کے مطابق عمرو بن العاص کو پہاڑ کے شگاف کے پاس کھڑا کیا اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو تیر اندازوں کا سردار بنایا اور جھنڈے کو طلحہ بن ابی طلحہ کے

Marfat.com

حوالے کیا ان کی عورتیں صفوں کے آگے تھیں جو رجز پڑھ کر مشرکین کو جنگ پر ابھارتی تھیں۔

اسلامی لشکر میں تین جھنڈے تھے ایک جھنڈا مہاجرین کا حضرت علی رضی اللہ عنہ یا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا قبیلہ اوس کا جھنڈا حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور قبیلہ خزرج کا جھنڈا حضرت خباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ کفار کے لشکر میں موجود عورتوں کا جوش قابل دیدنی تھا وہ دف پر یہ رجزیہ اشعار پڑھ کر اپنے مردوں کے دلوں میں جنگ کا جوش وجذبہ پیدا کر رہی تھیں۔

نَحۡنُ بَنَاتُ الطَّارِق — تَمۡشِیۡ عَلَی النَّمارِق

ہم نجم سحر کی بیٹیاں ہیں۔ ہم زین پوش کے منقش اور خوبصورت کپڑوں پر چلتی ہیں۔

مَشۡیَ القَطَا البُوارِق — المِسۡكَ فِی الۡمَفَارِق

ہنس کی چال سے جس کو دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں ہمارے سر مشک آلود ہیں۔

وَالدُّرَّ فِی الۡمَخانِق — اِنۡ تَقۡبلوُ الۡفَانِق

اور گردن کے ہاروں میں موتی پروئے ہوئے ہیں اگر تم میدان جنگ میں آگے بڑھے۔ تو ہم تم سے ہم آغوش ہوں گی۔

وَنَفۡرِشُ النَّمارِق — اَوۡ تُدۡبِرُ و انفارِق

اور زین پوش کے منقش اور خوبصورت کپڑے تمہارے لیے بچھائیں گی اور اگر تم نے پشت پھیری تو ہمارا تمہارا فراق ہے۔

روایات میں آیا ہے کہ مشرکین کے لشکر میں سے سب سے پہلے جس شخص نے لشکر اسلام کی جانب تیر پھینکا وہ ابو عامر راہب فاسق تھا جو اپنے پچاس ساتھیوں کے ساتھ تیزی سے مسلمانوں کی جانب بڑھا اور پکار کر کہا میں ابو عامر ہوں مسلمانوں نے اس کو جواب دیا کہ نہ تجھے سلامتی ہے اور نہ تیری آمد تجھے مبارک ہے او فاسق یہ جواب سن کر ابو عامر نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیراندازی شروع کر دی اس کے ساتھ آئے ہوئے قریش کے چند لڑکوں نے مسلمانوں کی طرف

Marfat.com

پتھر پھینکنا شروع کر دیے۔ مسلمانوں نے ان پر اس قدر تیر برسائے کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت بھاگ کھڑا ہوا۔

اس کے جانے کے بعد لشکر کفار میں سے طلحہ بن ابی طلحہ نکلا اور اس نے پکار کر اپنا مد مقابل طلب کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیزی کے ساتھ اس کی طرف بڑھے اور اس کے سر پر تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس صف میں آ گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے طلحہ کا کام تمام کیوں نہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جب وہ گرا تو اس کی شرم گاہ کھل گئی اس نے مجھے قسم دی کہ میں اسے چھوڑ دوں مجھے شرم آئی کہ میں اس کے دوبارہ در پے ہوں اور پھر مجھے یقین ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی اسے ہلاک کر دے گا۔ بعض روایات میں آیا ہے۔ کہ اسے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے ہلاک کیا۔ اس کے بعد عام جنگ شروع ہو گئی مسلمان بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے کفار کا پرچم اب طلحہ کے بھائی عثمان بن ابی طلحہ نے اٹھا رکھا تھا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا بازو کٹ کر گر گیا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پلٹے اور نعرہ لگایا کہ ”میں حاجیوں کو پانی پلانے والے کا فرزند ہوں“ اس کے بعد قریش کا جھنڈا ابو سعید بن ابی طلحہ نے اٹھالیا اس کو حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہنم واصل کیا اس کے بعد کفار کا جھنڈا مشافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے اٹھالیا اس کو حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ بن ابی افلح نے تیر مار کر ہلاک کر دیا اس کے قتل کے بعد کفار کا جھنڈا اس کے بھائی حارث بن طلحہ بن ابی طلحہ نے اٹھایا اسے بھی حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے جہنم واصل کیا۔ اس کے بعد کفار کا جھنڈا کلاب بن ابی طلحہ نے اٹھایا اسے حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ہلاک کیا اس کے بعد ارطاس بن شرجیل نے مشرکین کا جھنڈا اٹھایا اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جہنم میں پہنچا دیا بعض کا کہنا ہے کہ اسے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری:

غزوہ احد کے روز رسول کریم ﷺ نے اپنی تلوار دست اطہر میں لے کر فرمایا کہ کون ہے

Marfat.com

جو یہ تلوار لے کر اس کا حق ادا کرے گا۔ یہ سن کر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تلوار لینے کی غرض سے متوجہ ہوئے مگر حضور ﷺ نے کسی کو نہ دی۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول ﷺ! اس تلوار کا حق میں ادا کروں گا چنانچہ حضور ﷺ نے تلوار ان کو عطا فرمائی اور انہوں نے اس تلوار کے ساتھ جنگ میں حصہ لیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ لینا چاہتا ہوں آپ فرمائیں کہ اس کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اس تلوار سے کسی مسلمان کو نہ مارنا اور اسے لے کر کسی کافر سے مت بھاگنا۔

اس کے بعد تلوار حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مل گئی۔ یہ بہت بہادر اور دلیر تھے جنگ میں شرکت کے وقت ان کا معمول تھا کہ سرخ رنگ کی ایک پٹی اپنے سر باندھ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب حضور ﷺ نے ان کو تلوار مرحمت فرمادی تو سرخ پٹی نکال کر سر پر باندھ لی اور اکڑتے ہوئے چلے رسول کریم ﷺ نے ان کو اکڑتے ہوئے چلتے دیکھا تو ارشاد فرمایا، اگرچہ اکڑ کر چلنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے لیکن ایسے موقع پر ناپسند نہیں ہے۔

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سر پر سرخ پٹی باندھے دیکھ کر بعض انصار نے کہا ابو دجانہ نے موت کی پٹی باندھ لی ہے اس کے بعد حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ رجز پڑھتے ہوئے میدان جنگ کی طرف بڑھے۔

اَنَا الَّذِیْ عَاھَدَنِیْ خَلِیْلِیْ وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَہ النَّخِیْلِ

اَلَّا اَقُوْمَ الدَّھْرَ فِی الْکَیُّوْلِ اِضْرِبْ بِسَیْفِ اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ

"میں وہی ہوں جس سے میرے خلیل (ﷺ) نے کھجور کے درختوں کے نزدیک پہاڑ کے دامن میں عہد لیا تھا۔ میں کھڑے ہو کر آخری صف تک برابر مقابلہ کرتا رہوں گا اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی تلوار برابر چلاتا جاؤں گا"۔

Marfat.com

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی بے جگری اور ثابت قدمی سے لڑ رہے تھے۔ جوان کے مقابلے پر آتا ان کے وار سے بچ نہ سکتا تھا۔ حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں غزوہ احد میں میں نے دیکھا کہ مشرکین کا ایک زبردست جنگجو جو سر سے پاؤں تک زرہ پوش اور ہتھیاروں سے لیس تھا وہ مسلمانوں پر حملہ کر کے بہت نقصان پہنچا رہا تھا اور اپنے لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ ان (مسلمانوں) کو گھیر کر بکریوں کے ریوڑ کی طرح ایک جگہ پر اکٹھا کرو۔ اچانک مسلمانوں کی صفوں سے ایک زرہ پوش تیر کی طرح نکل کر اس پر جھپٹا اگرچہ مشکوک جنگجو اپنی جسامت اور اسلحہ کے لحاظ سے مسلمان زرہ پوش پر نمایاں برتری رکھتا تھا لیکن مسلمان مجاہد نے اس مشرک کے کندھے پر تلوار کا ایسا زبردست وار کیا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اس وقت میں اس مسلمان کے عقب میں کھڑا تھا اس مشرک کو ہلاک کرنے کے بعد اس نے اپنے چہرے سے آہنی خود اٹھایا اور مجھ سے کہا کعب! تم دیکھ رہے ہو میں ابو دجانہ ہوں۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑتے لڑتے مشرکین کی ان عورتوں تک پہنچ گئے جو ایک چٹان پر بیٹھی تھیں اور ہندہ بنت عتبہ کی قیادت میں رجزیہ اشعار پڑھ پڑھ کر اپنے لوگوں کو جنگ پر ابھار رہی تھیں۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کا رخ ہندہ کی طرف کیا اور اس پر وار کرنا ہی چاہتے تھے تلوار روک لی ہندہ نے چیخ ماری اور اپنے مددگاروں کو بلانا شروع کیا مگر ہنگامے میں کسی نے اس کی پکار کا جواب نہ دیا حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس پلٹ آئے میں نے سوچا کہ اس کا بھید اللہ اور اس کے رسو ل ﷺ کو ہی زیادہ معلوم ہوگا (کہ ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار کا وار کیوں روک لیا)

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بعد میں جب میری ملاقات ابو دجا نہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ تم نے اس عورت کو قتل کیوں نہیں کیا انہوں نے کہا مجھے اس بات سے شرم اور کراہت محسوس ہوئی کہ میں رسول کریم ﷺ کی تلوار سے ایک عورت کو قتل کروں اور عورت بھی وہ کہ جس کی پکار پر کوئی بھی اس کی مدد کے لیے نہیں آیا۔

(مسلم شریف۔ مسند احمد بن حنبل، سیرت ابن ہشام جلد دوم، البدایہ والنہایہ، اسد الغابہ)

Marfat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

اس غزوہ میں حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بڑے بے جگری سے مشرکین کے ساتھ لڑائی میں مصروف تھے کہ ایک مشرک سباع بن عبدالعزیٰ سامنے آ گیا اس کی ماں کا نام ام انمار تھا جو مکہ مکرمہ میں عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو للکارا اور کہا او عورتوں کا ختنہ کرنے والی ام انمار کے بچے! کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے آیا ہے۔ یہ کہتے ہوئے اس پر تلوار کا وار کیا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔
حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تلوار سے مشرکین پر وار کرتے جا رہے تھے جبکہ جبیر بن مطعم کا حبشی غلام وحشی ایک چٹان کے پیچھے گھات لگائے اس انتظار میں تھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی زد میں آئیں اور ان پر اپنا حربہ پھینکے۔

جبیر بن مطعم کا چچا طعیمہ بن عدی جنگ بدر میں مارا گیا تھا اس کا انتقام لینے کے لیے اس نے وحشی کو حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر مامور کیا تھا اور اس کام کے بدلے میں اس کو آزاد کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ وحشی موقع کی تاک میں تھا اور پھر اس کو جلد ہی موقع مل گیا اس نے دیکھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے ہیں اچانک حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں پھسلا اور وہ پیٹھ کے بل زمین پر گر پڑے وحشی نے موقع غنیمت جانا اور نشانہ باندھ کر اپنا بھالا ان پر پھینکا جو ان کی ناف میں لگ کر دوسری طرف سے نکل گیا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید زخمی ہو گئے اس قدر کاری ضرب لگنے کے باوجود وہ اٹھے اور وحشی پر حملہ کرنا چاہا مگر لڑکھڑا کر گر پڑے اور شہید ہو گئے۔

جب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے تو مشرکین نے بہت خوشی و مسرت کا اظہار کیا ابوسفیان کی زوجہ ہندہ بنت عتبہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش مبارک کا مثلہ کیا ناک کان اور ہونٹ کاٹ دیے اس کے بعد شکم مبارک چاک کیا اور جگر نکال کر چباتے ہوئے نگلنے کی کوشش کی مگر نگلنے میں کامیابی نہ ہوئی اور تھوک دیا پھر ایک چٹان پر چڑھ کر با آواز بلند چند فخریہ اشعار پڑھے۔

نَحْنُ جَزَيْنَا كُمْ لِيَوْمِ بَدْرٍ　　وَالْحَرْبُ بَعْدَ

Marfat.com

اَلْحَرْبِ ذَاتِ سُعْیِ

ہم نے بدر کی لڑائی کا بدلہ اتار دیا پہلی لڑائی کے بعد دوسری لڑائی ہوتی ہے تو وہ زیادہ جوشیلی اور زبردست ہوتی ہے۔

مَا کَانَ عَنْ عُتْبَۃَ لِیْ مَنْ صَبْرٍ وَلَا اَخِیْ وَعَمِّہٖ وَبَکْرِی

عتبہ (کی ہلاکت کا) غم نہ مجھے برداشت تھا نہ میرے بھائی کو نہ عتبہ کے چچا کو اور نہ میری اولاد کو

شَفَیْتُ نَفْسِیْ وَقَضَیْتُ نَذْرِی شَفَیْتَ وَحْشِیْ غَلِیْلُ صَدْرِیْ

میں ساری زندگی وحشی کی شکر گزار رہوں گی۔ یہاں تک کہ قبر میں میری ہڈیاں گل نہ جائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہندہ کی اس حرکت کے بارے میں سنا تو آپ ﷺ دریافت فرمایا، کیا اس نے حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے جگر میں سے کچھ کھایا بھی ہے۔لوگوں نے عرض کیا نہیں۔اس پر آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔اے اللہ! حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے جسم کے کسی حصہ کو دوزخ میں داخل نہ ہونے دینا۔

(بخاری شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم، طبقات ابن سعد)

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

غزوہ احد میں حصہ لینے سے ایک روز قبل حضرت عبداللہ بن جحش اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اگلے دن لڑی جانے والی جنگ بارے میں مدینہ طیبہ میں بیٹھ کر گفتگو کر رہے تھے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت جوشیلے انداز میں دعا مانگی اے اللہ! جب کل لڑائی ہو تو میرے مقابلہ میں ایک بڑے بہادر کو مقرر فرما جو سخت حملہ کرنے والا ہو وہ مجھ پر سخت حملہ کرے اور میں اس پر زوردار حملہ کروں پھر اس پر مجھے فتح نصیب فرما کہ میں اس

Marfat.com

کو تیری راہ میں قتل کروں، اس دعا پر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آمین کہی۔ پھر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی۔

یا اللہ! کل میدان میں ایک بہادر سے میرا مقابلہ کرا جو سخت حملہ کرنے والا ہو میں اس پر شدت سے حملہ کروں وہ بھی مجھ پر زور سے حملہ کرے اور پھر وہ مجھے قتل کردے پھر میرے ناک کان کاٹ لے۔ جب میں قیامت کے روز تیرے حضور پیش ہوں تو تُو کہے عبداللہ! تیرے ناک کان کیوں کاٹ گئے تو میں عرض کروں یا اللہ! تیرے اور تیرے رسول ﷺ کے راستے میں کاٹے گئے۔ پھر تو کہے یہ سچ ہے میرے ہی راستے میں کاٹے گئے"۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آمین کہی۔ دوسرے روز جب احد کے میدان میں جنگ ہوئی تو حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی بے جگری سے لڑتے لڑتے ان کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضور ﷺ نے ان کو ایک ٹہنی عطا فرمائی جوان کے ہاتھ میں جا کر تلوار بن گئی اور وہ اس سے کافی دیر تک لڑتے رہے لڑائی کے دوران ابوالحکم بن اخنس ثقفی نے ان پر تلوار کا زبردست وار کیا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ مشرکین نے ان کی نعش مبارک کا مثلہ کیا اور ناک اور کان کاٹ دیے۔ اس طرح بارگار الٰہی میں ان کی دعا قبول ہو گئی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ان کی نعش مبارک کے پاس سے گزرے تو دیکھ کر بے ساختہ فرمایا۔ "اللہ کی قسم! عبداللہ کی دعا میری دعا سے بہتر تھی"

روایات میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لڑائی سے قبل اپنے شہید ہونے اور نعش کے مثلہ ہونے کا اس قدر یقین تھا کہ لوگوں کے سامنے قسم کھا کھا کر کہتے تھے۔

"اے اللہ! میں تیری قسم کھاتا ہوں کہ میں تیری راہ میں دشمن سے لڑوں گا یہاں تک کہ قتل ہو جاؤں گا اور دشمن میری لاش کا مثلہ کرے گا"۔ (مستدرک حاکم، تاریخ اسلام، اسد الغابہ)

زخمی صحابی فوراً ٹھیک ہو گئے:

حضرت قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد میں بڑی جانثاری سے لڑے مشرکین کی طرف سے آنے والا تیر ان کی آنکھ پر لگا جس سے آنکھ کا ڈھیلا باہر لٹک گیا اس ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ کسی شخص نے رسول کریم ﷺ کی خدمت

Marfat.com

اقدس میں ایک کمان ہدیے کے طور پر پیش کی حضور ﷺ نے احد کے روز وہ کمان مجھے عطا فرما دی اس کمان سے میں نے حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر اس قدر تیر چلائے کہ اس کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا (اور وہ ناکارہ ہو گئی) مگر میں برابر (آپ ﷺ کو بچانے کی غرض سے) آپ ﷺ کے سامنے اسی جگہ پر کھڑا رہا۔ مشرکین کی طرف سے آنے والے تیر کو میں اپنے آپ پر روک لیتا ان میں سے ایک تیر میری آنکھ میں لگا اور آنکھ سے ڈھیلا نکل کر میری ہتھیلی پر آ گیا میں اسے ہاتھ پر رکھے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میری حالت دیکھ کر حضور ﷺ کی چشمان اطہر میں آنسو آ گئے اور فرمایا "یا اللہ! اقتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تیرے نبی کا دفاع اپنے چہرے سے کیا تو اس کی آنکھ کو ٹھیک اور اس کی نگاہ کو تیز فرما دے چنانچہ یہ آنکھ بہت اچھی اور تیز ہو گئی۔

(طبرانی)

ایک روائیت میں آتا ہے کہ غزوہ احد میں جب حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ لٹک کر انکے رخسار پر آ گئی تو وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول ﷺ! میری ایک بیوی ہے جس سے مجھے بڑی محبت ہے اگر اس نے میری آنکھ کی یہ حالت دیکھی تو مجھے خدشہ ہے کہ کہیں وہ مجھ سے کراہت نہ کرنے لگے۔ ان کی یہ بات سن کر حضور ﷺ نے اپنے دست اقدس سے (لٹکا ہوا) ڈھیلا ان کی آنکھ میں رکھ دیا تو آنکھ بالکل ٹھیک ہو گئی اور دوسری آنکھ سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گئی۔ (الطبقات الکبریٰ)

اسی طرح حضرت ابورہم کلثوم بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی غزوہ احد میں نہایت بے جگری سے لڑ رہے تھے کہ دشمنوں کی طرف سے ایک تیر ان کے سینے میں آ کر پیوست ہو گیا جس سے یہ شدید زخمی ہو گئے لڑائی کے بعد ان کو حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں لایا گیا تو آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن پاک ان کے زخم پر لگا دیا جس سے ان کا زخم بہت جلد مندمل ہو گیا اور وہ ٹھیک ہو گئے۔ (الطبقات الکبریٰ)

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور کافر ابو عامر راہب کے بیٹے تھے ابو عامر فاسق مشرکین کی طرف سے لڑ رہا تھا کہ جبکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی لشکر میں شامل تھے

Marfat.com

غزوہ احد میں ان کا مقابلہ ابوسفیان سے ہو گیا ابوسفیان ان کے مقابلے میں کمزور پڑ گیا مگر اسی اثناء میں شداد بن الاسود نے آگے بڑھ کر حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تلوار کا وار کیا اور انہیں شہید کر دیا۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا، میں نے دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان بارش کے تازہ پانی سے چاندی کے تھالوں میں فرشتے حنظلہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو غسل دے رہے ہیں۔

حضرت ابوسعید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم ان کے پاس گئے تو ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔

اس ضمن میں جب حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوہ حضرت جمیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ان کی شب زفاف سہاگ رات گزشتہ رات ہی تھی صبح کو رسول کریم ﷺ کی طرف سے جہاد کا اعلان ہو رہا تھا یہ لبیک لبیک کہتے ہوئے حاضر ہو گئے حضور ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں اتنی تاخیر بھی گوارہ نہ تھی کہ غسل جنابت کر سکیں لہٰذا وہ حالت جنابت ہی میں آئے اور فوری طور پر جنگ کے لیے روانہ ہو گئے اور میدان جنگ میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔

چونکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرشتوں نے غسل دیا تھا اس لیے ان کو غسیل الملائکہ کہا جاتا ہے۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

اسلامی لشکر میں افراتفری:

جنگ بہت زوروں پر ہو رہی تھی مسلمان دشمنوں پر ایک دم ٹوٹ پڑے اور مشرکین کے قدم اکھڑ گئے مشرکین میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے کفار کی عورتیں اب رجز گانے کی بجائے نوحہ کرنے میں مصروف تھیں اور بھاگ رہی تھیں مسلمان مجاہدین کفار کا پیچھا چھوڑ کر لوٹ مار میں مصروف ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو کہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مشرکین کی ایک ٹولی کے ساتھ پہاڑ کے شگاف سے حملہ کیا مگر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے تیر انداز ساتھیوں نے اس حملہ کو ناکام بنا دیا۔ جناب خالد بن ولید نے مسلمانوں پر کئی حملے کیئے لیکن کامیاب نہ ہو سکے اور مایوس بھی نہ ہوئے اور گھات لگا کر چھپے رہے۔ آخر کار مسلمان

Marfat.com

کفار کے لشکر پر غالب آئے اور مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہو گئے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے جب دیکھا کہ کفار بھاگ گئے ہیں اور مسلمان مال غنیمت لوٹ رہے ہیں تو یہ بھی اپنے فرض سے غافل ہو گئے۔ اور پہرے کو چھوڑ کر مال غنیمت اکٹھا کرنے کے لیے چل پڑے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو سمجھایا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاکید یاد دلائی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول خدا ﷺ نے یہ تاکید فرمائی تھی کہ کسی بھی صورت میں اس جگہ کو نہ چھوڑیں میں اسی جگہ پر ٹھہروں گا دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں سے بھی کم نے نصیحت قبول کی اور ان کے ساتھ ٹھہرے باقی چلے گئے خالد بن ولید جو کہ مسلمانوں کی اسی غفلت کے منتظر تھے عکرمہ بن ابوجہل اور مشرکین کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر حملہ آور ہوئے اور ان کو ساتھیوں سمیت شہید کر کے پہاڑ کے شگاف سے باہر نکل کر مسلمانوں کے پیچھے سے ان پر حملہ کر دیا اس سے کافی مسلمان شہید ہو گئے اسلامی لشکر میں افراتفری پیدا ہو گئی مسلمان پریشانی اور بدحواسی کے عالم میں ایک دوسرے پر پل پڑے ان کو اپنے ساتھیوں کی شناخت بھی بھول گئی چنانچہ روایات میں آیا ہے کہ حضرت اسید بن حضیر کو مسلمانوں ہی سے دو زخم لگے اور مسلمانوں ہی کی تلوار سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد محترم یمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہر چند کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ پکارتے رہے کہ یہ میرے والد ہیں مگر اس وقت تک وہ شہید ہو چکے تھے۔

اسلامی لشکر منتشر ہو گیا اور مسلمانوں کے قدم ڈگمگائے اور وہ ثابت قدم نہ رہے تھے لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جگہ پر ثابت قدم تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں سے چودہ اصحاب رہ گئے تھے جن میں سات انصاری تھے اور سات مہاجرین میں سے تھے۔ مہاجرین میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، طلحہ بن عبداللہ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ انصار میں سے حضرت خباب رضی اللہ عنہ المنذر، حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ، حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت حارث بن صیحہ رضی اللہ عنہ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے بعض کا یہ کہنا ہے کہ حضرت اسید رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہیا حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہا تھے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری:

کفار سنبھل کر دوبارہ مسلمانوں پر حملہ آور ہو چکے تھے اس وقت جبکہ کفار نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھرپور حملہ کیا حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی بہادری دکھائی وہ اس بے جگری سے لڑے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا طلحہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنا حق پورا پورا ادا کیا روایات میں آتا ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ کو حضور علیہ السلام کی ڈھال بنا رکھا تھا روایت میں اس طرح آیا ہے کہ اس دن حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ کو تیروں کی ڈھال بنائے رہے جب ایک کافر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تیر پھینکا تو وہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی سب سے چھوٹی انگلی پر لگا اور وہ بےکار ہو گئی۔

احادیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے کہ غزوہ احد کے روز حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسی زخم کھائے اس کے باوجود حفاظت کا حق ادا کرتے رہے ایک مرتبہ تلوار کی دو ضربیں ان کے اوپر پڑیں اور وہ درد کی شدت سے بیہوش ہو گئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دیے۔ اور ان کو ہوش میں لائے جب ہوش میں آئے تو پوچھا رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے ہیں تو کہنے لگے سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اب ہر وہ مصیبت جو اس کے بعد ہو آسان ہے۔ (معارج النبوۃ جلد سوم)

ابن السکن کی جانثاری:

جب رسول کریم ﷺ کو دشمنوں نے گھیرے میں لے لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، کون ہے جو میرے لیے اپنی جان نثاری کرے گا۔ یہ ارشاد سن کر حضرت زیاد بن السکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جبکہ ایک روایت کے مطابق حضرت عمارہ بن یزید بن السکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچ انصاریوں کو لے آگے بڑھے یہ جانثار یکے بعد دیگرے حضور ﷺ کی حفاظت و مدافعت میں کفار سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یا حضرت عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

Marfat.com

ان میں آخری شخص تھے جو لڑتے لڑتے زخموں سے چور ہو کر گر گئے پھر مسلمانوں کی ایک اور جماعت کھڑی ہو گئی جس نے کفار کو پیچھے دھکیلتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے نرغے سے نکال لیا۔

اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا اسے (ابن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے قریب کرو اسے میرے قریب کرو۔ حضرت ابن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ابھی جان کی رمق کچھ باقی تھی کھسک کر اپنا رخسار حضور ﷺ کے مبارک قدموں میں رکھ دیا اور اسی حالت میں جاں بحق ہو گئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہادری:

غزوہ احد میں جب کفار نے عقب سے حملہ کیا اور مسلمانوں میں افراتفری پھیل گئی حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زخمی مجاہدین کو پانی پلانے کی خدمت انجام دے رہی تھیں بیان کرتی ہیں کہ میں احد کے دن نکلی تاکہ دیکھوں کہ لوگ کیا کر رہے ہیں میرے پاس ایک مشک تھی اس میں پانی تھا جس سے زخمیوں کو پانی پلا رہی تھی میں رسول کریم ﷺ تک پہنچی آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے درمیان موجود تھے اس وقت فضا مسلمانوں کے موافق تھی لیکن جب مسلمانوں میں افراتفری پھیل گئی تو میں حضور ﷺ کی طرف بڑھی اور میں آپ ﷺ کی مدافعت میں قتال میں مصروف ہوئی میرے پاس ڈھال نہیں تھی اس وقت حضور ﷺ کی نظر مبارک ایک ایسے شخص پر پڑی جس کے پاس ڈھال تھی حضور ﷺ نے اسے آواز دے کر فرمایا کہ اپنی ڈھال کسی ایسے شخص کو دے دے جو لڑائی میں مشغول ہے اس پر اس نے اپنی ڈھال ہاتھ سے پھینک دی میں نے اس ڈھال کو اٹھا لیا میں حضور ﷺ پر ہونے والے حملوں کو روکتی رہی یہاں تک کہ ایک مشرک سوار نے مجھ پر تلوار کا وار کیا مگر اس کا وار خالی گیا میں نے اپنی تلوار سے جوابی وار اس کے گھوڑے پر کیا جس سے گھوڑا گر گیا اور سوار بھی زمین پر آ رہا۔ حضور ﷺ یہ سب کچھ ملاحظہ فرما رہے تھے آپ ﷺ نے میرے بیٹے کو آواز دی کہ اے عمارہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جلدی سے اپنی ماں کے پاس پہنچ۔ (میرا بیٹا فوراً اس طرف پلٹا اور پھر) میں نے اور میرے بیٹے نے مل کر اس کافر کا خاتمہ کر دیا۔

Marfat.com

روایات میں آتا ہے کہ غزوہ احد میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے شوہر حضرت زید بن عاصم ان کے دونوں بیٹوں حضرت عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دادِ شجاعت دی۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تیرہ زخم لگے ان میں سے ایک زخم تو پورا سال تک رستا رہا اور اس کا علاج کیا جاتا رہا۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ یہ زخم کس نے لگائے تھے! انہوں نے کہا، ابن قمیہ نے جب حضور ﷺ کے گرد سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم منتشر ہونے لگے تو ابن قمیہ یہ کہتا ہوا حضور ﷺ کی طرف بڑھا کہ مجھے محمد (ﷺ) تک جانے دو اگر وہ بچ گئے تو میں نہیں بچوں گا پھر میں اور مصعب بن عمیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) درمیان میں آ گئے تو اس نے مجھ پر وار کیا میں نے بھی اس پر بہت سی ضربیں لگائیں۔ لیکن اس دشمن خدا نے دو زرہیں پہن رکھی تھیں۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک کافر نے مجھے زخمی کر دیا زخم سے خون نہ رُکتا تھا میری والدہ نے کپڑا اپھاڑ کر میرے زخم کو باندھا اور کہا کہ بیٹا! اٹھو اور جنگ کرو! اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا اے ام عمارہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جو طاقت و ہمت تم رکھتی ہو کس میں ہے؟ اسی دوران جس کافر نے مجھے زخمی کیا تھا وہ دوبارہ اس طرف آیا تو حضور ﷺ نے میری والدہ سے فرمایا اے ام عمارہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! یہی وہ شخص ہے جس نے تمہارے بیٹے کو زخمی کیا ہے۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس مشرک کی پنڈلی پر تلوار کا وار کیا اور وہ زمین پر گر پڑا اس پر حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا اے ام عمارہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! تم نے اپنے بیٹے کا خوب بدلہ لیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے تم کو اپنے دشمن پر کامیاب کیا۔ اور تمہارے سامنے اس کو ہلاک کر کے تمہاری آنکھوں کو روشن کیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تم لوگوں پر برکت نازل کرے۔ یہ سن کر حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ جنت میں ہم آپ کے ساتھ ہوں اس پر آپ ﷺ نے دعا کی، اے اللہ! ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنا۔ حضور ﷺ نے جب ان کے حق میں اور ان کے بیٹوں اور خاوند کے حق میں دعا فرمائی تو حضرت

Marfat.com

ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فورا بولیں۔اب ہمیں کسی مصیبت کی پرواہ نہیں ہے۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ احد کے دن نہ وہ داہنی جانب لڑتی تھی نہ بائیں جانب میں نے دیکھا کہ وہ میری حفاظت کے لیے لڑ رہی تھی۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضور ﷺ زخمی ہو گئے:

اسلامی لشکر کو منتشر دیکھ کر کفار نے حضور ﷺ پر بھرپور حملہ کر دیا تھا عبداللہ بن قمیہ بھی بڑھ بڑھ کر حضور ﷺ پر حملے کرنے کی کوشش کرتا تھا۔مگر جانثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو کہ اس وقت کا ثابت قدم تھے اور حضور ﷺ کا بھرپور دفاع کر رہے تھے کفار کے حملوں کو روکتے تھے عبداللہ بن قمیہ نے حضور ﷺ پر ایک حملہ کیا اور آپ ﷺ کے چہرہ انور پر تلوار ماری جس سے آپؐ کا رخسار مبارک خون آلود ہو گیا اور آپ ﷺ کے خود کے حلقے چہرہ اقدس میں گڑ گئے اور پیشانی مبارک زخمی ہو گئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی چادر مبارک سے اسے صاف فرماتے جاتے اور فرماتے وہ قوم کیسے نجات پائے گی جو اپنے نبی کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں حالانکہ وہ ان کو حق کی دعوت دیتے ہیں۔حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے بیٹھ کر اپنے آگے کے دونوں دانتوں کو خود کی ایک کڑی پر رکھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روئے مبارک سے کھینچا تو ان کا دانت ٹوٹ کر گر پڑا پھر دوسرا دانت دوسری کڑی پر کھ کر کھینچا تو وہ بھی ٹوٹ گیا۔ایک روایت میں آیا ہے کہ اس دن جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زخم آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خون کو صاف فرماتے تھے اور اسے زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر خون سے ایک قطرہ بھی زمین پر گرا تو یقیناً اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین والوں پر عذاب نازل کرے گا پھر فرمایا ،یا اللہ! میری قوم کو معاف فرما دے کیونکہ وہ مجھے نہیں جانتی اور میری حقیقت کو نہیں پہچانتی۔کہا جاتا ہے کہ اسی اثناء میں عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پھینکا جو آپ ﷺ کے نچلے لب مبارک پر لگا اور نچلے دندان مبارک زخمی ہو گئے۔عبداللہ بن شہاب لعین نے پتھر پھینک کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کہنی مبارک کو زخمی کر دیا۔اس کے بعد ابن قمیہ لعین نے حضور سرور کائنات ﷺ کو تلوار ماری اس لعین کی تلوار کی ضرب اور اپنے جسم اطہر

Marfat.com

کے ہتھیاروں کے بوجھ سے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زرہ پہن رکھی تھیں اس گڑھے میں جو کہ قریب ہی تھا گر پڑے اور لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر اسلام کے علمبر دار تھے اور حضور ﷺ کے قریب ہی موجود تھے ابن قمیہ نے ان پر حملہ کر دیا جس سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے چونکہ یہ حضور ﷺ کے مشابہ تھے اس لیے ان کو شہید ہوتے دیکھ کر ابن قمیہ نے سمجھا کہ حضور ﷺ شہید ہو گئے چنانچہ وہ ایک بلند مقام پر چڑھا اور اس بد بخت لعین نے لوگوں کو بلند آواز میں پکار کر کہا میں نے (معاذ اللہ) محمد (ﷺ) کو قتل کر دیا ہے۔ شیطان نے اس لعین کی معاونت کی اور میدان میں آواز لگائی کہ بے شک محمد (ﷺ) شہید ہو گئے۔ ابوسفیان کو اس بات کا یقین آ گیا چنانچہ ابوسفیان نے باآواز بلند کہا۔ اے گروہ قریش! تم میں سے کس شخص نے محمد ﷺ کو قتل کیا ہے ابن قمیہ ملعون فوراً بولا میں نے ان کو قتل کیا ہے، ابوسفیان نے خوش ہو کر کہا جس طرح عجم والے اپنے بہادروں کو کنگن پہناتے ہیں ہم بھی تمہیں کنگن پہنائیں گے۔

اس کے بعد ابوسفیان ابن قمیہ کی بات کی تحقیق کے لیے میدان جنگ میں آیا مسلمانوں کے شہیدوں کے جسد پاک کے قریب جا جا کر دیکھا لیکن اسے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دکھائی نہ دیئے اس پر ابوسفیان سمجھ گیا کہ ابن قمیہ کی بات غلط ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت انس بن النضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانثاری:

احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ غزوہ احد کے روز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تلوار کے ستر زخم آئے تھے۔ جب یہ خبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں بھی مشہور ہو گئی کہ (معاذ اللہ) حضور سرور کائنات ﷺ شہید ہو گئے ہیں تو روایات میں آتا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا حضرت انس بن النضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ غزوہ بدر میں کسی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکے تھے غزوہ احد کے دن اس غیر حاضری کا مداوا کرنا چاہتے تھے آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت کے پاس پہنچے ان سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے سنا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام شہید ہو گئے ہیں یہ سن کر حضرت انس بن النضیر رضی اللہ عنہ نے ایمان کے جذبے سے

Marfat.com

سرشار ہو کر کہا کہ پھر تم کیوں زندہ ہو تلوار کھینچی اور کفار کے لشکر کی طرف چل دیے راستہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے ان سے قسم کھائی کہ مجھے احد کی طرف سے بہشت کی خوشبو آتی ہے اس کے بعد دشمن پر ٹوٹ پڑے اور انتہائی بے جگری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے ان کے چہرہ مبارک پر اسی سے کچھ اوپر تلوار، تیر اور نیزہ کے زخم آئے تھے چنانچہ شہیدوں کے مبارک جسموں کے درمیان پہچانے نہیں جاتے تھے۔ان کی بہن نے ان کو اس تل کی وجہ سے شناخت کیا جو ان کی انگلی پر تھا۔

(بخاری شریف جلد دوم، مسلم شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم)

حضرت ثابت بن وحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

رسول کریم ﷺ کے شہید ہو جانے کی افواہ سن کر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم غم سے بے حال ہو گئے اور ان کی ہمتیں جواب دے گئیں تو اس موقع پر حضرت ثابت بن وحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت سے مخاطب ہو کر فرمایا، اے گروہ انصار! فرض کرو اگر حضور ﷺ شہید بھی ہو گئے ہیں تو تم لوگ کیوں ہمت ہار بیٹھے ہو؟ تمہارا پروردگار تو زندہ ہے اس لیے اٹھو اور اللہ کے دین کے لیے جہاد کرو۔ یہ کہہ کر حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند انصار کو ساتھ لے کر لشکر کفار پر ٹوٹ پڑے اور بے جگری سے لڑتے ہوئے خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ (الاصابہ)

حضور ﷺ محفوظ مقام پر:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس گڑھے میں مقتولین کے درمیان خود کو اس طرح رکھے ہوئے تھے کہ کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم نہ ہوا سب سے پہلے جس صحابی نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گڑھے میں دیکھ کر پہچانا وہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جب انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر نگاہ ڈالی تو ایک دم خوشی کے جذبات سے بریز ہو کر نعرہ بلند کیا اے مسلمانو! تمہیں خوشخبری ہو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ موجود ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو خاموش رہنے کا ارشاد فرمایا تاکہ کفار کو علم نہ ہو سکے اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ایک ایک کر کے جمع ہو گئے چونکہ حضور

Marfat.com

سرور کائنات ﷺ کے زانوئے مبارک شدید زخمی ہو چکے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضا مبارکہ پر بھی بہت زخم آئے تھے اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں اس لیے گڑھے سے باہر نکلنا اور کھڑے ہونا دشوار معلوم ہو رہا تھا۔ حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ خود بھی شدید زخمی تھے فوراً آگے بڑھے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک بازوؤں کے نیچے داخل ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر پاؤں پر کھڑے کیا پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے حضور سرور کائنات ﷺ نے اپنا قدم مبارک ان خوش نصیب کے دوش مبارک پر رکھا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ذرا سا اونچے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دست پاک پکڑا یہاں تک کہ آپ ﷺ گڑھے سے باہر نکل آئے۔

اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارادہ فرمایا کہ احد کی گھاٹی کی طرف اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوں اور پہاڑ کی بلندی پر تشریف لے جائیں لیکن زخموں کی شدت اور ضعف کی وجہ سے ایسا کرنا دشوار ہو رہا تھا حضور سرور کائنات ﷺ نے انتہائی ضعف اور کمزوری کے باعث ظہر کی نماز بیٹھ کر ادا فرمائی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کی بلندی پر تشریف لے جانے کے لیے چلے ایک بڑا سا پتھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر چڑھ نہ سکے اس موقع پر بھی حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود اپنے شدید زخموں کے بیٹھ گئے تاکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا پائے اقدس ان کے کندھوں پر رکھ کر وہاں تشریف لے جائیں اس وقت حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔ ”طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے جنت واجب کر لی۔“ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

ابی بن خلف ہلاک ہو گیا:

جب حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بلند مقام پر چڑھ گئے تو ابوسفیان نے بھی دور سے دیکھ کر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پہاڑ پر چڑھنے کے لیے پیش قدمی کی ان کفار کی کوشش تھی کہ دوسرے راستے سے ہو کر زیادہ بلند مقام پر پہنچ جائیں حضور ﷺ نے مشرکین کی اس چال کو بھانپ لیا کیونکہ مشرکین اس خیال سے بلند مقام تک رسائی چاہتے تھے کہ وہاں سے مسلمانوں پر حملہ کرنے میں ان کو آسانی ہو یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ کو حکم دیا کہ ان کو اوپر چڑھنے سے روکو، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوری طور پر چند ساتھیوں کو ساتھ لے کر ان کفار کی طرف متوجہ ہوئے اور ابو سفیان اور اس کے ہمراہیوں کو پہاڑ سے نیچے دھکیل دیا اسی دوران مسلمانوں کی منتشر قوت رفتہ رفتہ جمع ہونے لگی اور پھر جلد ہی وہ مسلمان جو منتشر ہو گئے تھے حضور ﷺ کے گرد جمع ہو گئے یہ دیکھتے ہوئے مشرکین جراءت نہ کر سکے کہ حملہ آور ہوں مگر ایک کافر ابی بن خلف جو حضور ﷺ کے قتل کا ارادہ کر کے آیا ہوا تھا اور موقع کی تاک میں تھا وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر حضور ﷺ پر حملہ کرنے کے ارادے سے آگے بڑھا۔

اس کافر کی اس حرکت کی وجہ یہ تھی کہ جب غزوہ بدر میں کفار کو شکست ہوئی اور ان کے بہت سے قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آگئے تو ان میں ابی بن خلف بھی تھا حضور ﷺ نے فدیہ لے کر اسے چھوڑ دیا فدیہ ادا کرنے کے بعد جب وہ واپس جانے لگا تو اس نے رسول کریم ﷺ سے کہا کہ میں نے ایک گھوڑا پال رکھا ہے کہ جس کو روزانہ چار سیر دانہ کھلاتا ہوں اس پر سوار ہو کر ایک دن آپ کو قتل کر دوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ان شاء اللہ! ایک دن میرے ہاتھوں تیرا خاتمہ ہو گا۔

جنگ احد میں ابی بن خلف اسی گھوڑے پر سوار ہو کر آیا۔ اور حضور ﷺ کو دیکھ کر للکارتے ہوئے بولا، آج اگر محمد (ﷺ) زندہ رہ گئے تو میری خیر نہیں۔

اس کے ساتھ ہی اس نے حملے کے لیے پیش قدمی کی بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے مقابلے کے لیے آگے بڑھے مگر حضور ﷺ نے سب کو منع فرمایا اور آپ ﷺ حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نیزہ پکڑ کر خود اس کے مقابلے پر آئے اور نیزے کو ہوا میں لہراتے ہوئے اس کی گردن کو چھید دیا جس کی وجہ سے وہ لڑکھڑا کر گھوڑے سے گر پڑا۔

ابی بن خلف خوفزدہ ہو کر واپس مشرکین کی طرف بھاگا اور وہاں پہنچ کر کہنے لگا کہ محمد (ﷺ) نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ مشرکین نے اسے تسلی دی اور کہا ''تمہارا زخم تو بہت معمولی سا ہے۔ ابی بن خلف بولا، اس وقت جتنی تکلیف مجھے ہو رہی ہے اگر یہ سب کے ساتھ ہو تو یقیناً سارے مر جائیں کیا تم لوگ یہ نہیں جانتے کہ محمد (ﷺ) نے کہا تھا کہ تجھے میں قتل کروں گا۔ رب کعبہ کی قسم! اگر یہ کسی پر تھوک بھی دیں تو اس کی ہلاکت کے لیے یہی کافی ہے۔ چنانچہ مکہ مکرمہ کی طرف لوٹتے وقت مقام سرف پر ابی بن خلف ہلاک ہو گیا۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم)

Marfat.com

مشرکین میدان جنگ سے چلے گئے:

مشرکین غزوہ احد میں شکست کھا کر راہ فرار اختیار کرتے جا رہے تھے مگر اس کے باوجود ان کی کافی تعداد ابوسفیان کے ساتھ میدان جنگ میں موجود تھی مسلمان بھی ایک پہاڑی پر چڑھے ہوئے تھے جن کو دیکھ کر ابوسفیان نے بلند آواز سے کہا، کیا تم لوگوں میں محمد (ﷺ) موجود ہیں حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ اسے جواب نہ دو۔ ابوسفیان نے پھر آواز دے کر پوچھا کیا تم میں ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) موجود ہیں؟ اس پر بھی خاموشی رہی اور اسے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے پھر پکار کر کہا۔ کیا تم میں عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) موجود ہیں؟ اس مرتبہ بھی اسے جواب نہ ملا تو تکبر سے بولا۔ یہ سب قتل ہو گئے کیونکہ اگر زندہ ہوتے تو مجھے جواب ضرور دیتے۔

یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ برداشت نہ کر سکے اور چلا کر کہا' او دشمن خدا! یہ سب زندہ ہیں اور تو رسوا ہوگا۔ ابوسفیان نے یہ سنا تو بڑا حیران ہوا اور تکبر سے نعرہ لگایا، اُعْلُ هُبَلْ اُعْلُ هُبَلْ۔ یعنی اے ہبل! تو سر بلند ہو جا۔ تو سر بلند ہو جا، رسول کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس کو جواب دو کہ اللہ اعلی و اجل یعنی اللہ بلند مرتبہ اور بزرگ ہے ابوسفیان نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے یہ سن کر کہا لنا العزیٰ ولا عزی لکم یعنی عزیٰ بت ہمارا ہے تمہارا کوئی عزیٰ نہیں ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق جواب دیا اللہ مولانا ولا مولی لکم یعنی اللہ ہمارا والی ہے اور تمہارا کوئی والی نہیں،

اس کے بعد ابوسفیان نے فخریہ انداز میں کہا، کہ یہ لڑائی جنگ بدر کے برابر ہو گئی یعنی ہم نے جنگ بدر کا بدلہ لے لیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق جواب دیا کہ نہیں لڑائی برابر نہیں ہوئی کیونکہ ہمارے مقتولین جنت میں ہیں اور تمہارے مقتولین جہنم میں ہیں۔ یہ سن کر ابوسفیان خاموش ہو گیا مگر پھر ایک دم بلند آواز سے بولا اب ہمارا تمہارا مقابلہ آئندہ برس پھر بدر میں ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو اچھا ہمیں یہ بات منظور ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں نے میدان احد سے روانگی اختیار کی۔

Marfat.com

اب جنگ بند ہو چکی تھی اور مشرکین مکہ مکرمہ لوٹ گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے دلوں میں یہ گمان ہوا کہ کہیں وہ لوٹ کر مدینہ منورہ پر حملہ نہ کر دیں، اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ وہ مشرکین کے پیچھے جائیں اور معلوم کریں کہ وہ کدھر جاتے ہیں چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دشمنوں کے تعاقب میں گئے اور یہ خبر لے کر واپس لوٹے کہ کفار مکہ مکرمہ کی طرف چلے گئے ہیں یہ سن کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، آج کے بعد کفار قریش ہم پر کبھی بھی کامیاب نہ ہوں گے اور انشاء اللہ ہمیں مکہ مکرمہ کی فتح حاصل ہوگی"۔ (بخاری شریف جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم، تاریخ اسلام جلد اول)

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش:

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی غزوہ احد میں شریک تھے اور بڑی بے جگری سے لڑے ان کو بہت سے زخم لگے جن میں بارہ زخم بہت شدید تھے زخموں سے چور ہو کر میدان جنگ میں گر پڑے ان کو حضور ﷺ سے بہت محبت تھی جبکہ حضور ﷺ بھی ان سے محبت کرتے تھے جنگ بند ہوگئی اور حضور ﷺ کو حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ دکھائی نہ دیے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا، کوئی ہے جو سعد بن ربیع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خبر لائے؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول ﷺ! میں جاتا ہوں، یہ کہہ کر وہ میدان جنگ میں لاشوں کے درمیان پھر کر حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کرنے لگے بار باران کا نام لے کر پکارتے تھے مگر کوئی جواب نہیں آتا تھا۔ آخر کار بلند آواز سے بولے، اگر زندہ ہو تو جواب دو مجھے رسول کریم ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس وقت نزع کا عالم طاری تھا مگر جب حضور ﷺ کا اسم مبارک سنا تو اپنے آپ میں ایک توانائی سی محسوس کی اور نہایت نحیف آواز میں گویا ہوئے۔

"رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں میرا اسلام عرض کرنا اور میرے انصاری بھائیوں کو میرا یہ پیغام دینا کہ اگر آج خدانخواستہ رسول کریم ﷺ شہید ہو گئے اور تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ بچا تو اللہ تعالیٰ کو ہرگز منہ نہ دکھا سکو گے اور اللہ کے سامنے تمہارا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا۔ ہم نے لیلتہ العقبہ میں رسول کریم ﷺ پر جانثاری کا حلف اٹھایا تھا"۔

Marfat.com

ان الفاظ کو ادا کرتے ہی جاں بحق ہو گئے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اللہ تعالیٰ سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے زندگی اور موت دونوں میں اللہ اور اللہ کے رسول کے خیر خواہ رہے۔
(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

شہدائے کرام:

غزوہ احد میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ شہید ہوئے چار مہاجرین میں سے اور چھیاسٹھ انصار میں سے تھے جبکہ تیس افراد کفار کے قتل ہوئے تھے اس غزوہ میں بڑے جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے شہادت کا جام نوش کیا جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ تعالی عنہ شامل ہیں۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش مبارک:

جنگ ختم ہونے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میدان احد میں تشریف لائے اور جب اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثلہ کی ہوئی نعش مبارک دیکھی تو بہت غمگین ہوئے لاش کی حالت دیکھ کر فرط غم سے بے قرار ہو کر فرمایا، تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو کیونکہ عزیز و اقارب کا سب سے زیادہ خیال رکھتے تھے اور نیک کاموں میں پیش پیش رہتے تھے اگر مجھے صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) (حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی) کے رنج و غم کا خیال نہ ہوتا تو میں تمہاری لاش اسی طرح چھوڑ دیتا تاکہ اسے درندے اور پرندے کھا جاتے اور تم روز محشر انہی کے پیٹ سے اٹھائے جاتے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش کی حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی قسم! میں تمہارے بدلہ میں کفار کے ستر آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔ مگر اسی وقت اللہ کی طرف سے حکم نازل ہوا۔

ترجمہ:۔ اور اگر تم سزا دو تو ویسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی اور اگر صبر کرو تو بے شک صبر کرنے والوں کے لیے صبر سب سے اچھا ہے اور تم

Marfat.com

صبر کرو اور تمہارا صبر کرنا خاص اللہ ہی کی توفیق سے ہے"۔ (سورۃ نحل)

اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں صبر کرتا ہوں اور انتقام نہیں لوں گا چنانچہ آپ ﷺ نے صبر اختیار کیا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا فرمایا: (طبقات الکبیر، تاریخ طبری)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میدان احد میں:

رسول کریم ﷺ کی پھوپھی اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی غزوہ احد میں شریک تھیں جب میدان جنگ میں مسلمان افراتفری کے عالم میں منتشر ہوئے تو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نیزہ پکڑ کر راستے میں کھڑی ہوگئیں اور میدان جنگ سے باہر نکلنے والوں کے سینے پر نیزے کی انی مارتے ہوئے پکار پکار کر کہتی تھیں تم میدان جنگ سے بھاگ رہے ہو حالانکہ رسول کریم ﷺ یہاں موجود ہیں تمہیں شرمندگی کا احساس نہیں ہوتا کہ رسول کریم ﷺ کو میدان (جنگ) میں چھوڑ کر فرار ہو رہے ہو۔

جب جنگ ختم ہوگئی تو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میدان جنگ میں حالات کا جائزہ لینے کے لیے نکلیں حضور ﷺ نے ان کے بیٹے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ان کو آگے بڑھنے سے روکو اپنے بھائی (حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی لاش کی حالت دیکھ کر صبر نہ کرسکیں گی اور ان کی برداشت ختم ہو جائے گی چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کے پاس آنے سے منع کیا اور عرض کیا امی جان! رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ آگے نہ جائیے یہیں سے واپس چلی جائیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صبر اور حوصلے کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا، بیٹا! تم مجھے کیا ایسی نئی بات بتا رہے ہو جسے میں نہیں جانتی مجھے علم ہے کہ میرے بھائی کو قتل کر دیا گیا ہے اس کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے ہیں اور ہندہ نے جوش انتقام میں اس کا کلیجہ نکال کر چبا لیا ہے لیکن مجھے اس کا کوئی غم نہیں اللہ کی راہ میں یہ کوئی بڑی قربانی نہیں اسلام کو زندہ رکھنے اور دین کی سربلندی کے لیے ضروری ہے کہ موت اور زندگی کے فرق کو دل سے نکال دیا جائے جب تک زندگی موت سے ہم آغوش نہیں ہوگی اسلام کی سربلندی کے لیے طویل اور پرخطر وادیوں کو طے نہیں کیا جاسکے گا اگر میرے بھائی کو قتل کیا گیا ہے تو کوئی بات نہیں۔ یہ اسلام کی سربلندی کے لیے

Marfat.com

ضروری تھا یہ راہ اسلام کی قربانی ہے اسے دیکھ کر میں خوش ہوں گی میرے لیے اس سے زیادہ مسرت کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ میرے بھائی کو اللہ کی راہ میں شہید کر دیا گیا ہے میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ مجاہد خود ہی زندگی سے کنارہ کش ہوتا اور موت کو دعوت دیتا ہے اس پر افسوس کا اظہار کرنا اس کی بہادری کی توہین اور جذبہ جہاد کی اہانت ہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور ﷺ کو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جذبات کے بارے میں بتایا تو حضور ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش دیکھنے کی انہیں اجازت دے دی اپنے پیارے بھائی کی لاش کی حالت دیکھ کر آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے زبان سے کچھ نہ کہا صرف انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر واپس ہو گئیں۔

(تاریخ طبری، تاریخ اسلام جلد اول)

شہدا کرام کے جنازے:

غربت و افلاس کے باعث مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ شہداء کرام کے کفن کے لیے کپڑے بھی پورے نہیں تھے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش پر ڈالنے کے لیے اپنے بیٹے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو چادریں دیں کہ ان میں اپنے ماموں کی تکفین کرنا قریب ہی ایک انصاری کی لاش پڑی تھی حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں شہداء میں ایک ایک چادر تقسیم کر دی اس ایک چادر سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر چھپایا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں چھپائے جاتے تو سر برہنہ ہو جاتا تھا آخر حضور ﷺ نے فرمایا کہ چہرہ اور سر کو چادر سے ڈھانپ دو اور پاؤں پر گھاس ڈال دو! اس طرح حضور ﷺ کے پیارے چچا کا جنازہ تیار ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رونے لگے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم کیوں رو رہے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آج ہمیں یہ استطاعت بھی نہیں کہ آپ ﷺ کے چچا کا سارا بدن کپڑے سے ڈھانپ سکیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، وہ زمانہ آنے والا ہے کہ لوگ مسلمان ایسے مقامات پر متصرف ہوں گے جہاں کھانے پینے اوڑھنے کی چیزوں اور سواریوں کی بہتات ہو گی اور وہاں سے وہ اپنے اہل و عیال کو مدینہ طیبہ سے اپنے پاس آنے کے لیے لکھیں گے۔

Marfat.com

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کفن کے لیے صرف ایک چادر تھی جو اس قدر چھوٹی تھی کہ سر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتے پاؤں چھپاتے تو سر کھل جاتا آخر سر چھپایا گیا اور پاؤں پر گھاس ڈال دی گئی تمام شہداء کو بلا غسل ایک ایک قبر میں دو دو شہداء کو دفن کیا گیا۔

شہدائے احد کی نماز جنازہ کے بارے میں دو روایات ہیں بعض محدثین کا کہنا ہے کہ حضور ﷺ نے پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نماز پڑھائی پھر باری باری ہر شہید کا جنازہ آتا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رکھ دیتے اور نماز جنازہ پڑھتے یہاں تک کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ستر بار نماز جنازہ پڑھی گئی جبکہ آئمہ حنفاء کے نزدیک یہ ہے کہ حضور ﷺ نے نماز ادا نہیں کی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک ہی قبر میں احد کے گنج شہیدوں میں دفن کیا گیا۔

فراغت کے بعد جب مدینہ طیبہ کی طرف چلے تو راستے میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا ملیں ان کو ان کے ماموں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بارے میں بتایا گیا تو انہوں نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا پھر ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے متعلق بتایا انہوں نے انا للہ پڑھ کر دعائے مغفرت کی پھر ان کے شوہر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بارے میں بتایا تو اس خبر کو سن کر بیتاب ہو گئیں اور رونا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ عورت کو خاوند کی محبت زیادہ ہوتی ہے۔

(معارج النبوۃ جلد سوم، تاریخ اسلام جلد اول)

حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاؤں سے لنگڑے تھے غزوہ احد میں حصہ لینے کے لیے بڑے شوق اور جذبے سے آئے لوگوں نے کہا آپ معذور ہیں لنگڑے ہونے کی وجہ سے چلنا دشوار ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیسی بری بات ہے کہ میرے بیٹے تو جنت میں جائیں اور میں رہ جاؤں ان کے چاروں بیٹے غزوہ احد میں شریک تھے ان کی بیوی نے ان کو ابھارنے کے لیے طعنہ کے طور پر کہا کہ میں تو دیکھ رہی ہوں کہ تم لڑائی سے بھاگ کر واپس آگئے

Marfat.com

ہو۔حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر ہتھیار لیئے اور قبلہ کی طرف رُخ کر کے دعا مانگی۔یا اللہ! مجھے میدان جنگ میں اپنے اہل خانہ کی طرف واپس نہ لوٹائیو۔اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔اور اپنی قوم کے منع کرنے کا اور اپنی خواہش کا اظہار کیا۔اور کہا کہ میری خواہش ہے۔میں اپنے لنگڑے پاؤں سے جنت میں چلوں پھروں۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں معذور کیا ہے تو پھر نہ جانے میں کیا حرج ہے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قدر اصرار کیا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو لڑائی میں حصہ لینے کی اجازت عطا فرمادی۔

حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹوں کے ساتھ خوشی خوشی میدان جنگ کی طرف گئے جب ایک اتفاقی غلطی سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور مسلمان منتشر ہو گئے تو حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے حضرت خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر تلوار لہراتے ہوئے مشرکین کی صفوں میں گھس گئے دونوں باپ بیٹے بڑی بے جگری سے لڑے۔حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لڑائی میں دیکھا کہ اکڑتے ہوئے جاتے تھے اور کہتے تھے۔اللہ کی قسم! میں جنت کا مشتاق ہوں ان کا ایک بیٹا بھی ان کے پیچھے دوڑ ہوا جاتا تھا دونوں لڑتے رہے حتیٰ کہ دونوں شہید ہو گئے۔

غزوۂ احد میں حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر نسبتی حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہوئے۔غزوۂ احد میں حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر نسبتی حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہوئے۔حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ حضرت ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب اپنے خاوند بیٹے اور بھائی کی۔شہادت کی خبر سُنی۔تو پوچھا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو خیریت سے ہیں۔جب لوگوں نے بتایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخیریت ہیں۔تو سیدھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ سلامت ہیں۔تو سب مصیبتیں ہیچ ہیں۔

حضرت ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک اونٹ تھا انہوں نے اس پر اتنے خاوند بھائی

Marfat.com

اور بیٹے کی لاشیں لادیں۔ اور دفن کرنے کی غرض سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئیں راستے میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات ہوئی۔ جو چند دوسری خواتین کے ہمراہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حال معلوم کرنے کی۔ غرض سے میدان احد کی طرف آ رہی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خیریت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیریت سے ہیں۔ اور یہ لاشیں میرے بھائی، بیٹے اور خاوند کی ہیں۔ جو لڑائی میں شہید ہو گئے۔

اسی اثناء میں وہ اونٹ زمین پر بیٹھ گیا بڑی دقت سے اس کو مار کر اٹھایا اور مدینہ طیبہ کی طرف لانے کی کوشش کی مگر وہ احد کی طرف منہ کرتا تھا۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا شاید بوجھ زیادہ ہے۔ حضرت ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی اُم المومنین! اس پر تو اس سے زیادہ بوجھ لدا جاتا ہے آخر کار انہوں نے اونٹ کا رُخ میدان احد کی طرف کیا تو اونٹ فوراً چل پڑا۔ حضرت ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا تینوں شہداء کی لاشیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائیں اُس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوسرے شہدا کی لاشیں دفن کرا رہے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کیا ان میں سے کسی نے گھر سے روانہ ہوتے وقت کچھ کہا تھا؟ حضرت ہند نے کہا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے خاوند نے گھر سے چلتے وقت یہ دُعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے شہادت عطا فرمانا اور مجھے نا امید اپنے اہل وعیال میں واپس نہ لوٹانا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بعض بندے کوئی قسم کھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو پورا فرما دیتا ہے عمرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی ایسے ہی بندوں میں سے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ وہ جنت میں چل پھر رہے ہیں اور ان کا لنگڑا پاؤں درست ہو گیا ہے۔

ایک اور روائیت میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں عمرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو جنت میں اپنے لنگڑے پاؤں کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن جموع اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہم کو ایک ہی قبر یں میں دفن کرایا اور احد کے گنج شہداں میں ان کو دفن کیا گیا۔
(مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت اُم سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صبر

میدان احد سے مدینہ طیبہ کی طرف واپس جاتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب قبیلہ بنی اشہل کے قریب پہنچے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت کبشہ بنت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا باہر آئیں اُس وقت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار تھے اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھوڑے کی لگام تھامی ہوئی تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میری والدہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیئے آ رہی ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مرحبا۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت عمرو بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ حضرت اُم سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب آئیں تو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! جب ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ کو صحیح وسلامت پالیا تو پھر ہر مصیبت ہیچ ہے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے ان کے بیٹے حضرت عمرو بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعزیت کی اور فرمایا کہ اے امام سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! تجھے بشارت ہو اور اپنے گھر والوں کو خوشخبری دے کر ان کے مقتولین کے گھر والوں کی شفاعت مقرر ہو گئی حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! جب ان کے انجام اور خوشحالی کے بارے میں علم ہو گیا تو میں خوش ہوں اس بشارت کے بعد یہ تہنیت اور مبارکباد کا موقع ہے تعزیت کا نہیں پھر عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! ان کے پسماندگان کے لیے دعا فرمایئے حضور ﷺ نے دعا کی، یا اللہ! ان کے دلوں کے غم کو دور فرما اور ان کی مصیبتوں کا اجر عطا فرما۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

شہدائے احد کی قبور کی زیارت:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سال شہداء احد کی زیارت کے لیے احد کے مقام پر تشریف لے جاتے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک

Marfat.com

کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی طریقہ اختیار فرمایا۔

حضرت ابی فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول کریم ﷺ شہدائے احد کی قبور کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا، اے میرے پروردگار! تو ہی عبادت کا مستحق ہے بلاشبہ تیرا یہ بندہ اور تیرا رسول گواہ ہے کہ یہ جماعت تیری رضا میں شہید ہوئی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا، جو شخص ان کی زیارت کرتا ہے اور ان کو سلام کرتا ہے تو یہ شہداء کرام ان کو جواب دیں گے اور ایسا قیامت تک ہوتا رہے گا۔

اس ضمن میں حضرت فاطمہ خزاعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک روز میدان احد سے گزر رہی تھی تو میں نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے قریب پہنچ کر کہا، السلام علیك یا عم رسول الله میں نے سلام کے جواب میں سنا و علیك اسلام و رحمته الله و بر کاته۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ حمرۃ الاسد

یہ آٹھ شوال 3ھ کا واقعہ ہے جب اس غزوہ کے لیے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے کر گئے اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ جب مشرکین غزوہ احد کے بعد واپس مکہ مکرمہ لوٹ گئے تو ان کفار کو اپنے واپس چلے آنے پر سخت پشیمانی ہوئی انہوں نے آپس میں کہا کہ ہم نے اس قدر تکلیف اٹھائی اور محمد (ﷺ) کے بڑے بڑے ساتھیوں کو قتل کیا اور ہم اس کام کو مکمل ختم کیے بغیر ہی واپس آ گئے چنانچہ انہوں نے آپس میں فیصلہ کیا کہ فوری طور پر مدینہ منورہ جائیں اور مسلمانوں پر بھرپور حملہ کریں۔ اس بات کی بھرپور تائید عکرمہ بن ابو جہل نے کی جو اس وقت ایمان نہیں لائے تھے ان کا کہنا تھا کہ ہمیں جلد مسلمانوں پر دوبارہ حملہ کر دینا چاہیے تاکہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی قوت حاصل نہ کر لیں۔ لیکن صفوان بن امیہ نے اس بات کی مخالفت کی اس نے کہا کہ ہو سکتا ہے یہ فیصلہ درست ہو لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی اس مصیبت کی وجہ سے جو انہیں پہنچی ہے اب وہ تمہارے ساتھ غضب و انتقام کے جذبے سے مقابلے پر آ جائیں اور پھر اوس و خزرج کے وہ لوگ جو احد میں موجود نہ تھے۔ اب مسلمان ان سب کو جمع کر کے تمہارے مقابلے پر آئیں گے اور اگر انہوں نے زبردست مقابلہ کیا اور وہ غالب آ گئے تو معاملہ الٹ بھی ہو سکتا ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

روانگی کا حکم:

یہ اتوار کا دن تھا اور ابھی کل ہفتہ کے دن ہی مسلمان غزوہ احد سے فارغ ہوئے تھے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قریش کے ارادے کی خبر ہوئی تو دشمنوں پر رعب و دبدبہ ڈالنے کے ارادے سے چاہا کہ ان کو خوفزدہ کریں تاکہ کفار کو معلوم ہو جائے کہ مسلمانوں میں ان کے ساتھ مقابلہ اور جنگ کرنے کی طاقت ہے چنانچہ اس مقصد کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ منادی کریں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ کفار کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے جلدی نکلو اور سوائے ان مسلمانوں کے کوئی دوسرا ہمارے ساتھ جہاد کے لیے باہر نہ نکلے وہ مسلمان جو کہ غزوہ احد میں حاضر تھے۔ غزوہ احد کے شرکاء نے جب یہ اعلان سنا تو دل و جان سے اس حکم پر عمل کرنے کے لیے نکل پڑے اگر چہ یہ زخمی تھے لیکن ان مسلمانوں نے اپنے زخموں کو بالکل پرواہ نہ کی اور ایمان کے جذبے سے سرشار ہو کر نکل پڑے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی غزوہ احد میں زخمی ہو چکے تھے اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھکے ماندے آٹھ شوال کو مجاہدین کے ساتھ دشمن کے مقابلے کے لیے چل پڑے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں اور گھر بار کی نگرانی کے عذر کے سبب غزوہ احد میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ مجھے اس غزوہ میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں آپؐ کے ساتھ رہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اجازت فرما دی ان کے سوا کسی بھی ایسے شخص کو جو غزوہ احد میں حاضر نہ تھا اجازت نہ مل سکی۔ اس کے بعد حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلامی پرچم عطا فرمایا ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا اور پھر مدینہ منورہ سے باہر نکل کر حمرۃ الاسد کے مقام پر پہنچے یہ مقام مدینہ منورہ سے پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر بائیں طرف واقع ہے اور یہاں سے ایک راستہ ذوالحلیفہ کو جاتا ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

کامیاب جنگی حکمت عملی:

حمرۃ الاسد کے مقام پر رات کے وقت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگی حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے حکم فرمایا کہ پانچ سو جگہوں پر آگ جلائی جائے تاکہ دشمن پر اسلامی لشکر کی ہیبت طاری ہو۔ عین اسی دوران معبد بن ابی معبد خزاعی جو کہ ابھی اسلام کی دولت سے فیض یاب نہ ہوئے تھے لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت رکھتے تھے ان کے قبیلہ بنی خزاعہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آپس میں معاہدہ تھا اور بنی خزاعہ کے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

حلیف تھے۔ اتفاق سے اس وقت معبد بن ابی معبد مکہ مکرمہ جا رہے تھے حمرۃ الاسد میں حضور سرور کائنات ﷺ سے مل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوہ احد میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی تعزیت کی اسکے بعد اپنے سفر پر آگے کو روانہ ہو گئے جب وہ ابوسفیان اور مشرکین کے لشکر میں پہنچے تو ابوسفیان نے ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس محمد (ﷺ) کے بارے میں کیا خبر ہے؟ معبد نے اس کو بتایا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ایک بہت بڑے لشکر جرار کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر آئے ہوئے ہیں میں نے ان کو حمرۃ الاسد میں دیکھا ہے مشرکین نے جب یہ سنا تو کہا یہ کیسی خبر ہے جو تم بتا رہے ہو! معبد نے کہا رب کعبہ کی قسم! میں سچ کہتا ہوں میرا خیال ہے اس سے پہلے کہ اس منزل سے کوچ کریں ان کے گھوڑوں کی پیشانیاں تم دیکھ لو گے۔ صفوان نے اپنے ساتھیوں سے کہا جس چیز کا مجھے ڈر تھے وہی ہوا میرا تو مشورہ یہی ہے کہ ہم اس جگہ سے کوچ کر جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان ہم پر غلبہ حاصل کر لیں۔ ان باتوں سے کفار کے دل میں مسلمانوں کی ہیبت بیٹھ گئی اور وہ بڑی تیزی کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑے۔

جب مشرکین مکہ مکرمہ کی طرف واپس لوٹنے کی تیاری کر رہے تھے تو معبد نے اس وقت حضور نبی کریم الصلوٰۃ واسلام کی خدمت اقدس میں ایک قاصد بھیجا اور کفار کے حالات سے آگاہ کیا۔ ادھر ابوسفیان نے بھی راستہ میں ایک جماعت کو جب مدینہ منورہ کی جانب جاتے دیکھا کہ تو ان سے کہا کہ وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ ابوسفیان کہتا ہے کہ ہم تمہارے ساتھ جنگ اور تمہیں تباہ و برباد کرنے کی خاطر پھر تمہاری طرف متوجہ ہوں گے۔ اس جماعت نے مسلمانوں کو جب ابوسفیان کا پیغام پہنچایا تو مسلمانوں نے کہا ''ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا وکیل ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

دو مشرکین کا قتل:

روایات میں آیا ہے کہ حمرۃ الاسد میں قیام کے دوران مسلمانوں نے دو مخالفین کو گرفتار کر کے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پیش کیا ان میں سے ایک ابوغزہ شاعر تھا جو کہ بدر کے قیدیوں میں سے تھا اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شرط پر آزاد فرمایا تھا کہ وہ دوبارہ کبھی مسلمانوں کے مقابلہ پر نہیں آئے گا۔ چونکہ اس نے وعدہ خلافی کی تھی اس لیے

Marfat.com

حضور سرور کائنات ﷺ نے اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا اس شاعر نے بہت آہ وزاری کی مجھ پر دوبارہ احسان کیا جائے اور رہا کر دیا جائے لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، ''مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا''، پھر فرمایا تم مکہ مکرمہ میں جاؤ گے اور وہاں حجر میں بیٹھ کر اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہو گے کہ محمد ﷺ کو میں نے دو مرتبہ دھوکہ دیا۔ اس کے بعد حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اس کو قتل کر دیا، دوسرا شخص جو مسلمانوں نے گرفتار کیا تھا وہ بھی واجب القتل تھا یہ شخص مسلمانوں کو ایذائیں دیا کرتا تھا اس کا نام معاویہ بن مغیرہ تھا اس کو امان دینے کی سفارش حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی تھی چنانچہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اس شرط پر امان دی کہ وہ تین یوم سے زیادہ مدینہ منورہ میں قیام نہ کرے تین دن کے بعد جس مسلمان کو بھی یہ مدینہ منورہ میں مل جائے وہی اس کو قتل کر دے۔ چونکہ اس کی موت مسلمانوں کے ہاتھ سے لکھی جا چکی تھی چنانچہ تین روز گزر گئے اور معاویہ بن مغیرہ مدینہ منورہ میں ہی موجود رہا۔ جب چوتھا دن ہوا تو اسے مسلمانوں کی طرف سے خوف لاحق ہوا وہ اپنی جان بچانے کی غرض سے ایک گوشے میں چھپ گیا۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت عمارہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ وہ معاویہ بن مغیرہ کو قتل کریں چنانچہ حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ گئے اور معاویہ بن مغیرہ کو اس گوشہ سے نکال کر قتل کر دیا۔

(معارج النبوۃ جلد سوم)

مدینہ طیبہ واپسی:

اس مہم میں جنگ کی نوبت نہیں آئی تھی اس لیے آپ ﷺ تین روز حمرۃ الاسد میں قیام کے بعد 13 شوال 3ھ کو واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ بنی نضیر

غزوہ بنی نضیر 4ھ میں پیش آیا اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ غزوہ احد کے چار ماہ بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنو عامر کے لوگوں کے کہنے پر اکتالیس منتخب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو دین اسلام کی تبلیغ کے لیے بیر معونہ بھیجا وہاں پر بنو سلیم نے دھوکے سے کام لیتے ہوئے چالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا صرف ایک صحابی عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ ضمری زندہ بچے وہ واپس آ رہے تھے مدینہ منورہ کے راستے میں ان کی ملاقات بنو عامر کے دو مشرکوں سے ہوئی حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے جوش انتقام میں ان دونوں کو قتل کر دیا انہیں معلوم نہ تھا کہ اس قبیلے کے ساتھ یہودیوں کے قبیلہ بنی نضیر کے واسطے سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عہد و پیمان تھا۔ جب یہ مدینہ منورہ پہنچے اور حضور علیہ السلام کو تمام صورت حال سے مطلع کیا اور بنو عامر کے دو آدمیوں کے قتل کا بھی بتایا تو اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان دو آدمیوں کی دیت ادا کرنے کی غرض سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن معاد رضی اللہ عنہ، حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بنی نضیر کے قبیلہ میں تشریف لے گئے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے پاس پہنچے تو ان سے تعاون کے لیے کہا، بنی نضیر نے جواب دیا اے ابو القاسم! جو آپ چاہتے ہیں اس میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کی جائے گی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر انتظار فرمائیں تا کہ ہم آپ کی ضیافت کر سکیں اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بنو نضیر کے مکانوں کی ایک دیوار کے ساتھ پہلو میں بیٹھے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ساتھی اس مجمع میں بیٹھے تھے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

یہودیوں کی سازش:

اسی اثناء میں حیی بن اخطب یہودی نے ایک سازش کی اس نے یہودیوں سے کہا، اے گروہ یہود! تمہیں اس سے بہتر موقع کبھی حاصل نہیں ہوگا اس مکان کی چھت پر چڑھ کر کون ان پر پتھر پھینکے گا تاکہ ہمیں ان سے نجات مل جائے ان میں سے ایک شخص عمرو بن حجاش بن کعب نے اس پر لبیک کہا اور کہا۔ میں اس کے لیے تیار ہوں۔ ان میں سے سلام بن مشکم نے انہیں۔ اس فعل سے منع کیا۔ اور کہا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اسی وقت آسمان سے آ کر محمد ﷺ کو تمہارے ارادے سے آگاہ کر دیں گے اور اس سے ہمارے لیے بہت بڑی خرابی پیدا ہو سکتی ہے۔

اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کفار کے اس فریب سے آگاہ کیا آپ ﷺ اچانک اس مجلس سے اٹھے اور مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے یہودیوں نے جب اس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مدینہ طیبہ کو جاتے دیکھا تو ان میں سے ایک یہودی کنانہ نے اپنی قوم سے کہا، اے گروہ یہود! کیا تمہیں علم ہے کہ محمد (ﷺ) تمہاری مجلس سے اٹھ کر کیوں گئے ہیں۔ یہودیوں نے اسے کہا کہ ہم تو نہیں جانتے اور تم بھی نہیں جانتے کہ معاملہ کیا ہے۔ کنانہ نے ان کو جواب دیا۔ توریت کی قسم! میں جانتا ہوں خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو تمہارے دھوکے سے خبردار کر دیا ہے اپنے آپ کو فریب نہ دو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں تمہارا خیال تھا کہ آخری نبی حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا اسے اس نعمت سے سرفراز فرما دیا ہم نے توریت میں خاتم الانبیاء کی جو نشانیاں پڑھی ہیں وہ تمام آپ کی ذات پاک میں موجود ہیں اور مجھے اب یہ خیال آتا ہے کہ وہ یقیناً تمہیں جلاوطنی کا حکم فرمائیں گے اس لیے بہتر یہی ہے کہ تم دو کاموں میں سے ایک کام کرو سب سے بہتر اور ٹھیک کام تو یہ ہے کہ تم محمد ﷺ پر ایمان لے آؤ کہ تم جلاوطنی کی سزا سے بچ سکو اس طرح تمہاری اولاد مال بھی محفوظ رہے گا۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کو نہیں چھوڑ سکتے۔ کنانہ نے کہا کہ دوسری بات یہ ہے کہ جب وہ فرمائیں کہ وطن چھوڑ کر باہر چلے جاؤ تو فوراً قبول کر لو تاکہ تم امان میں رہ جاؤ۔ یہودیوں نے کہا کہ ہم جلاوطنی کو اختیار کرتے ہیں۔ (معارج النبوۃ جلد سوم)

Marfat.com

حیی بن اخطب کی دھمکی:

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو بنی نضیر میں چھوڑ کر مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد خود بھی مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حالات دریافت کیے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو حقیقت حال سے مطلع فرمایا کہ یہودیوں نے کیا منصوبہ تیار کیا تھا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہا کو قبیلہ بنی نضیر میں بھیجا اور پیغام دیا کہ اس وطن سے باہر چلے جاؤ کیونکہ تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے تمہیں دس دن کی مہلت ہے دس یوم کے بعد جو شخص اس جگہ پر ملے گا میں اسے قتل کرنے کا حکم دوں گا۔ یہودی جلاوطنی کو قبول کر کے جانے کی تیاری کرنے لگے اچانک انکے پاس مشہور منافق عبداللہ بن ابی سلول کا قاصد پہنچا اس نے کہا کہ تم اپنا وطن مت چھوڑو اور اپنے قلعوں میں قلعہ بند ہو جاؤ اور میرا انتظار کرد میں دو ہزار بہادر اور جنگجو فوج کو ہمراہ لے کر تمہاری مدد کے لیے آ رہا ہوں اور میرے ساتھی بنی قریضہ اپنے حلیفوں کے ساتھ جو کہ بنی غطفان میں ہیں تمہاری مدد کے لیے ہوں گے۔ اس خوش فہمی سے معزور ہو کر حی بن اخطب نے کسی کو پیغام دے کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھیجا کہ ہم اپنے گھر بار چھوڑ کر باہر نہیں جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہیں کر لیں۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

مسلمانوں کی جنگ کیلئے روانگی:

حیی بن اخطب کی اس دھمکی کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو یہودیوں سے جنگ کے لیے تیاری کر لینے اور ان کی طرف چلنے کا حکم دیا۔ مدینہ منورہ میں حضرت ابن ام مکتوم کو نائب مقرر فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اسلامی پرچم عنایت فرمایا اور مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز بنی نضیر کے میدان میں ادا فرمائی جب یہودیوں نے اسلامی لشکر کو دیکھا تو اپنے قلعوں میں بند ہو گئے اس طرح انہوں نے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا اور اندر سے پتھر اور تیر پھینکنے لگے عشاء

Marfat.com

کے وقت تک جنگ ہوتی رہی جب مسلمانوں نے عشاء کی نماز ادا کرلی تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی قیام گاہ میں تشریف لے آئے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کمان میں دیا اس روایت میں اختلاف ہے کہ صبح تک یہودیوں کا محاصرہ کیے رکھا اور تکبیر کہتے رہے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

دشمنوں کا قتل:

روایات میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیمہ بنی خطمہ کے میدان میں تھا یہودیوں کے ایک ماہر تیر انداز غزورا نامی نے ایک زبردست تیر پھینکا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ پاک میں گرا چنانچہ خیمہ پاک کو اس جگہ سے دوسری جگہ پر نصب کر دیا گیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزورا کی اس جرات کو دیکھتے ہوئے اس پر گھات لگائی جب رات ہوئی۔ تو اچانک غزورا اپنے ساتھیوں کے ساتھ ننگی تلوار لیے قلعہ سے باہر آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے سر کو جسم سے الگ کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر غزورا کا سر زمین پر پھینک کر عرض کی یارسول اللہ! یہ اس ملعون کا سر ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ پاک کی جانب تیر پھینکا تھا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اس ملعون کے ساتھی اس قدر نزدیک ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ کچھ لوگ بھیجیں تو ہم ان پر فتح مند ہوں گے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا سات دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بھی ساتھ ہو لیے یہ سب غزورا کے ساتھیوں کے پیچھے بھاگے ان کو قلعہ کے باہر جالیا اور تمام کو قتل کر کے ان کے سر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں لائے (معارج النبوۃ جلد سوم)

درختوں کو کاٹنے کا حکم:

اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابولیلیٰ مازنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ یہودیوں کے درختوں کو کاٹ دیں۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درختوں کو جلا دینے کا حکم فرمایا، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ کمتر قسم کی کھجوریں کے درختوں کو کاٹتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے معلوم ہے کہ عنقریب یہودیوں کی ملکیت کی ہر چیز مسلمانوں کے قبضہ میں آجائے گی۔ اس لیے اچھے درختوں کو چھوڑ دیتا ہوں۔ (سیرت ابن ہشام جلد سوم)

یہودیوں کی جلاوطنی:

چونکہ عبداللہ بن ابی سلول منافق تھا اس نے یہودیوں سے اپنا وعدہ پورا نہ کیا اور ان کی مدد کو نہ آیا۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ یہودیوں نے پریشان ہو کر پکارنا شروع کر دیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم تو فساد سے منع کرتے تھے اور جو فساد کرے اس کی مذمت کرتے تھے اب یہ درخت کا کاٹنا اور ان میں آگ لگانا کیا ہے؟ پھر یہودیوں نے کسی کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں بھیجا اور درخواست کی کہ انہیں جلاوطن کر دیا جائے اور خون نہ بہایا جائے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آج تمہاری درخواست اس شرط پر منظور کی جاتی ہے کہ تم اپنا تمام اسلحہ چھوڑ دو اور جو مال و متاع تم اپنے اونٹوں پر لاد کر لے جا سکتے ہو لے جاؤ۔ یہود اس بات پر راضی ہو گئے اس وقت ان کی حالت یہ تھی کہ کچھ لوگ مکان گرا کر دروازوں کی چوکھٹیں تک اونٹوں پر رکھ کر لے جا رہے تھے کہا جاتا ہے کہ چھ سو اونٹ لاد کر بعض خیبر کی طرف چلے گئے بعض نے شام کا راستہ لیا اور کچھ دوسرے اطراف میں چلے گئے اور ان کے تمام مال و جائیداد پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبضہ تصرف فرمایا، روایات میں آیا ہے کہ بنی نضیر کا اسلحہ پچاس زرہیں۔ تین سو چالیس تلواریں اور پچاس خود تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کو جو چاہتے عطا فرماتے ان کے اموال و اسباب میں سے کچھ مسلمانوں کو بخشا اور ان کی زمینوں اور اموال سے ایک سال کا نان و نفقہ اپنے لیے مقرر فرمایا جو کچھ بچ گیا وہ مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ ہوتا رہا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

مال غنیمت کی تقسیم:

روایات میں آیا ہے کہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے وقت سے غزوہ بنی نضیر تک مہاجرین انصار کے گھروں میں قیام پذیر تھے اور ان کے مابین باہمی اخوت کا رشتہ قائم تھا جب بنی نضیر کے مال کی تقسیم فرمائی گئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار کے جذبہ اخوت کی تعریف

Marfat.com

فرماتے ہوئے مہاجرین کے ساتھ ان کی شفقت کا شکریہ ادا فرمایا اور ارشاد فرمایا اے گروہ انصار! تم چاہتے ہو کہ بنی نضیر کے اموال کو تمہارے درمیان تقسیم کر دوں اور مہاجرین کے الگ گھر متعین کر دوں تا کہ ہر شخص اپنے گھر کا خود کفیل ہو۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس مال کو آپ فقراو مہاجرین میں تقسیم فرما دیں کیونکہ انہوں نے دین کے ساتھ محبت کی وجہ سے اپنا سب کچھ چھوڑ کر ہجرت کی ہے اور یہ پہلے کی طرح ہمارے گھروں میں رہیں گے کیونکہ ہمارے گھروں میں ان کے قدموں کی وجہ سے ہی خیر و برکت ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بات بڑی اچھی معلوم ہوئی اور خوش ہو کر ان کے لیے دعائے خیر فرمائی پھر بنی النضیر کے مال کو مہاجرین میں تقسیم فرما دیا انصار اس تقسیم میں شامل نہ تھے البتہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے افلاس و فقر کی وجہ سے کچھ ان کو بھی دے دیا اور بنی نضیر کے اسلحہ میں سے ایک بہترین تلوار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی۔

اس غزوہ میں پندرہ روز، کے محاصرے کے، بعد یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیے تھے۔ اور مسلمانوں کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تھا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ بدر الموعد

یہ شوال 3ھ کا ذکر ہے کہ احد سے واپس جاتے وقت ابوسفیان نے للکارا کہ آئندہ سال بدر میں مقابلہ ہوگا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارہ سے جواب دیا تھا کہ ہمیں منظور ہے۔ ابوسفیان جنگ کی تیاریاں نہ کرسکا اس نے یہ سوچ کر کہ شرمندگی نہ اٹھانی پڑے ایک چال چلی اتفاق سے ان دنوں مدینہ منورہ سے نعیم بن مسعود اشجعی مکہ مکرمہ آیا ہوا تھا اس نے قریش کو اسلامی لشکر کی تیاری اور سامان جنگ کے بارے میں تمام حالات بتائے۔ ابوسفیان نے نعیم سے کہا کہ غزوہ احد میں ہمارا اور محمد (ﷺ) کا اس قسم کا وعدہ تھا لیکن اس سال سخت قحط ہے اس لیے ہم نہیں چاہتے کہ مسلمانوں پر لشکر کشی کریں اگر تم مدینہ منورہ میں جاکر یہ پراپیگنڈہ کرو کہ اس سال تو قریش کی بہت تیاری ہے اگر مسلمان مقابلے پر نکلے تو نقصان اٹھائیں گے۔ اس طرح ہم شرمندگی سے بچ سکتے ہیں۔ اس کے بدلے میں قریش تمہیں چند تین سالہ اونٹ انعام دیں گے۔ سہیل بن عمرو نے اس بات کی ضمانت دی کہ اونٹ انعام میں ضرور ملیں گے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

نعیم بن مسعود کا پراپیگنڈہ:

اس کے بعد نعیم مدینہ منورہ گیا اور اپنے سر کو اس طرح منڈایا کہ جیسے وہ عمرہ ادا کر کے آیا ہے اس نے مسلمانوں کو مشرکین کے لشکر کی تیاری اور اس کی شان وشوکت کی خبر دی اور ان سے جنگ کرنے سے بہت ڈرایا اور کہا کہ مصلحت اسی میں ہے کہ مدینہ منورہ سے ہرگز باہر نہ نکلا جائے میرا خیال ہے کہ اگر تم نے ان سے مقابلہ کیا تو ایک بھی واپس نہ آئے گا سوائے اس کے کہ جو بھاگ کر اپنی جان بچالے لہٰذا خیریت اسی میں ہے کہ مدینہ منورہ ہی میں رہا جائے۔ مسلمانوں نے نعیم کی باتوں کو سچ سمجھا اور خاموشی اختیار کی یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی اس غزوہ میں نہ نکلے گا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

مجاہدین اسلام کی روانگی:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ باتیں سنیں تو خیال فرمایا کہ کوئی شخص بھی اس غزوہ کو اختیار نہیں کرے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور اس غزوہ میں جانے پر اصرار کیا اچھی اچھی اور پسندیدہ باتیں کیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام انکی باتوں سے بہت خوش ہوئے۔ اور ارشاد فرمایا اس خدا کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے میں جنگ کے لیے جاؤں گا خواہ اس غزوہ میں میرے ساتھ کوئی بھی نہ نکلے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے سنا تو ان کے دلوں میں قوت شوکت پیدا ہوئی شیطان کا وسوسہ ان کے دلوں سے جاتا رہا انہوں نے جنگ کا پکا ارادہ کرلیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں قائم مقام مقرر فرمایا اور 26 شوال 4ھ کو پندرہ سو مجاہدین کی معیت میں بدر کی طرف روانہ ہوئے ایک روایت کے مطابق ابن ہشام نے لکھا ہے کہ ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ ماہ شعبان 4ھ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابوسفیان کی مقرر کردہ میعاد کے مطابق بدر کے لیے روانہ ہوئے۔ ابن ہشام کا کہنا ہے کہ عبداللہ بن عبداللہ ابن ابی سلول انصاری کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر فرمایا۔ (واللہ اعلم) (سیرت ابن ہشام جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

مشرکین کا فرار:

اسلامی لشکر کا پرچم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا اسلامی لشکر میں اس مرتبہ صرف دس گھوڑے تھے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے پاس تجارت کا سامان بہت زیادہ تھا یکم ذی قعدہ کی چاندرات کو مسلمان میدان بدر میں پہنچے آٹھ روز تک وہاں پر قیام کیا اور اپنے سامان تجارت کو پوری قیمت پر فروخت کیا۔ دوسری طرف ابوسفیان دو ہزار کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ سے چلا لیکن ہمت ہار کر مکہ مکرمہ سے سات آٹھ میل کے فاصلے پر واقع ''مرالظہران'' پر پہنچا بعض کا کہنا ہے کہ ظہران کے ایک جانب مقام مجنہ اور ایک روایت کے مطابق مکہ مکرمہ سے دو منزل کے فاصلہ پر مقام عسفان تک پہنچ کر قریش کو خطاب کیا کہ جنگ کے لیے ہریالی اور شادابی کا سال ہی

Marfat.com

تمہارے لیے بہتر رہ سکتا ہے۔اس میں تم اونٹوں کو درختوں کے پتے بھی کھلا سکو گے اور ان کا دودھ بھی پی سکو گے یہ سال تو قحط سالی ہے اس لیے مناسب یہی ہے کہ جنگ نہ کی جائے اس لیے میں تو واپس جارہا ہوں۔تم بھی واپس چلو چنانچہ ابوسفیان اور اس کا لشکر واپس لوٹ گئے۔حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آٹھ دن انتظار کرنے کے بعد 12 یا 13 ذی قعدہ کو مدینہ منورہ واپس پہنچے۔(مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ ذات الرقاع

ابن ہشام نے غزوہ ذات الرقاع کے وقوع پذیر کے سال کو 4ھ بیان کیا ہے جبکہ بعض نے اس کا وقوع پذیر ہونا محرم 5ھ بیان کیا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں اس غزوہ کا ذکر ہجرت کے چھٹے سال میں کرتے ہیں۔

اس غزوہ کو ذات الرقاع کا نام اس لیے دیا گیا تھا کہ اس غزوہ کے موقع پر جھنڈوں میں پیوند لگائے گئے تھے چونکہ رقعہ پیوند کو کہتے ہیں اس کی جمع رقاع ہے چنانچہ ذات الرقاع کے معنی ہیں "پیوندوں والا" بعض کا کہنا ہے کہ جس مقام پر یہ غزوہ ہوا وہاں پر ایک درخت تھا جسے ذات الرقاع کہا جاتا تھا اسی مناسبت سے اس غزوہ کو بھی ذات الرقاع کہا گیا ہے۔ اکثر نے یہ کہا ہے کہ جس پہاڑ پر ڈیرے ڈالے گئے تھے اسے ذات الرقاع کہا جاتا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس غزوہ میں مسلمانوں کے پاؤں پتھروں پر چلنے کے باعث زخمی ہو گئے تھے اور اس بنا پر انہوں نے "رقاع" یعنی کپڑے کے ٹکڑے اپنے پاؤں کے ساتھ باندھے لیے تھے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم۔ زرقانی جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

غزوہ کا سبب:

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ ایک شخص چند بھیڑیں فروخت کرنے کے لیے مدینہ منورہ میں لایا اس نے مسلمانوں کو بتایا کہ انمار اور ثعلبہ نامی قبیلے مسلمانوں کے خلاف جنگی تیاریاں کر رہے ہیں اس اطلاع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ منورہ پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قائم مقام فرمایا بعض کا کہنا ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا اور چار سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ایک روایت کے مطابق سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ سے نکلے ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے غطفان میں واقع ایک گاؤں نخل کے مقام پر ڈیرے ڈالے

Marfat.com

یہاں پر قبیلہ غطفان کی ایک بہت بڑی جمعیت سے واسطہ پڑا اور دونوں فریقین ایک دوسرے کے نزدیک پہنچ گئے مگر جنگ کی نوبت اس لیے پیش نہ آئی کہ اس قبیلہ کے مردوں کی جمعیت پہاڑوں اور ٹیلوں میں قلعہ بند ہوگئی۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

نمازخوف کی ادائیگی:

مسلمانوں نے اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مشرکین اپنی کمین گاہوں سے نکل کر فرصت کو غنیمت جانتے ہوئے اچانک حملہ کردیں کفار کے اموال کو نہ لوٹا اور اس جگہ پر جب نماز کا وقت ہوا تو نماز خوف ادا کی یہ سب سے پہلی نماز خوف تھی جو ادا کی گئی اس کے بعد بغیر لڑے وہاں پر چند روز قیام کرنے کے بعد مسلمان واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اونٹ:

غزوہ ذات الرقاع کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مقام نخل میں میں غزوہ ذات الرقاع کے لیے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنے ایک کمزور اونٹ پر بیٹھ کر گیا میرے ساتھی آگے نکلتے جا رہے تھے اور میں پیچھے ہوتا جا رہا تھا اتنے میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے آلیا اور ارشاد فرمایا اے جابر رضی اللہ عنہ! اے جابر رضی اللہ عنہ! تمہیں کیا ہوگیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے اس اونٹ نے مجھے پیچھے کر دیا ہے۔ فرمایا، اسے بٹھاؤ، میں نے اونٹ کو بٹھا دیا اور خود حضور سرور کائنات ﷺ نے بھی اپنا اونٹ بٹھا دیا پھر فرمایا، اپنے ہاتھ کی یہ چھڑی تو مجھے دینا یا کسی درخت سے ایک چھڑی کاٹ لاؤ۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ آپ ﷺ نے چھڑی اپنے دست مبارک میں لے کر میرے اونٹ کو کئی مرتبہ کونچا پھر فرمایا، اب اس پر سوار ہو جاؤ۔ میں سوار ہو گیا اور اب جو چلے تو قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول برحق بنا کر بھیجا میرا اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناقہ مبارک کے برابر چل رہا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باتیں کرتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابر رضی اللہ عنہ! تم اپنا یہ اونٹ میرے ہاتھ فروخت کرتے ہو! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ صلی اللہ علیہ و

Marfat.com

سلم کو ہبہ کرتا ہوں۔ارشاد فرمایا۔نہیں ایسا نہیں اسے میرے ہاتھ فروخت کردو، میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قیمت لگائیے۔ارشاد فرمایا، میں نے اسے ایک درہم کے عوض لے لیا۔میں نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ ﷺ! اس میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے گھاٹے میں ڈال رہے ہیں۔ارشاد فرمایا، اچھا دو درہم کے عوض میں۔میں نے پھر بھی یہی جواب دیا۔اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونٹ کی قیمت بڑھاتے بڑھاتے ایک اوقیہ (سونا) کردی۔اس کے بعد میں نے عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اس کے لیے رضامند ہیں۔فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اچھا تو پھر یہ اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے اسے لے لیا۔پھر ارشاد فرمایا، اے جابر رضی اللہ عنہ! تم نے شادی کرلی ہے؟ میں نے جواب دیا، یارسول اللہ ﷺ! ہاں، ارشاد فرمایا کنواری سے یا بیاہی ہوئی سے؟ میں نے جواب دیا، شادی تو میں نے بیاہی ہوئی سے کی ہے۔ارشاد فرمایا کیا کوئی لڑکی نہ ملی؟ اس پر میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! غزوہ احد میں میرے والد مارے گئے اور انہوں نے سات لڑکیاں چھوڑیں تو میں نے ایسی عورت سے نکاح کرلیا جو ان لڑکیوں کی مانگ چوٹی کرتی ہے اور ان کی نگرانی رکھتی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نے بہت ٹھیک کیا۔(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

غورث کا حملہ کے لیے آنا:

قبیلہ بنو محارب کا ایک پہلوان غورث جو بہت طاقتور اور بہادر تھا۔اس نے اپنی قوم غطفان اور محارب سے کہا کہ اگر تم لوگ کہو تو میں تمہارے لیے محمد (ﷺ) کو قتل کردوں؟ اس کی قوم کے افراد نے اس سے کہا کہ کیوں نہیں۔لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم ان کو کیسے قتل کروگے؟ اس نے جواب دیا اچانک قتل کردوں گا اس کے بعد غورث رسول کریم ﷺ کی طرف آیا اس وقت آپ ﷺ تشریف فرما تھے اور تلوار آپ ﷺ کی گود مبارک میں تھی غورث نے کہا۔یا محمد (ﷺ) اپنی تلوار دکھائیے رسول کریم ﷺ نے اسے اپنی تلوار پکڑادی غورث نے تلوار لے کر گھمانی شروع کردی اس کا ارادہ تھا کہ آپ ﷺ پر وار کرے اس نے تلوار ہلا ہلا کر حضور ﷺ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کا حوصلہ پست کردیا اور وہ وار نہ کرسکا کہنے لگا۔کیا آپ کو مجھ سے ڈر نہیں لگتا؟ آپ ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا نہیں۔ میں تم سے نہیں ڈرتا۔ پھر غورث نے کہا۔ اس کے باوجود نہیں ڈرتے کہ میرے ہاتھ میں تلوار ہے؟ ارشاد فرمایا نہیں ہرگز نہیں۔ اللہ مجھے بچائے گا۔ اس کے بعد غورث نے تلوار حضور ﷺ کو واپس کر دی۔

جب غورث واپس اپنے ساتھیوں میں پہنچا تو انہوں نے اس سے کہا، تجھے کیا ہو گیا کہ تلوار کھینچ کر محمد (ﷺ) کے سر پر کھڑا رہا اور کام کیے بغیر واپس آ گیا غورث نے جواب دیا کہ میں نے بلند و بالا سفید پوش آدمی کو دیکھا اس نے میرے سینہ پر اس طرح مارا کہ میں پشت کے بل گر پڑا اور تلوار میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی مجھے پتہ چل گیا کہ وہ فرشتہ ہے اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں میں ان پر ایمان لے آیا ہوں اور تم لوگوں سے بھی کہتا ہوں کہ ان پر ایمان لے آؤ۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

ایک صحابی کی جانبازی:

غزوہ ذات الرقاع کے دوران ایک واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ کسی شخص نے ایک مشرک کی بیوی کو قتل کر دیا اس قتل کے وقت اس عورت کا خاوند موجود نہ تھا جب وہ آیا تو اسے سارے واقعہ کا پتہ چلا تو اس نے قسم کھائی کہ وہ اس وقت تک (چین سے) نہیں بیٹھے گا جب تک رسول کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کا خون نہیں بہا لے گا۔ جب حضور ﷺ غزوہ ذات الرقاع سے واپس تشریف لا رہے تھے تو وہ مشرک حضور ﷺ کے پیچھے لگ گیا۔ حضور ﷺ ایک منزل پر قیام فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا، آج کی رات میری پاسبانی کے لیے کون تیار ہے؟ اس پر ایک مہاجر اور ایک انصاری؟ صحابی تیار ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اس گھاٹی کے دہانے پر ٹھہر جاؤ، رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قیام وادی کی گھاٹی میں تھا۔

ابن ہشام کا کہنا ہے کہ ان دو صحابہ کرام میں سے ایک حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے حضرت عبادہ بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

اس کے بعد جب دونوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھاٹی کے دہانے پر جانے کی غرض

Marfat.com

سے نکلے تو انصاری صحابی نے مہاجر صحابی سے پوچھا کہ آپ رات کے کس حصے میں نگرانی کی ذمہ داری لینا چاہتے ہیں پہلے حصے میں یا پچھلے حصے میں، مہاجر صحابی نے جواب دیا کہ رات کے پہلے حصے میں آپ ذمہ داری لے لیں۔ چنانچہ اس بات چیت کے بعد مہاجر صحابی سو گئے اور انصاری صحابی نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے اسی دوران وہ مشرک آدمی آیا اس نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ نگرانی پر مامور ہے اس مشرک نے تیر پھینکا جو انصاری صحابی کو لگا۔ انصاری صحابی نے کھینچ کر نکالا اور نماز پڑھنے میں مشغول رہا۔ اس مشرک نے دوسرا تیر پھینکا وہ بھی انصاری کو لگا انہوں نے اسے بھی کھینچ کر نکال دیا اور نماز پڑھتے رہے۔ تیسری مرتبہ پھینکا گیا تیر بھی انصاری صحابی کے جسم میں پیوست ہوا انہوں نے اس تیر کو بھی کھینچ کر نکال دیا۔ اور مسلسل نماز پڑھنے میں مشغول رہے۔

اسی اثناء میں نماز مکمل کر لی تو اپنے ساتھی کو جگا کر کہا کہ اٹھو میں زخمی ہو گیا ہوں۔ مہاجر صحابی فوراً ان کے پاس پہنچے اس مشرک نے جب دونوں کو دیکھا تو اسے پتہ چل گیا کہ کوئی اور بھی جاگ گیا ہے اس لیے اس نے راہ فرار اختیار کی۔ مہاجر صحابی نے انصاری صحابی کو خون میں لت پت دیکھا تو کہا سبحان اللہ! جب تمہیں پہلا تیر لگا تو تم نے مجھے کیوں نہیں جگایا؟ انہوں نے جواب دیا۔ میں ایک سورۃ پڑھتے میں مصروف تھا اور یہ مجھے اچھا نہ لگا کہ اسے ختم کرنے سے پہلے ہی درمیان میں چھوڑ دوں۔ جب اس (مشرک) نے مسلسل تیر اندازی شروع کر دی تو میں نے نماز مکمل کرتے ہی تمہیں جگا دیا۔ اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ نگرانی اور حفاظت کی ذمہ داری مجھ پر رسول کریم ﷺ نے ڈالی ہے۔ کہیں کوئی غفلت نہ ہو جائے تو میں سورۃ ختم کرنے سے پہلے کبھی نہ اٹھتا خواہ میری جان ہی پر بن جاتی۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

مدینہ منورہ کی طرف واپسی:

رسول کریم ﷺ جب غزوہ ذات الرقاع سے فراغت کے بعد مدینہ طیبہ کی طرف واپس تشریف لا رہے تھے تو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے اثنائے راہ میں حضور ﷺ نے ان سے ان کا اونٹ ایک اوقیہ سونے کے عوض خرید لیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ واپسی پر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اب ہم لوگ (مدینہ طیبہ سے تقریباً پانچ

Marfat.com

کلومیٹر کے فاصلے پر) مقام صرار پر پہنچیں گے تو اونٹ ذبح کرنے کے لیے کہیں گے اور ایک روز وہاں قیام کریں گے اور جب وہ (حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی) سنے گی تو مہمان نوازی کے لیے تکیئے فراہم کرے گی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! ہمارے گھر میں تکیے نہیں ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہو جائیں گے۔ تم جب گھر پہنچو۔ تو ہوشیاری سے کام کرنا چنانچہ جب ہم لوگ صرار پہنچے تو رسول کریم ﷺ نے حکم دیا اور اونٹ ذبح کردیا گیا اور ہم نے وہاں پر ایک روز قیام کیا۔ فرماتے ہیں کہ پھر جب شام ہوئی تو رسول کریم ﷺ (مسجد میں) تشریف لے گئے اور میں اپنے گھر چلا گیا اور اپنی بیوی کو سارا واقعہ سنایا۔ اور حضور ﷺ نے جو فرمایا تھا۔ وہ بھی بتایا اس پر میری بیوی نے کہا۔ کہ اب تمہیں بھی اطاعت وفرما نبرداری سے کام لینا چاہیے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں ایک اونٹ لے کر مسجد کے دروازے پر پہنچا اور اسے وہاں پر بیٹھا دیا خود میں مسجد میں جا کر حضور ﷺ کے پاس جا بیٹھا۔ آپ ﷺ باہر نکلے اور اونٹ کو دیکھ کر دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ نہ اونٹ حضرت جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لے کر آئے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہاں ہیں؟ اس پر مجھے بلایا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، بھتیجے یہ اپنا اونٹ لے جاؤ یہ تمہارا ہی ہے۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ساتھ لے جاؤ اور اسے ایک اوقیہ (سونا) دے دو، میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ گیا اور انہوں نے مجھے ایک اوقیہ (سونا) دیا بلکہ کچھ زیادہ ہی دے دیا۔ اللہ کی قسم! یہ اوقیہ (سونا) میرے پاس برابر بڑھتا رہا اور میرے گھر میں رہا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ دومتہ الجندل

ہجرت کے پانچویں سال غزوہ دومتہ الجندل پیش آیا کہا جاتا ہے کہ دومتہ الجندل ایک پہاڑ ہے جہاں سے کوفہ دس منزل کے فاصلے پر اور دمشق بھی دس منازل پر ہے بعض کا کہنا ہے کہ دومتہ الجندل ایک قلعہ ہے جس کی بنیاد پتھر پر رکھی گئی ہے اور اس جگہ کی پیداوار کھجور اور جو ہیں بعض یہ بتاتے ہیں کہ دومتہ الجندل ایک شہر ہے اسکے اور دمشق کے مابین پانچ راتوں کی مسافت جتنا فاصلہ ہے۔اور مدینہ طیبہ سے پندرہ یا سولہ راتوں کی مسافت ہے۔

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر دی گئی کہ دومتہ الجندل کا نصرانی حاکم اکیدر مسلمانوں کے تجارتی قافلوں کو بہت پریشان کرتا ہے اور تکلیف پہنچاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع بھی ملی کہ اکیدر بن مالک جو کہ قیصر کے زیر فرمان ہے اس نے بہت سی فوج جمع کر لی ہے تاکہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ وقتال کرے چنانچہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی سرکوبی کے لیے ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا جیش تیار کیا مدینہ منورہ میں حضرت سباع بن عرفطہ انصاری کو اپنا نائب مقرر کیا اور 25 ربیع الاول 5ھ کو مدینہ طیبہ سے نکلے آپ ﷺ نے راستہ بتانے کے لیے ایک راہبر کا تعین بھی کیا تاکہ مسافت جلد طے ہو اور سرکشوں کے قلع قمع کے لیے جلد پہنچا جائے۔رات کو سفر کرتے اور دن کو راستہ سے ایک طرف ہو جاتے اور قیام کرتے جب ایک دن کا سفر رہ گیا تو راہبر نے عرض کیا کہ دشمنوں کے مویشی قریب ہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے مویشی اور سامان ضبط کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ مسلمانوں نے ان کے جانور اور سامان اپنے قبضہ میں کر لیا مویشی چرانے والے اور سامان کے محافظوں نے جب مسلمانوں کو دیکھا تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ادھر ادھر بھاگ کر منتشر ہو گئے اور دوڑتے ہوئے قلعہ دومتہ الجندل کے باشندوں کو خبر پہنچائی لیکن کوئی بھی مسلمانوں کے مقابلے

Marfat.com

نہ آیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں پر کئی دن قیام فرمایا دشمنوں کی طرف سے کوئی شخص سامنے نہ آیا اس قیام کے دوران حضور ﷺ نے اطراف میں چھوٹے چھوٹے لشکر بھی روانہ فرمائے اور وہ ہر طرف پھیل گئے لیکن کسی کو نہ پایا البتہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہا نے مخالفین کے ایک شخص کو گرفتار کر کے بارگاہ نبوی میں پیش کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے اس کی قوم کی خبر پوچھی اس نے کہا کہ جب انہوں نے مسلمانوں کے اس طرف متوجہ ہونے کی خبر سنی تو گھروں کو چھوڑ کر تیزی سے بھاگ گئے۔ پھر وہ شخص ایمان لے آیا۔ چند یوم قیام کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ صحیح وسالم اور مال غنیمت کے ساتھ واپس ہوئے اور 20 ربیع الاول آخر کو مدینہ منورہ واپس پہنچ گئے۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ بنی المصطلق

یہ غزوہ ہجرت کے پانچویں سال پیش آیا تھا اس غزوہ کو غزوہ مریسیع بھی کہتے ہیں۔ مریسیع ایک کنویں کا نام ہے جہاں بنی المصطلق ٹھہرتے تھے یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان بنی خزاعہ کا کنواں تھا۔ اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر ملی کہ قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ بنی مصطلق نے مدینہ منورہ پر حملہ کی تیاری کی ہے اس حملہ کی تیاری اس قبیلہ کے سردار حارث بن ابی ضرار نے کی تھی جس نے بعض عرب قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر جنگ کے لیے لشکر فراہم کرنے کے وعدہ پر مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاری شروع کر دی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خبر کی تحقیق کے لیے مشہور صحابی حضرت بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرکین کی طرف بھیجا حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ مخالفین کے پاس گئے اور جنگی حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے کفار کو اپنا راز دان بنا کر کہا کہ میں نے سنا ہے تم محمد ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہو اگر واقعی یہ بات سچ ہے تو میں اس معاملہ میں تمہاری مدد کروں گا بنی مصطلق نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کیا اور بڑی عزت سے پیش آئے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ہمارا جنگ کرنے کا پکا ارادہ ہے اس پر حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اگر واقعی ایسی بات ہے تو پھر مجھے اجازت دو تا کہ میں جا کر اپنے ساتھیوں کو تیار کر کے واپس آسکوں چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اس بہانہ سے ان کے درمیان سے نکلے اور جو کچھ کفار کے حالات معلوم کیے تھے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پہنچ کر بیان فرما دیئے اس کے بعد حضور سرور کائنات ﷺ نے لشکر اسلام کو جمع فرمایا انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا ایک روایت کے مطابق

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا۔ (زرقانی جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد سوم)

دشمنوں پر رعب:

اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلامی لشکر میں مقدمتہ الجیش پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میمنہ پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور میسرہ پر حضرت عکاشہ بن محصن کو مقرر فرمایا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ (یہ روایت قوی ہے) اسلامی لشکر میں بیس گھوڑے انصار کے اور تیس گھوڑے مہاجرین کے تھے۔ اس سفر میں بعض منافقین بھی مال غنیمت کی لالچ میں مسلمانوں کے ساتھ ہولیے تھے۔ دشمن کے ایک جاسوس کو گرفتار کر کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دھمکانے پر جاسوس نے اعتراف کیا کہ اسے بنی مصطلق کے سردار نے اسلامی لشکر کی جاسوسی کے لیے بھیجا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جاسوس کو پکڑ کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں لے گئے اور تمام حال عرض کیا۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے اس کافر کے سامنے کلمہ اسلام پیش کیا اس بدقسمت نے اسلام قبول کرنے انکار کر دیا چنانچہ اسے تلوار کے ایک وار سے قتل کر دیا گیا۔ دشمنوں کو جب اپنے جاسوس کی ہلاکت کی خبر پہنچی تو ان پر مسلمانوں کا رعب و دبدبہ طاری ہو گیا بہت سے لوگ جو ادھر ادھر سے آ کر حارث بن ضرار کے پاس جمع ہو گئے تھے آہستہ آہستہ فرار ہونا شروع ہو گئے اور ان میں سے ہر ایک بھاگ کر اپنی قیام گاہ پر پہنچ گیا۔ حارث بن ضرار کے ساتھ صرف بنی مصطلق کے لوگ رہ گئے۔ (معارج النبوۃ جلد سوم)

مشرکین کی شکست:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مریسیع کے نزدیک پہنچ کر قیام فرمایا اس سفر میں امہات المومنین میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ساتھ تھیں۔ دشمنوں نے اپنے لشکر کو ترتیب دے کر اپنا جھنڈا الگ ایک شخص صفوان کے سپرد کیا اور پھر یہ لشکر مسلمانوں کے مقابلے کے لیے سامنے آیا۔ اسلامی لشکر تیار تھا دونوں جانب سے صفیں درست ہو گئیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

کو حکم دیا کہ کفار کی طرف دین اسلام کی دعوت دو اگر وہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دیں تو ان کا خون اور اموال محفوظ رہیں گے۔

کفار نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اس پر حضور سرور کائنات ﷺ کے اشارہ پر مسلمانوں نے ایک دم بھرپور حملہ کر دیا۔ اس حملہ کے وقت حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو قتل کر دیا جس نے کفار کا جھنڈا تھاما ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ساتھ مسلمانوں کی امداد فرمائی اور ان کے دل میں خوف و دہشت پیدا کر دی یہاں تک کہ مشرکین کو شکست ہو گئی۔
بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار پر ان کی غفلت کی حالت میں حملہ کا حکم فرمایا جبکہ وہ جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔

روایات میں آتا ہے کہ جب جنگ ختم ہوئی تو بنی مصطلق کا ایک شخص حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا پھر اس نے کہا کہ اس جنگ میں ہم نے ابلق گھوڑوں پر سوار سفید پوشوں کو دیکھا جو اسلامی فوج کے شانہ بشانہ لڑ رہے تھے۔ اور ہم نے ان جیسے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے۔

اس غزوہ میں دشمن نے ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن وہ مجاہدین اسلام کے حملے کی تاب نہ لا سکے دس مشرکین ہلاک ہوئے جبکہ ایک صحابی شہید ہوئے چھ سو کفار گرفتار ہوئے ان میں قبیلہ کے سردار کی صاحبزادی جویریہ بھی تھیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی خواہش پر ان کو آزاد کر کے نکاح کر لیا اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے دوسرے قیدی بھی آزاد کر دیے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس غزوہ کے لیئے 2 شعبان 5ھ کو مریسیع کی جانب روانہ ہوئے اور 20 شعبان 5ھ کو مدینہ منورہ میں واپس تشریف لائے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

عبداللہ بن ابی کی منافقت:

بنی مصطلق کی شکست کے بعد اسلامی لشکر مریسیع سے متصل بستی میں چند دنوں کے لیے ٹھہر گیا اس جگہ پر قیام کے دوران پانی لینے پر ایک مہاجر حضرت جہجاہ بن مسعود غفاری رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ اور ایک انصاری حضرت سنان بن وبرا الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپس میں جھگڑا کرتے ہوئے گتھم گتھا ہو گئے جھگڑے کے دوران حضرت جہجاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لات ماری، انصار کے نزدیک کسی سے لات کھانا بڑی بے عزتی کی بات تھی چنانچہ حضرت سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصار کو اپنی مدد کے لیے پکارا اور جہجاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ دیکھا کہ کہیں انصار اس پر تشدد نہ کریں مہاجرین کو اپنی مدد کے لیے بلانا شروع کر دیا۔ اس موقع پر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بھی موجود تھا اس نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کی اور انصار کو اشتعال دلاتے ہوئے سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کے لیے اکسایا، دوسری طرف سے کچھ مہاجرین بھی تلواریں لے کر نکل آئے اس طرح انصار و مہاجرین جھگڑا ہونے کا امکان پیدا ہو گیا۔ حضور ﷺ اپنے خیمہ میں موجود تھے شور وغل کی آواز سن کر باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ کیسی جاہلیت کی دہائی ہے تم لوگ کہاں اور جاہلیت کی دہائی کیسی؟ اسے چھوڑ و یہ بہت بُری چیز ہے۔

رسول کریم ﷺ کا ارشاد سن کر دونوں طرف کے کچھ لوگ آگے بڑھے اور انہوں نے حضرت سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جہجاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان صلح کرا دی۔ اس صلح سے عبداللہ بن ابی اور دیگر منافقین کو بڑی ناگواری ہوئی وہ سب آپس میں ایک جگہ پر بیٹھ کر گفتگو کرنے لگے عبداللہ بن ابی ان سے کہا، یہ سب کچھ تمہارا اپنا ہی کیا دھرا ہے اگر تم مہاجرین کی امداد بند کر دو تو وہ تنگ آ کر خود ہی مدینہ چھوڑ دیں گے۔ خدا کی قسم! مدینہ واپس جا کر ہم میں سے جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو شہر سے نکال دے گا۔

ان لوگوں کی اس گفتگو کو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سن رہے تھے جو نو جوان اور کم عمر تھے عبداللہ بن ابی کی بات سن کر ان کو بہت غصہ آیا فوری طور پر اپنے چچا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے اور ان کو ساری بات بتائی وہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو یہ واقعہ بتایا۔ حضور ﷺ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوا کر دریافت کیا تو انہوں نے عبداللہ بن ابی کی کہی ہوئی جو بات سنی تھی بتا دی حضور ﷺ نے فرمایا، شاید تم عبداللہ بن ابی سے ناراض ہو ہو سکتا ہے کہ تم سے سننے میں کچھ غلطی ہو گئی ہو

Marfat.com

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھا کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے واقعی یہ باتیں عبداللہ بن ابی کے منہ سے سنی ہیں۔

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کو بلا کر پوچھا کہ کیا تم نے یہ باتیں کہی ہیں؟ اس نے صاف انکار کر دیا۔ اور قسمیں کھا کر کہنے لگا کہ میں نے ہرگز ایسی باتیں نہیں کیں یہ لڑکا جھوٹ بولتا ہے انصار کی ایک جماعت نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرزنش کرتے ہوئے کہا کہ تم نے ایک قوم کے سردار پر جھوٹ باندھا ہے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رنجیدہ ہو گئے اور دل گرفتہ ہو کر اپنی قیام گاہ پر جا کر بیٹھ گئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عبداللہ بن ابی کی اس حرکت پر بہت غصہ آیا چنانچہ رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ اجازت دیں تو میں اس منافق کا سر اڑا دوں اور اگر آپ یہ مناسب نہ سمجھیں تو انصار میں سے حضرت سعد حضرت معاذ بن جبل حضرت عباد بن بشر یا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیں کہ وہ اس کو قتل کر دیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا نہیں ایسا مت کرو لوگ کہیں گے کہ محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں کو قتل کراتے ہیں بلکہ تم لوگوں سے کہو کہ وہ یہاں سے کوچ کریں۔ سخت گرمی کے باوجود حضور ﷺ کے حکم پر سب لوگوں نے کوچ کی تیاری کی حضور ﷺ کے کوچ کرنے کا مقصد یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم منافقین کے بارے میں سوچ و بچار نہ کر سکیں اور اس گفتگو میں نہ پڑیں۔

اس موقع پر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا وجہ ہے کہ آپ نے اتنی شدید گرمی میں کوچ کا حکم فرمایا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا تم نے وہ بات نہیں سنی جو تمہارے ساتھی یعنی عبداللہ بن ابی نے کہی ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس نے کیا کہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا عبداللہ بن ابی نے کہا ہے کہ جب میں مدینہ جاؤں گا تو عزیز ترین شخص کو ذلیل ترین کر کے نکال دوں گا۔ حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ چاہیں تو ہم اسے مدینہ طیبہ سے نکال دیں کیونکہ عزت والے آپ ہیں اور ذلیل وہ ملعون ہے اور عزت اللہ کے لیے ہے اور اس کے رسول کے لیے ہے اور مسلمانوں کے لیے ہے۔ اس کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

!اس کے ساتھ نرمی و مدارات فرمائیے کیونکہ آپ کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے قبل مدینہ طیبہ کے لوگوں نے متفقہ طور پر مدینہ منورہ کی حکمرانی اس کے حوالے کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا اور اس کے لیے جواہرات اور موتیوں سے آراستہ ایک تاج بھی تیار کرلیا گیا تھا اس تاج میں بیش قیمت موتی لگائے گئے تھے اسی اثناء میں آپ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لے آئے اور اس کی تاجپوشی نہ ہوسکی اس لیے وہ بے صبری بے چارگی اور حسد کی وجہ سے اس طرح کی بے ہودہ باتیں کرتا ہے۔

مروی ہے کہ بعض انصار نے عبداللہ بن ابی سے کہا کہ اگر تم نے ایسی بات کہی ہے تو چل کر حضور ﷺ سے معافی مانگ لے اور اگر نہیں کہا ہے تو انکار کردے اور قسم کھالے مگر خبردار جھوٹ نہ کہنا کیونکہ تیری مذمت میں قرآن نازل ہوجائے گا۔ اس پر اس بدبخت، منافق نے حضور ﷺ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی کہی ہوئی بات کا انکار کردیا پھر رسول کریم ﷺ پر سورۃ منافقون نازل ہوئی۔ جس میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی گئی اور منافقین کی منافقت کا پول کھول کر بیان کیا گیا حضور ﷺ نے! اسی وقت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایا اور ان کے سامنے سوۃ منافقون کی آیات مبارکہ پڑھیں اور پھر ہنستے ہوئے ان کا کان پکڑ کر فرمایا، لڑکے کا کان سچا تھا اللہ تعالیٰ نے خود اس کی تصدیق فرمادی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

عبداللہ بن ابی کی بے بسی:

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عاشق رسول اور جانثار صحابی تھے وہ بھی اپنے باپ کی اس حرکت پر نالاں تھے چنانچہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے باپ نے آپ کو ذلیل کہا۔ اللہ کی قسم! وہ خود ذلیل ہے اگر آپ میرے باپ کو قتل کرنا چاہیں تو اس کام پر مجھے مامور فرمائیے اللہ کی قسم! آپ کے مجلس سے اٹھنے سے پہلے اس کے سر کو آپ کی خدمت میں حاضر کردوں گا۔ خدا کی قسم! خزرج کے لوگ جانتے ہیں کہ میں اپنے باپ کا بہت زیادہ خدمت گار رہوں بڑی مدت سے وہ میرے بغیر کسی دوسرے کے ہاتھ سے کھانا نہیں کھاتا مجھے خوف ہے کہ اگر کوئی دوسرا اسے قتل کرے گا اور اس کے بعد میں نے اسے دیکھا تو میرا نفس مجھے اس سے انتقام اور بدلہ لینے پر ابھارے گا جس سے میری آخرت برباد ہوجائے۔

Marfat.com

رسول کریم ﷺ نے فرمایا، میں نے تیرے باپ کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی کسی شخص کو اسے قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے بعد جب لشکر اسلام مدینہ طیبہ کی طرف واپس ہوا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار نکال کر اپنے باپ کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے اور کہا "تم اقرار کرو کہ ذلیل ہوں اور محمد ﷺ عزت والے ہیں ورنہ اللہ کی قسم! میں تجھے اس وقت تک شہر میں داخل نہیں ہونے دوں گا جب تک رسول کریم ﷺ اجازت نہ فرمائیں کیونکہ بنی آدم میں سب سے زیادہ عزت والے وہ ہیں اور سب سے زیادہ ذلیل تو ہے۔

ابن ابی اپنے بیٹے کے آگے بے بس ہو گیا اور بے بسی کی حالت میں چلانے لگا کہ دیکھو میرا بیٹا ہی مجھے مدینہ میں داخل ہونے سے روک رہا ہے۔

رسول کریم ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہلا بھیجا کہ اپنے باپ کو گھر آنے دو یہ جب تک ہم میں موجود ہیں۔ ہم ان سے اچھا سلوک ہی کریں گے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل کی اور باپ کا راستہ چھوڑ دیا۔

(اسد الغابہ، مدارج جلد دوم)

واقعہ افک:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ غزوہ بنی معطلق سے فارغ ہونے کے بعد واپسی پر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رات کا کچھ حصہ ایک مقام پر قیام فرمایا اور پھر یہاں سے روانگی کا اعلان فرمایا، میں روانگی کے لیے رفع حاجت کے لیے نکلی ہوئی تھی میرے گلے میں ظفار کا ہار تھا جو گر گیا تھا جب میں کجاوے میں واپس آئی تو ہار ٹٹولنے لگی۔ لیکن وہ غائب تھا چنانچہ میں پھر واپس قضائے حاجت والی جگہ پر آئی اور ہار تلاش کرنے لگی۔ مجھے وہ ہار مل گیا (مگر) اس دوران میرا ہووج کجاوے پر کس دیا گیا تھا اور لشکر روانہ ہو چکا تھا۔ میرا وزن اتنا ہلکا تھا کہ ہووج اٹھانے والوں کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ میں ہووج میں موجود نہیں ہوں۔

لشکر گاہ میں جب واپس آئی تو یہاں پر کوئی نہیں تھا سب جا چکے تھے میں اپنی چادر میں لپٹی اس جگہ لیٹ گئی میں نے خیال کیا کہ جب میری تلاش ہو گی تو یہیں لوٹ کر آئیں گے۔ میں لیٹی ہوئی تھی کہ حضرت صفوان بن مصطل سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر اس طرف سے ہوا (جو اس کام

Marfat.com

پر مامور تھے کہ لشکر کے پیچھے پیچھے چلیں اور کسی کی کوئی چیز اتفاقاً گر جائے تو اسے اٹھا کر مالک تک پہنچائیں) انہوں نے پردہ کا حکم عائد ہونے سے پہلے مجھے دیکھا ہوا تھا اب جو مجھے دیکھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کس وجہ سے پیچھے رہ گئی ہیں خدا تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے۔

میں نے ان سے کوئی بات نہ کی پھر انہوں نے اپنا اونٹ میرے نزدیک کر کے کہا، اس پر تشریف فرما ہو جائیں اور خود پیچھے ہٹ گئے۔ میں بیٹھ گئی۔ انہوں نے اونٹ کا سر پکڑ کر کھڑا کیا اور جلدی جلدی لے کر چل پڑے تاکہ لشکر کو پکڑ سکیں۔ لیکن ہم لشکر کو نہ پکڑ سکے اور نہ ہی کسی نے مجھے تلاش کیا۔ اب صبح ہو چکی تھی اور لوگ پہنچ کر ٹھہر چکے تھے اس کے بعد حضرت صفوان رضی اللہ عنہ مجھے لے کر پہنچ گئے۔ لشکر میں کھلبلی مچ گئی اور خدائے پاک قسم! مجھے کچھ معلوم نہ ہوا کہ معاملہ کی صورت کیا ہے مدینہ طیبہ پہنچتے ہی میں شدید بیمار ہو گئی۔ مجھ کچھ معلوم نہ تھا۔ جبکہ حضور سرور کائنات ﷺ اور میرے والدین کو تمام واقعہ معلوم ہو چکا تھا مگر یہ لوگ مجھ سے کچھ بھی اس بارے میں تذکرہ نہ کرتے تھے۔ البتہ میں نے یہ ضرور محسوس کیا کہ نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رخ انور کچھ بدلہ ہوا سا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہلے جیسا لطف وکرم کا برتاو بھی نہیں فرما رہے حالانکہ اس سے قبل جب کبھی میں بیمار ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر لطف وعنایت فرماتے تھے۔ لیکن میری اس سخت بیماری میں بھی آپ ﷺ نے لطف وعنایت کا اظہار نہ فرمایا تو مجھے کچھ عجیب سا معلوم ہوا۔ (طبری۔ مدارج النبوۃ جلد سوم)

ام المومنین کا غمزدہ ہونا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ میری والدہ محترمہ میری تیمارداری کے لیے موجود تھیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب میرے پاس تشریف لاتے۔ تو ارشاد فرماتے یہ کیسی ہیں؟ اس سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہ فرماتے اب میں دل ہی دل میں غمگین رہنے لگی آخر کار آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کی یا رسول ﷺ! اگر مجھے اجازت مرحمت فرماتے تو میں اپنی والدہ محترمہ کے گھر چلی جاتی اور وہ میری تیماداری کرتیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا، تمہاری مرضی، چنانچہ میں اپنی والدہ کے گھر چلی آئی مجھے ابھی تک اس بارے میں صحیح صورت حال کا علم نہ ہوا تھا۔ یہاں تک کہ رنج وغم کی

Marfat.com

کیفیت سے میری کمزوری زیادہ ہوگئی جب بیس سے کچھ اوپر راتیں گزر گئیں تو میں رفع حاجت کے لیے نکلی میرے ساتھ اُم مسطح بنت ابورہم بھی تھیں۔ انہوں نے راستے میں مجھے بتایا کہ اہل افک نے کیا کیا کہا ہے۔

اللہ کی قسم! میں اسی وقت جلدی سے واپس ہوئی اور مسلسل روتی رہی پھر مجھے ایسے محسوس ہوا کہ جیسے میرا جگر پھٹ جائے گا۔ میں نے اپنی والدہ محترمہ سے کہا، اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے لوگوں نے اتنی باتیں کہہ ڈالیں اور آپ نے مجھ سے ذرہ برابر بھی اس کا تذکرہ نہیں فرمایا، اس پر میری والدہ محترمہ فرمانے لگیں بیٹی! اپنا دل برا نہ کر، اپنے آپ کو سنبھال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مزید فرماتی ہیں کہ مجھے ابھی اس واقعہ کا علم نہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ لوگوں کے سامنے خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا۔

> ''لوگو! ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو مجھے اہل خانہ کے بارے میں تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ ان کی جانب غلط باتیں منسوب کر رہے ہیں۔ اللہ پاک کی قسم میں نے ان میں نیکی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا اور جس شخص کے متعلق یہ الزام لگاتے ہیں اس میں بھی میں نے ہمیشہ نیکی ہی دیکھی ہے وہ جب بھی کبھی میرے بیت میں داخل ہوتا ہے تو میرے ساتھ داخل ہوتا ہے۔

(معارج النبوۃ جلد سوم)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی گفتگو:

حضور سید عالم ﷺ کی تقریر کے بعد حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! اگر یہ لوگ قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے ہیں تو ہم ان کے لیے کافی ہیں اور اگر ان کا تعلق خزرجی بھائیوں سے ہے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا حکم سنائیے۔ اللہ کی قسم! یہ اس بات کے لائق ہیں کہ ان کی گردنیں اڑا دی جائیں یہ سن کر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے اللہ کی قسم! تم نے یہ بات صرف اس وجہ سے کی ہے کہ تمہیں علم ہے کہ یہ لوگ قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں اگر یہ لوگ قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے ہوتے تو تم یہ بات ہرگز نہ کہتے حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اللہ کی قسم اتم جھوٹ بولتے ہو! تم منافق ہو اور منافقوں کی

Marfat.com

جانب سے لڑ رہے ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی کہ قریب تھا کہ اس بات سے دونوں قبائل کے درمیان جھگڑے کی آگ بھڑک اٹھتی۔ مگر حضور سید عالم ﷺ درمیان میں آ گئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس معاملہ کو رفع دفع کر دیا اس واقعہ کو ہوا دینے میں سب سے بڑا ہاتھ منافق عبداللہ بن ابی کا تھا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے اس معاملے میں مشورہ کے طالب ہوئے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری بہت تعریف کی اور خیر کے کلمات کہے پھر کہنے لگے کہ آپ ﷺ اپنے اہل خانہ کے بارے میں خود ہی سمجھتے ہیں کہ ان میں خیر کے علاوہ کچھ بھی نہیں اور یہ جو کچھ کہا گیا ہے سب جھوٹ ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

وحی کا نزول:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں۔ کہ اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس تشریف لائے اس وقت میرے والدین بھی موجود تھے۔ اور ایک انصاری عورت بھی موجود تھی۔ میں رو رہی تھی اور میرے ساتھ وہ انصاری عورت بھی رو رہی تھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آکر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کے بعد ارشاد فرمایا، تمہیں لوگوں کی چہ میگوئیاں کا علم ہو چکا ہے پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مزید فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم احضور سرور کائنات ﷺ نے ابھی یہ بات ختم بھی نہیں کی تھی کہ میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ میں نے اپنے ماں باپ کی طرف دیکھا کہ وہ میری طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواب دیں گے۔ لیکن انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔

میں اپنی نظروں میں خود کو سب سے زیادہ حقیر خیال کر رہی تھی اور اس لحاظ سے بھی اپنے آپ کو سب سے زیادہ کمتر خیال کرتی تھی کہ میرے بارے میں قرآن پاک کی آیات کریمہ نازل ہو سکیں گی جو تلاوت کی جائیں گی۔ البتہ مجھے یہ امید ضرور تھی کہ حضور سرور کائنات ﷺ خواب میں کوئی چیز ملاحظہ فرمائیں گے جس سے اللہ تعالیٰ میرے لیے ان تمام الزامات کو جھوٹا قرار دینے کا اشارہ دے

Marfat.com

گا۔ کیونکہ وہ میری پاکدامنی کو جانتا ہے یا پھر ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کسی اور ذریعے سے خبر کر دے مگر یہ تصور ہرگز نہیں تھا کہ میرے بارے میں قرآن پاک کی آیات مقدسہ نازل ہوں گی۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے یہ دیکھا کہ میرے ماں باپ بھی اس معاملے میں خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں تو میں نے ان سے کہا، آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیوں جواب نہیں دیتے؟ اس پر میرے ماں باپ نے مجھ سے کہا، اللہ کی قسم! ہم کیا جواب دیں ہماری تو سمجھ میں کچھ بھی نہیں آتا جب میرے والدین نے بھی میرے بارے میں خاموشی اختیار کی تو میرا دل بھر آیا اور میں رونے لگ گئی اور کہا، اللہ کی قسم! میں خوب اچھی طرح جانتی ہوں کہ اگر میں لوگوں کی کہی ہوئی باتوں کا اقرار کروں گی اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں۔ تو میں ایسی بات کہوں گی جو بالکل بے وجود ہے اور اگر میں ان کی باتوں کا انکار کرتی ہوں تو آپ لوگ نہیں مانیں گے۔ اس کے بعد میں نے کہا میں تو وہی بات کہوں گی جو حضرت یوسف علیہ السلام کے والد محترم حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تھا یعنی صبر کے سوا کیا ہو سکتا ہے اور جو کچھ لوگ کہہ رہے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی مدد ہی طلب کی جاسکتی ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اسی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی نازل ہونا شروع ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر چادر ڈال دی اور سر مبارک کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ رکھ دیا گیا اس وقت میں یہ سارا حال دیکھ رہی تھی اور بالکل بھی نہیں گھبرا رہی تھی اور نہ کسی قسم کی پرواہ کر رہی تھی کیونکہ یہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل ہونے کے اثرات تھے اور میں یہ جانتی تھی کہ میں بالکل پاک اور مبرا ہوں اور اللہ تعالیٰ ضرور میرے حق میں انصاف فرمائے گا مگر جہاں تک میرے ماں باپ کا تعلق ہے مجھے قسم ہے اس خدا تعالیٰ کی جس کے قبضہ قدرت میری جان ہے جب تک حضور سید عالم ﷺ کی نزول وحی والی کیفیت ختم نہ ہوئی میں محسوس کر رہی تھی کہ شاید ان کا دم نکل جائے گا۔ کیونکہ وہ اس بات سے ڈر رہے تھے کہ کہیں جو لوگ کہہ رہے ہیں۔ اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ نہ کر دے۔ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نزول وحی والی کیفیت ختم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک سے پسینہ پاک کے قطرے اس طرح بہہ رہے تھے۔ جس طرح چاندی کے موتی ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ موسم سرما کا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوشی و مسرت سے

Marfat.com

مسکرا رہے تھے اور جبین مبارک سے پسینہ پاک پونچھتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! خوش خبری سن لو اللہ تعالیٰ نے تمہاری براءت نازل فرمادی ہے۔ میں نے یہ سن کر کہا الحمد للہ تمہاری تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

☆☆☆

Marfat.com

غزوہ خندق

غزوہ خندق شوال 5ھ میں پیش آیا۔ اس کو غزوہ احزاب بھی کہا جاتا ہے اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر ملی کہ قریش اور یہود نے مل کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا ہے اور اس مقصد کے لیے ابوسفیان اور دوسرے کفار کے سرداروں نے مشرکین کا لشکر بڑی تیزی سے جمع کیا ہے کفار کی تعداد دس ہزار ان کے ساتھ پندرہ سو اونٹ اور تین سو گھوڑے ہیں اور یہ لشکر بڑی تیزی سے مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے ارادے سے بالکل تیار ہے۔ اس اطلاع پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مہاجرین وانصار کے جید اصحاب کو مشورہ کے لیے طلب فرمایا۔ ان حالات سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! عجم کے شہروں میں جب کوئی بہت بڑا لشکر کسی شہر پر حملہ کرنے کے لیے آتا ہے تو وہ اپنے دفاع کے لیے خندق کھودتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی یہ تجویز پسند آئی چنانچہ خندق کھودنے کا حکم فرمایا۔ (مدارج النبوۃ۔ جلد دوم)

خندق کی کھدائی:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے مدینہ منورہ کے دفاع کا فیصلہ کیا اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مہاجرین کا جھنڈا اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو انصار کا جھنڈا عنایت فرمایا۔ پھر تین ہزار مسلمانوں کیساتھ باہر نکل کر کوہ سطح کے دامن میں شہر کے نزدیک چھاؤنی بنائی مدینہ منورہ کے بعض اطراف جو عمارات سے مضبوط تھے ان کو چھوڑ کر بعض جگہوں میں جہاں راستے تھے اور خندق کھودنے کی ضرورت تھی خندق کھودنے کا حکم فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر دس آدمیوں کو چالیس گز جگہ تقسیم فرمادی اور ایک روایت کے مطابق ہر

Marfat.com

شخص کے حصہ میں دس گز جگہ آئی ۔ مسلمان بڑی ہمت سے خندق کھودنے میں مصروف ہوئے چونکہ اس وقت مسلمانوں اور قریظہ کے یہودیوں کے مابین صلح تھی اس لیے مسلمان ان سے کدال کسی اور تیشہ وغیرہ عاریتاً لے لیتے تھے ۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی خندق کھودنے میں حصہ لے رہے تھے ۔ روایات میں آتا ہے کہ ان دنوں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دس آدمیوں کے برابر کام کرتے تھے چونکہ مہاجرین میں سے ہر شخص حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو اپنی طرح کھینچتا تھا اس کے لیے جھگڑا ہوا ہر شخص یہی چاہتا کہ سلمان رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ شامل ہو کر کام کریں ۔ جب یہ بات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ سلمان رضی اللہ عنہ ہمارے اہل بیت میں سے ہیں ۔ جن ایام میں مسلمان خندق کھودنے میں مصروف تھے سخت سردی قحط اور مہنگائی کا دور تھا مسلمانوں نے بڑی ہمت اور جوانمردی کے ساتھ ساڑھے تین میل لمبی خندق کھودی اس خندق کی گہرائی پانچ گز تھی اور تین ہفتے میں یہ کام مکمل ہوا ۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ چھ روز میں خندق کی کھدائی مکمل ہوئی ۔

(زرقانی جلد دوم ۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

مستقبل کی خبریں:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خندق کھودی جا رہی تھی تو اس دوران ایک انتہائی سخت پتھر سامنے آیا جو کسی بھی طرح نہیں ٹوٹ رہا تھا چنانچہ اس صورت حال کی اطلاع حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی ۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اس وقت بھوک کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا اور تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کدال لی اور اس پتھر پر اس طرح ماری کہ پہلی مرتبہ وہ پتھر پھٹا اور اس سے بجلی چمکی جس سے بڑی روشنی پھیلی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نعرہ تکبیر بلند فرمایا تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موافقت کی دوسری مرتبہ ضرب لگائی تو پہلے ہی کی طرح بجلی چمکی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر تکبیر فرمائی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

ساتھ موافقت کی تیسری ضرب پر بھی اسی طرح ہوا۔ حضرت سلمان فارسی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ کیا تھا جو ہم نے دیکھا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جب میں نے پتھر پر پہلی ضرب لگائی تو بجلی چمکی اور اس کی روشنی میں میں نے کسریٰ کی مملکت سے حیرہ کے محلات کو بڑے بڑے مکانات کی شکل میں دیکھا اور حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس طرف غالب ہوگی اس کے بعد دوسری ضرب لگائی روشنی چمکی تو میں نے روم کے سرخ محلات کو دیکھا اور مجھے بتایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ان ممالک پر قبضہ کرے گی تیسری ضرب کی روشنی میں مجھے یمن کی کنجیاں مرحمت فرمائی گئیں اور مجھے صنعاء کے محلات کو دکھایا گیا اور مجھے بتایا گیا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ان شہروں پر قابض ہوگی۔ (بخاری شریف جلد دوم، زرقانی جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

کھانے میں برکت:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خندق کھودنے کے دوران جو بہت سخت پتھر نکل آیا تھا حضور اس کو توڑنے میں مصروف تھے کہ کدال اٹھاتے وقت میں نے آپ ﷺ کے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا دیکھا یہ اس بات کی نشانی تھی کہ آپ ﷺ نے کچھ تناول نہیں فرمایا، میں اٹھا تاکہ رسول کریم ﷺ کے لیے تیار کروں اور خاموشی سے آپ ﷺ کو اپنے گھر لے جاؤں اگر حضور ﷺ مناسب سمجھیں تو چند آدمیوں کو بھی ساتھ لے آؤں۔ میرے گھر میں بکری کا ایک بچہ موجود تھا میں نے اسے ذبح کیا اور اپنی بیوی سے کہا (کہ اس کا سالن تیار کرے) اس نے ایک صاع جو کہ اس وقت گھر میں موجود تھے ان کو پیس کر آٹا گوندھ دیا۔ میں نے بیوی سے کہا کہ تم جلدی سے گوشت اور روٹیاں پکا لو میں رسول کریم ﷺ اور چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو بلا کر لاتا ہوں۔ میری بیوی نے مجھ سے کہا۔ دیکھو صرف حضور ﷺ اور چند ہی اصحاب کو لے کر آنا کھانا کم ہے کہیں مجھے شرمسار نہ کر دینا۔

فرماتے ہیں کہ میں رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے تھوڑا سا کھانا تیار کرایا ہے میری درخواست ہے کہ آپ ﷺ میرے گھر تشریف لائیں رسول کریم ﷺ نے دریافت فرمایا، کتنا کھانا ہے؟ میں نے جو کچھ تھا عرض کر دیا۔ آپ ﷺ

Marfat.com

نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور اپنی بیوی سے کہہ دو برتن کو چولہے سے نہ اتارے اور نہ ہی ابھی روٹیاں پکائے جب تک کہ میں نہ آجاؤں اور وہاں پر موجود نہ ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے خندق والو! جابر نے کھانے کی دعوت دی ہے لہٰذا سب لوگ ان کے گھر چل کر کھانا کھالیں ۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر آ کر اپنی بیوی سے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کے ہمراہ ہمارے گھر کھانے کے لیے تشریف لا رہے ہیں ان کی بیوی نے پوچھا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے کہ کھانے کی مقدار کتنی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر پہنچے تو برتن اور آٹے کے پاس گئے اور اپنا لعاب دہن مبارک برتن اور آٹے میں ملایا اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا کر کے فرمایا کہ روٹیاں تنور میں لگاؤ، جب روٹیاں پک جاتیں تو باہر نکالتے اور پیالے میں توڑ کر ڈالتے اس کے ساتھ شوربہ ملا کر دس دس آدمیوں کو بٹھاتے یہاں تک وہ پیٹ بھر کر کھالیتے پھر وہ اٹھ جاتے اسی طرح ایک ہزار افراد نے کھانا کھایا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تنور سے دور ہوتے تو ارشاد فرماتے کہ دونوں کو ڈھانپ دو اور جب واپس تنور پر آتے تو تنور روٹیوں سے بھرا ہوا ہوتا اور برتن گوشت سے بھرا ہوا ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہم نے بھی کھایا اور ہمسایوں کے پاس بھی بھیجا اس کے باوجود ہانڈی چولہے پر جوش مارتی رہی اور گوندھا ہوا آٹا جتنا پہلے موجود تھا اتنا ہی رہ گیا۔

(بخاری شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

کھجوروں میں برکت:

حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن ہیں بیان کرتی ہیں کہ میری والدہ حضرت عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے بلایا اور اپنے دونوں ہاتھوں میں کھجوریں بھر کر میرے دامن میں ڈال دیں اور کہا اے بیٹی! اپنے والد اور اپنے ماموں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر انہیں یہ ناشتہ پہنچا دے میں نے وہ کھجوریں لیں اور وہاں سے چل پڑی۔ میرا گزر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو ارشاد فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ کچھ کھجوریں ہیں جو میری ماں نے میرے

Marfat.com

والد اور میرے ماموں کے لیے ناشتہ کے طور پر بھیجی ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، یہاں لاؤ، میں نے تمام کھجوریں حضور ﷺ کے دونوں مبارک ہاتھوں پر ڈال دیں اس کے بعد حضور ﷺ نے ایک کپڑا طلب فرمایا اور اسے بچھا دیا گیا آپ ﷺ نے کھجوریں اس کپڑے پر ڈال دیں وہ کھجوریں سارے کپڑے پر بکھر گئیں اس کے بعد قریب ہی بیٹھے ہوئے کسی شخص نے فرمایا کہ خندق کھودنے والوں کو آواز دے لو کہ وہ سب ناشتہ کرلیں تمام لوگ آگئے اور کھجوریں کھانے لگے کھجوروں میں برابر اضافہ ہوتا جاتا تھا حتیٰ کہ تمام لوگوں نے ناشتہ کرلیا اور اس کے بعد بھی کھجوریں کپڑے پر موجود رہیں۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

کعب بن اسد کی وعدہ خلافی:

روایات میں آتا ہے کہ مسلمان جب خندق کی کھدائی سے فارغ ہو گئے تو کفار کا لشکر نمودار ہوا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کوہ مسطح یا سلع کے دامن میں قیام فرمایا، اسلامی لشکر اور مشرکین کے لشکر کے درمیان خندق حائل تھی۔ جب ابوسفیان کو یہ معلوم ہوا کہ بنی قریظہ کے یہودیوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عہد کیا ہوا ہے کہ وہ ان کے دشمنوں کی مدد نہیں کریں گے اس شرط کے ساتھ کہ مسلمان ان سے تعرض نہ کریں چنانچہ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے ابوسفیان نے حیی بن اخطب سے درخواست کی کہ وہ کسی طرح دھوکے سے کام لے کر بنو قریظہ کے کعب بن اسد کو وعدہ خلافی پر ابھارے تاکہ وہ ہماری مدد کریں اس پر حیی بن اخطب کعب بن اسد کے دروازے پر آیا جب کعب کو معلوم ہوا کہ حیی آرہا ہے تو اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کرلیا حیی ابن اخطب نے دروازہ کھلوانا چاہا مگر اس نے انکار کر دیا حیی چیخ چیخ کر کہنے لگا کہ کعب! تیرا برا ہو دروازہ کھول کعب بن اسد نے اندر سے جواب دیا تیرا برا ہو حیی! تو بڑا بدبخت ہے اور منحوس آدمی ہے تیری شامت کی وجہ سے بنی نضیر پریشان اور آزردہ ہوئے ہیں۔ اب تو نے ہمارے قلعہ کا رخ کیا ہے واپس چلے جاؤ اور ہمیں محمد ﷺ کے ساتھ جنگ کی دعوت مت دو اس لیئے کہ ہم محمد (ﷺ) سے عہد کر چکے ہیں اور ہم عہد و پیمان توڑنے کے لیے تیار نہیں۔ حیی بن اخطب نے کہا برا ہو۔ دروازہ تو کھول میں تجھ سے کچھ بات کہنا چاہتا ہوں کعب نے پھر انکار کر دیا تو حیی نے جھنجھلا کر کہا

Marfat.com

خدا کی قسم! معلوم ہوتا ہے تو نے دروازہ صرف اپنا کھانا بچانے کے لیے بند کرلیا ہے کہ کہیں میں تیرے ساتھ کھانے نہ لگوں۔ اس بات سے کعب بن اسد کو غصہ آ گیا اور اس نے دروازہ کھول دیا حیی بن اخطب نے کعب سے کہا اے کعب! تجھے کیا ہو گیا؟ میں تو تیرے پاس زمانہ بھر کی عزت اور انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر لایا ہوں میں قریش کو لایا ہوں ان کے سردار قائد بھی موجود ہیں میں نے انہیں رومہ کی طرف سے آنے والی وادیوں کے سنگم پر ٹھہرایا ہے قبیلہ غطفان کو لایا ہوں ان کے بھی سردار اور قائد ساتھ ہیں انہیں میں نے احد کے ایک طرف اتارا ہے میرا ان سب سے عہد پیمان ہو چکا ہے کہ ہم اس وقت تک نہ ہٹیں گے جب تک محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کو جڑ سے نہ اکھاڑ پھینکیں گے۔

کعب بن اسد بڑے غور سے اس کی باتیں سنتا رہا جب حیی نے اپنی بات ختم کی تو کعب نے کہا خدا کی قسم! تو زمانے بھر کی ذلت اور ایسا بادل لایا ہے جس کا پانی ختم ہو چکا ہے وہ گرجتا اور چمکتا تو ہے مگر اس میں ہے تو کچھ نہیں اے حیی! مجھے میری حالت پر چھوڑ دے کیونکہ میں نے محمد (ﷺ) میں سوائے وفائے عہد اور سچائی کے کچھ نہیں پایا۔ حیی نے پھر بھی ہمت نہ ہاری اور وہ برابر کعب کو بہلاتا اور پھسلاتا رہا اس نے یہ بھی کہہ دیا کہ میں عہد کرتا ہوں کہ اگر قریش اور غطفان محمد (ﷺ) کا خاتمہ نہ کر سکے تو میں تمہارے قلعے میں ساتھ چلوں گا پھر جو کچھ تم پر گزرے گا۔ وہ مجھ پر گزرے گا اس پر کعب نے عہد توڑ دیا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے ہوئے پیمان سے اپنے آپ کو بری سمجھ لیا۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ واسلام کو بنی قریظہ کے عہد کو توڑنے کی خبر پہنچی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور خوات بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنو قریظہ کی طرف بھیجا اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بنو قریظہ کو کافی سمجھایا اور ان کو عہد شکنی سے باز رکھنے کے لیے بہت زور لگایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سخت جملوں کا استعمال بھی کیا کعب بن اسد انتہائی نرمی سے بات کرتا رہا مگر اپنے موقف سے نہ ہٹا اس لیے اس سے بات چیت بے فائدہ رہی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کعب کے ساتھ بڑی تلخ باتیں کیں۔ ابن ہشام نے

Marfat.com

لکھا ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا حضرت سعد بن رضی اللہ عنہ تیز مزاج آدمی تھے اس لیے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ٹھنڈا کیا اور سمجھایا اس کے بعد صحابہ کرام مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سن کر فرمایا، حسبنا اللہ ونعم الوکیل (سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی جلد دوم)

قبیلہ غطفان سے صلح کی بات چیت:

جب لشکر کفار نے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی غرض سے پیش قدمی کی تو خندق دیکھ کر رک گئے کفار کو کہیں سے راستہ دکھائی نہ دیا کہ جس سے گزر کر آگے بڑھ سکتے چنانچہ انہوں نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کرلیا اور تقریباً ایک ماہ تک محاصرہ کیئے رکھا یہ محاصرہ اس قدر شدید تھا کہ باہر سے کوئی چیز مدینہ طیبہ میں نہیں آسکتی تھی۔ اشیائے خوردونوش کی کمی کے باعث مسلمانوں کو فاقوں کی نوبت آگئی تھی کفار کے محاصرہ کی وجہ سے بہت سے مسلمان پریشان بھی تھے حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تنگی کو دیکھتے ہوئے قبیلہ غطفان سے صلح کے معاہدے کی بات چیت کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس مقصد کے لیے قبیلہ غطفان کے سردار عینیہ بن حصن اور فزارہ کے سردار حارث بن عوف کو بلوایا اور ان کو پیشکش کی کہ ان دونوں کو مدینہ طیبہ کی کھجوروں کا ایک تہائی اس شرط پر دے دیا جائے گا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مسلمانوں کی مخالفت سے ہٹ کر واپس چلے جائیں ان دونوں نے اس پر رضامندی کا اظہار کیا اس طرح دونوں طرف سے صلح کی بات چیت ہوگئی اور ایک تحریر بھی لکھ دی گئی مگر اس پر فریقین اور گواہوں کے دستخط نہیں ہوئے تھے اور نہ ہی آخری اور قطعی فیصلہ ہوا تھا۔

رسول کریم ﷺ نے آخری فیصلہ کرنے سے پہلے حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلا کر ان سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا' یارسول ﷺ! اگر اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوچکی ہے تو پھر ہمیں اس سے انکار کی مجال نہیں ہوسکتی اور اگر یہ آپ کی رائے ہے تو پھر بھی یارسول اللہ ﷺ! سرتابی کی گنجائش نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، نہیں یہ ایک ایسی چیز ہے جو میں تمہارے لیے کرنا چاہتا ہوں اللہ کی قسم! میں اسے صرف اس لیے کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے دیکھا تمام عرب ایک کمان سے تم پر تیروں کی بارش کرنے کے لیے

Marfat.com

تیار ہیں اور ہر طرف سے تمہارے راستوں کو دشوار بنا دیا گیا ہے اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ ان کی طاقت کسی نہ کسی حد تک تمہارے لیے توڑ دوں۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس سے پہلے ہم سب اور وہ دونوں (قبائل) بتوں کی پوجا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے راستے پر نہ تھے ان لوگوں کو ہمارے نخلستان سے ایک کھجور بھی مہمانداری کے سوا حاصل کرنے کی جرات نہ ہوتی تھی اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے اور ہمیں صراط مستقیم پر گامزن کر دیا ہے آپ ﷺ اور اسلام کی برکت سے ہمیں عزت کا مقام حاصل ہوا ہے تو ہم اس بات کو کیسے قبول کرلیں اور ان لوگوں کو کیوں اپنے اوپر مسلط کرلیں جو اس معاملہ کو اپنا حق سمجھ کر جب بھی چاہیں لالچ کے تحت اس کو معمول بنا کر ہمارے اموال میں شریک ہو جائیں ہم اس ذلت کو قبول نہیں کر سکتے اور اللہ کی قسم! ہمارے اور ان کے درمیان تلوار کے سوا کوئی چیز نہیں ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ فرمادے

رسول کریم ﷺ یہ سن کر خوش ہوئے اور فرمایا اچھا تم جانو اور تمہارا کام اس کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی مرضی سے وہ پرچہ لیا جس میں تحریر درج تھی اور اسے پھاڑ دیا۔ مروی ہے کہ مصالحت کے وقت عینیہ حضور ﷺ کے سامنے اپنے پاؤں دراز کیے بیٹھا ہوا تھا اس دوران حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور اس کی یہ بے ادبی دیکھ کر بہت غضبناک ہوئے اس سے مخاطب ہو کر کہا او لومڑی کی آنکھ والے! تجھے یہ حق کیسے پہنچا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی مجلس میں پاؤں دراز کر کے بیٹھے تو لالچی ہوتے ہوئے کیسے مجلس میں ٹانگیں پھیلاتا ہے اللہ کی قسم! اگر مجھے رسول کریم ﷺ کی مجلس کا لحاظ نہ ہوتا تو میں تیرے دونوں پاؤں کو چیر کر رکھ دیتا۔

حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ باتیں سن کر عینیہ ناامید ہو کر اٹھا اور بولا، تمہارے لیے مدینہ کی چند کھجوروں کو چھوڑ دینا جنگ کی مصیبت سے بہتر تھا کیونکہ تم مقابلے کی طاقت اور قوم کے ساتھ جنگ پر صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ تو ہمیں تلوار سے ڈراتا ہے تجھے بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں اور تم میں کون زیادہ جزع وفزع

Marfat.com

کرتا ہے اللہ کی قسم! اگر رسول کریم ﷺ کی مجلس میں ادب کی رعائیت کا خیال نہ ہوتا تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا۔ حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح کی باتیں کیں تو وہ لوگ مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

جھڑپوں کا آغاز:

اسی دوران بنی قریظہ نے قریش سے مدد طلب کی تا کہ مدینہ منورہ پر شب خون ماریں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی اطلاع مل گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو بھیجا تا کہ وہ مدینہ منورہ کے قلعوں اور مکانات کی حفاظت کریں۔ اس کے بعد مشرکین جب مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لیے خندق کے کنارے پر پہنچے تو چونکہ یہ دستور عربوں میں نہیں تھا اس لیے حیران رہ گئے اور مسلمانوں کے محاصرہ میں مشغول ہوئے بعض اوقات جانبین میں تیر اندازی ہوتی کفار باری باری جنگ کرتے تھے مگر خندق کو عبور کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے تھے۔ ایک روز مشرکین کی صفوں سے چند بہادر عکرمہ بن ابو جہل، عمرو بن عبدود، ضرار بن خطاب اور ہبیرہ بن وہب وغیرہ ایک ایسی جگہ سے جہاں خندق کی چوڑائی کچھ کم تھی گھوڑے کو دا کر خندق پار کر گئے ان میں سے عمرو بن عبدود بڑا قوی ہیکل طاقتور اور دلیر تھا اس کے چہرے سے ہیبت ٹپکتی تھی وہ طاقت اور جنگی مہارت میں بہت مشہور تھا اس نے کبھی اپنے حریف سے شکست نہیں کھائی تھی مگر جنگ بدر میں زخمی ہو کر فرار ہوا تھا اس کے بعد اس نے قسم کھائی کہ جب تک مسلمانوں سے بدلہ نہیں لوں گا اپنے بالوں میں تیل نہیں لگاؤں گا زخمی ہونے کی وجہ سے یہ غزوہ احد میں بھی شرکت نہ کر سکا تھا۔ (زرقانی جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

عمرو بن عبدود کی للکار:

عمرو بن عبدود نے آگے بڑھ کر مسلمانوں کو للکارا اور گرجتے ہوئے کہا میں عمرو بن عبدود ہوں میں سب سے بڑا جنگجو ہوں میری طاقت وقوت کو سب جانتے ہیں کیا تم میں کوئی شخص ہے جو اکیلا میرے مقابلے کی ہمت رکھتا ہو۔ مسلمانوں نے اس کی للکار کا کوئی جواب نہ دیا اور ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے حضور ﷺ کی طرف دیکھنے لگے کہ کس کو مقابلے پر جانے کا حکم فرماتے ہیں ادھر سے جواب نہ سن کر اس نے قہقہہ لگایا اس میں قریش بھی شریک تھے وہ بھی خندق

Marfat.com

کے قریب کھڑے تھے اور کچھ سن رہے تھے۔ عمرو بن عبدود نے طعنے دینے شروع کر دیے کہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو مردانگی کے جوہر رکھتا ہو۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے رسول کریم ﷺ کے پاس آئے عمرو بن عبدود کے مقابلے کے لیے اجازت چاہی۔ رسول کریم ﷺ نے اجازت نہ فرمائی ارشاد فرمایا واپس اپنی جگہ چلے جاؤ یہ عمرو ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ پر واپس آ گئے چنانچہ ایک مرتبہ پھر طنزیہ قہقہے بلند ہوئے عمرو نے پھر مسلمانوں کو للکارا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضور ﷺ کے پاس آئے۔ حضور ﷺ نے اس مرتبہ بھی اجازت نہ فرمائی۔

عمرو بن عبدود اور قریش کی طرف سے طنز اور ہنسی مذاق میں اضافہ ہوتا جاتا تھا عمرو نے تیسری مرتبہ للکارا اور کہا تمہاری جنت کہاں ہے جس کے بارے میں تم کہتے ہو کہ جنگ میں مارے جانے والے اس میں داخل ہوں گے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیسری مرتبہ پھر حضور ﷺ کی طرف بڑھے اور اجازت کے طلبگار ہوئے اس مرتبہ حضور ﷺ نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شفقت بھری نگاہ ڈالتے ہوئے اپنا عمامہ مبارک ان کے سر مبارک پر باندھا اپنی تلوار ''ذوالفقار'' اپنے ہاتھوں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمر میں باندھی اور پھر بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی، اے اللہ! اس کی مدد فرما، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیزی سے عمرو بن عبدود کے مقابلے کے لیے اس کی طرف بڑھے۔

(زرقانی جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلے پر آنا:

اس کے سامنے آ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو آواز دیتے ہوئے کہا، اے عمرو! میں نے سنا ہے کہ اگر قریش کا کوئی شخص تمہارے سامنے دو تجاویز پیش کرے تو تم ہمیشہ ان میں سے کم از کم ایک مان لیتے ہو، عمرو نے کہا یہ درست ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں تمہارے سامنے دو تجویزیں پیش کرتا ہوں پہلی یہ کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ اس نے جواب دیا مجھے ان کی ضرورت نہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، تو پھر گھوڑے سے اترو اور میرا مقابلہ کرو، عمرو نے کہا! اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم میرے بھائی کے لڑکے

Marfat.com

ہو میں تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، لیکن میں تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر عمرو بن عبدود غضبناک ہو کر بڑی پھرتی سے اچھل کر گھوڑے سے نیچے آ گیا اور تلوار سونت سے کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کئی وار کیے لیکن کوئی نقصان نہ پہنچا سکا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام وار پھرتی سے بچا گئے دیر تک مقابلہ ہوتا رہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انداز دفاعی تھا۔ آخر عمرو تھک گیا اس کا سانس پھول گیا وہ ہانپتا ہوا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا عمرو پیچ وتاب کھاتے ہوئے بے بسی محسوس کر رہا تھا اسے اس طرح کے مقابلے کی توقع نہیں تھی اور نہ ہی اتنی دیر تک کبھی کسی نے اس کا مقابلہ کیا تھا۔

عمرو بن عبدود حیران کھڑا تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار اور ڈھال زمین پر رکھ دی اور انتہائی تیزی سے اس کی طرف بڑھے جھپٹ کر اسے گردن سے پکڑا اور چاروں شانے چت زمین پر گرا دیا اور خود اس کے سینے پر بیٹھ گئے اب قریش کے اوسان خطا تھے عمرو اپنی بے پناہ طاقت وقوت کے باوجود ذلت اور شرمندگی سے دوچار تھا اپنے آپ کو ناقابل تسخیر سمجھنے والا مغلوب ہو چکا تھا اس کا غرور خاک میں مل چکا تھا اس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گرفت سے نکلنے کے لیے زور لگایا مگر شیر خدا کی گرفت سے نکل نہ سکا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا ، اے عمرو! فتح وشکست اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے اسلام قبول کر لو اللہ کی رحمت سے نوازے جاؤ گے۔ یہ صورتحال عمرو کے لیے بڑی ناقابل برداشت تھی اسے معلوم تھا کہ اس کا انجام کیا ہو گا مسلمانوں اور کفار کی نظریں اس کی طرف تھیں وہ جلدی سے اس شرمندگی سے جان چھڑاتا چاہتا تھا اسے ایک لمحہ کے لیے بھی زندگی گوارا نہیں تھی اس لیے اس نے طیش دلانے کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ پر تھوک دیا۔

عمرو بن عبدود کی اس حرکت پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا اور اس کے سینے پر سے اٹھ بیٹھے اپنا چہرہ مبارک صاف کیا اور فرمایا عمرو! یاد رکھو میں کسی ذاتی غرض کی بنا پر نہیں بلکہ صرف اللہ کی خاطر قتل کرتا ہوں چونکہ تم نے میرے چہرے پر تھوک دیا لہٰذا ہو سکتا ہے کہ میرا تمہیں قتل کرنا ذاتی بدلہ ہو جائے چنانچہ میں تمہاری جان بخشی کرتا ہوں۔ اٹھو اور واپس چلے جاؤ عمرو کے لیے یہ بڑی شرمندگی کی بات تھی کہ وہ ہار مان کر واپس اپنے لوگوں مین چلا جائے اس نے

Marfat.com

اٹھ کر واپس جانے کی بجائے فتح حاصل کرنے کی آخری کوشش کی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس زور کا وار کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈھال ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی لیکن ڈھال نے وار کا زور روک لیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معمولی زخم آیا اس سے پہلے کہ عمرو دوبارہ وار کرتا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا کام تمام کر دیا اور منہ پھیر کر چل دیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا۔ اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ نے عمرو بن عبدود کی زرہ کیوں نہیں اتاری پورے عرب میں اس سے اچھی زرہ کوئی نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تلوار کی ضرب سے وہ اس طرح تڑپ کر زمین پر گرا کہ اس کی شرمگاہ کھل گئی اس لیے مجھے حیا آئی اور میں منہ پھیر کر چل دیا۔

(زرقانی جلد دوم، تاریخ اسلام)

نوفل بھی مارا گیا:

عمرو بن عبدود کے قتل کے بعد ہبیرہ بن ابی وہب اور ضرار بن الخطاب نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے تو ضرار نے بھاگنے میں عافیت سمجھی اور تیزی سے بھاگا اس سے جب لوگوں نے تیزی سے بھاگنے کی وجہ پوچھی تو اس سے کہا کہ اس وقت میں نے موت کی شکل کو دیکھا تھا ہبیرہ نے تھوڑی دیر تک جنگ کی اسے تلوار کا ایک زخم لگا تو وہ بھی بھاگ اٹھا اور بھاگتے ہوئے اپنی زرہ پھینک دی۔ اس کے بعد نوفل بن عبداللہ گھوڑا دوڑا کر خندق پار کرتے ہوئے خندق میں گر پڑا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ خندق میں گرنے کی وجہ سے اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا ایک روائیت میں آتا ہے کہ عکرمہ بن ابوجہل اور ہبیرہ پر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حملہ کیا تو وہ دونوں بھاگ اٹھے۔ یہ بھاگنے والے جب قریش کے پاس پہنچے تو عمرو بن عبدود اور نوفل کے مارے جانے کے بارے میں ان کو بتایا۔

(زرقانی جلد دوم۔ معارج النبوۃ جلد سوم)

Marfat.com

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جراءت:

غزوہ خندق کے دوران رسول کریم ﷺ نے مسلمان عورتوں کو انصار کے ایک قلعہ فارع میں ٹھہرایا تھا اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا نگران مقرر کیا اس قلعے میں چونکہ عورتوں اور بچوں کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ اس لیے یہودیوں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قلعے پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا، حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعے کی دیوار کے ارد گرد چکر لگا رہا ہے اور حملہ کرنا چاہتا ہے انہوں نے یہودیوں کی چال کو سمجھ لیا اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اس یہودی کی نقل و حرکت خطرے سے خالی نہیں یہ اپنے ساتھیوں کو بلا کر قلعے پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تلوار لے کر اس کا سر قلم کر دو۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ ایک مرض کی وجہ سے دل کے عارضے میں مبتلا تھے اور ان میں لڑنے کی سکت نہ تھی اس لیے کہا کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکے گا۔ اس پر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اٹھیں خیمے کی چوب نکالی اور یہودی کے سر پر دے ماری ضرب اتنی شدید تھی کہ یہودی اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا اور وہیں ڈھیر ہو گیا۔ پھر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اس کا سر کاٹ کر قلعہ سے دور پھینک دو تا کہ یہودیوں کو پتہ چل جائے اور وہ دوبارہ حملے کا ارادہ نہ کر سکیں حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی بھی سکت نہ رکھتے تھے چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود ہی یہودی کا سر کاٹ کر قلعہ کے پرے پھینک دیا اس کٹے ہوئے سر کو دیکھ کر یہودی ڈر گئے اور انہوں نے سمجھا کہ قلعہ کے اندر کچھ فوج موجود ہے۔ (زرقانی جلد دوم)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زخمی ہونا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غزوہ خندق کے موقع پر بنو حارثہ کے قلعہ میں تھیں یہ قلعہ مدینہ منورہ کے تمام قلعوں میں سب سے زیادہ مضبوط تھا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ بھی انکے ساتھ موجود تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت پردے کا حکم نہیں ہوا تھا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادھر سے گزرے ان

Marfat.com

کے جسم پر ایک ایسی زرہ تھی جو چھوٹی تھی کہنی تک انکا ہاتھ زرہ سے باہر نکلا ہوا تھا وہ طویل القامت تھے ان کی چھوٹی سی زرہ دیکھ کر مجھے خدشہ ہوا کہ اللہ نہ کرے انکو کوئی زخم لگ جائے اور ان کی والدہ نے (ان کو دیکھ کر) کہا اے سعد۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جلد سے جلد رسول کریم ﷺ سے جا ملو کیونکہ اگر تم نے دیر کر دی تو رسول کریم ﷺ سے دور جا پڑو گے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے انکی والدہ سے کہا ،اے ام سعد! میرا دل چاہتا ہے کہ کاش سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی زرہ پوری ہوتی کیونکہ مجھے ان کے بازوؤں کا ڈر ہے۔ ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا، کیا آپ کو یہ اندیشہ ہے کہ تیر اسی جگہ پر لگ سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ چنانچہ وہی ہوا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خندق کے کنارے پر پہنچے تو حبان بن قیس بن العرقہ نے ان پر ایک تیر پھینکا جو ان کی رگ اکحل پر لگا جو کہ دائیں ہاتھ پر ایک رگ ہوتی ہے جب وہ کٹ جائے تو اس سے خون نہیں رکتا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ ان کا زخم مہلک ہے تو حضور ﷺ کے پاس تشریف لائے حضور ﷺ نے جنگ ختم ہونے کے بعد ان کے لیے مسجد نبوی میں ایک خیمہ لگوایا اور ان کا علاج کیا گیا حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے دو مرتبہ ان کے زخم کو داغا اور ان کا زخم ٹھیک ہونا شروع ہو گیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

مسلمانوں کی جنگی چال:

حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ غطفان کے سردار تھے یہ اسلام قبول کر چکے تھے لیکن ان کے قبیلے والوں کو ان کے مسلمان ہونے کا علم نہ تھا یہ رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں تو مسلمان ہو چکا ہوں لیکن میرے قبول اسلام کا حال میری قوم کو معلوم نہیں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہودیوں اور قریش دونوں میں پھوٹ ڈال دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، ہمارے اندر تم ہی ایک ایسے آدمی ہو جو اگر کر سکو ان مشرکین میں پھوٹ ڈال آؤ کیونکہ جنگ منالطے کا نام ہے۔

اس کے بعد حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنو قریظہ کے پاس گئے اور کہا کہ اپنے ساتھ میری محبت کو تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو۔ انہوں نے کہا، ہاں حضرت نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

نے ان سے کہا کہ قریش اور غطفان محمد (ﷺ) کے ساتھ جنگ کی غرض سے آئے ہیں اور تم ان کی مدد کررہے ہو حالانکہ تمہارے اور ان کے درمیان کوئی واسطہ نہیں کیونکہ ان کے شہر دور ہیں اگر وہ محمد (ﷺ) پر غلبہ حاصل کرلیں گے تو ان کا مقصد پورا ہوجائے گا ورنہ اپنے شہروں کو واپس چلے جائیں گے مگر تمہارے گھر قریب ہیں تمہارے اہل و عیال اور سب کچھ یہاں پر ہے بہتر یہ ہے کہ تم انکے ساتھ اتفاق کرلو اور محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں سے دشمنی مول نہ لو۔ اس بارے میں اچھی طرح سوچ لو کیونکہ مکہ والے جنگ سے اکتا جائیں گے اور اس صورتحال سے جلد تنگ آجائیں گے پھر وہ بغیر کسی فیصلے کے واپس چلے جائیں گے اور تم لوگوں کو محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ جنگ لڑنے کے لیے تنہا چھوڑ جائیں گے۔ اور ہوسکتا ہے کہ پھر مسلمان تم پر غلبہ پالیں اور تمہاری عہد شکنی کی بناء پر تمہاری سرکوبی کریں۔

یہودیوں نے ان سے کہا کہ تم نے ہم پر بڑی مہربانی کی اور اچھا مشورہ دیا اب یہ بتاؤ کہ موجودہ صورتحال میں کیا کیا جائے۔ حضرت نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میرا مشورہ تو یہ ہے کہ تم پہلے غطفان کے کے چند اشراف کو اپنے پاس گروی رکھو اور پھر محمد (ﷺ) کے ساتھ جنگ کرو کیونکہ اگر ان لوگوں کا واپسی کا ارادہ ہو تو اور محمد (ﷺ) تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو جب تک تمہارے پاس ان کے اشراف کی ایک جماعت ہوگی وہ اتنے اشراف کی حفاظت کے لیے تمہاری امداد کرنے پر مجبور ہوں گے۔ یہودیوں نے کہا، خدا کی قسم! آپ نے جو مشورہ دیا ہے بالکل درست دیا ہے ہم اسی طرح ہی کریں گے۔

اس کے بعد حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ تم لوگ محمد (ﷺ) اور انکے ساتھیوں کے ساتھ میری دشمنی و عداوت کو اچھی طرح جانتے ہو مجھے بنی قریظہ کی ایک بات کا پتہ چلا ہے لیکن تمہیں اس شرط پر بتاتا ہوں کہ تم اسے خفیہ رکھو گے انہوں نے کہا، ہم ایسا ہی کریں گے بتاؤ کہ وہ کیا بات ہے؟ حضرت نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، تمہیں علم ہونا چاہیے کہ بنی قریظہ اپنی عہد شکنی پر پشیمان ہیں اور انہوں نے یہ منصوبہ بنایا ہے کہ روسائے قریش اور غطفان کے اشراف کی ایک جماعت کو بہانے کے ساتھ اپنے قبضے میں لیں اور عہد شکنی کے جرمانے کے طور پر ان کو محمد (ﷺ) کے حوالے کریں تاکہ وہ ان کو قتل کردیں اور محمد (ﷺ)

Marfat.com

بھی اس پر راضی ہیں اسی بات پر ان کی مصالحت ہوئی ہے لہٰذا تم لوگ یہودیوں کے پاس کسی کو بھیج کر دیکھو میں نے تمہیں بتایا ہے اس کی تصدیق ہو جائے گی لیکن یاد رکھو اگر یہودی بطور گروی کچھ اشخاص کو طلب کرنے کے لیے اپنا پیغام بھیجیں تو تم ہرگز کوئی آدمی نہ بھیجنا۔

حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بعد بنوغطفان کے پاس گئے اور ان سے بھی اسی طرح کی باتیں کیں جس طرح کی قریش سے کی تھیں اسی دوران ابوسفیان نے قریش اور بنوغطفان کے چند آدمیوں کے ساتھ عکرمہ بن ابوجہل کو بنوقریظہ کے پاس بھیجا یہ ہفتہ کی رات تھی ان لوگوں نے بنوقریظہ سے کہا کہ یہاں پر ہمارا قیام کافی طویل ہو گیا ہے ہم اپنے وطن میں نہیں ہمارے گھوڑے اور اونٹ مر رہے ہیں شدید سردی ہے اور چارے اور غذا کی بھی قلت ہے اور اس لیے آج رات سامان جنگ تیار کرو تاکہ کل صبح مشترکہ طور پر جنگ کریں اور محمد (ﷺ) سے مقابلہ کر کے اس قصے کو ختم کر دیں۔

بنوقریظہ نے جواب دیا کہ آج یوم سبت ہے اور ہفتہ کے دن ہم لوگ کوئی کام نہیں کرتے ہم میں سے کچھ لوگوں نے اس میں نئی بات پیدا کی تھی ان کا جو انجام ہوا وہ آپ لوگوں پر مخفی نہیں اسکے علاوہ ہم لوگ تمہارے ساتھ مل کر اس وقت تک محمد (ﷺ) سے قتال نہیں کر سکتے جب تک کہ اپنے کچھ آدمی ہمارے پاس رہن نہ رکھ دو جو ہمارے قبضے میں رہیں اور قابل اعتماد بھی ہوں۔ اس شرط کے ساتھ ہم محمد (ﷺ) سے لڑنے کے لیے تیار ہیں کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ جب لڑائی میں تمہیں مشکل پیش آئے گی تو تم ہمیں چھوڑ کر اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ گے اور ہمیں محمد (ﷺ) اور اب کے ساتھیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ جاؤ گے اور ہم ان کے مقابلے کی تاب نہ لاسکیں گے۔ جب تمہارے اشراف ہمارے پاس گروی ہوں گے۔ تو تمہارے لیے ہماری مدد کرنا ضروری ہو جائے گا۔

بنوقریظہ کا یہ جواب سن کر قریش اور بنوغطفان کا وفد جب واپس گیا اور یہودیوں کا پیغام مشرکین قریش کو دیا تو انہوں نے کہا، خدا کی قسم! نعیم بن مسعود نے ہمیں جو بات بتائی تھی وہ بالکل سچ ہے چنانچہ قریش اور بنوغطفان نے بنوقریظہ کو پیغام بھیجا کہ خدا کی قسم! ہم تمہیں اپنا ایک بھی آدمی دینے کے لیے تیار نہیں ہیں اگر تمہارا لڑنے کا ارادہ ہے تو لڑو بنوقریظہ کو جب یہ پیغام ملا تو

Marfat.com

انہوں نے آپس میں کہا کہ نعیم بن مسعود کی بات ٹھیک تھی ان کا مقصد صرف قتل و غارت کرنا ہے پھر اگر ان کو فتح حاصل ہوئی تو یہ لوٹ مار کریں گے اگر شکست ہوئی تو یہ اپنے شہروں کی طرف چلے جائیں گے اور ہمیں ہمارے شہر میں محمد (ﷺ) کے ساتھ تنہا چھوڑ جائیں گے اس کے بعد انہوں نے قریش اور بنو غطفان کو پیغام بھیجا کہ ہم اس وقت تک تمہارے ساتھ مل کر محمد (ﷺ) کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے جب تک تم اپنے آدمی ہمارے پاس گروی نہیں رکھو گے قریش اور بنو غطفان نے اس مطالبے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس طرح ان کے درمیان پھوٹ پڑ گئی۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

زخمی صحابی کا پاؤں ٹھیک ہو گیا:

جناب ابوالقاسم بغوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت کی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ خندق میں شریک تھے میرے بھائی علی بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا گھوڑا خندق میں اتارا اور خندق کی دیوار کے ساتھ ٹکرا کر ان کا پاؤں شدید زخمی ہو گیا جب میرے بھائی حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو ابھی گھوڑے پر ہی سوار تھے کہ رسول کریم ﷺ نے ان کے زخمی پاؤں پر دست مبارک پھیر کر بسم اللہ کہا تو وہ چوٹ فوراً ٹھیک ہو گئی اور ذرا بھی تکلیف باقی نہ رہی۔ (معجزات رسول ﷺ)

زخمی صحابی کا پاؤں ٹھیک ہو گیا:

جناب ابوالقاسم بغوی رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت کی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ خندق میں شریک تھے میرے بھائی علی بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا گھوڑا خندق میں اتارا اور خندق کی دیوار کے ساتھ ٹکرا کر ان کا پاؤں شدید زخمی ہو گیا جب میرے بھائی حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو ابھی گھوڑے پر ہی سوار تھے کہ رسول کریم ﷺ نے ان کے زخمی پاؤں پر دست مبارک پھیر کر بسم اللہ کہا تو وہ چوٹ فوراً ٹھیک ہو گئی اور ذرا بھی تکلیف باقی نہ رہی۔ (معجزات رسول ﷺ)

Marfat.com

جنگ کا نتیجہ:

روایات میں آتا ہے کہ 27 یا 28 شوال کو مقابلہ شروع ہو گیا چوبیس روز تک دونوں فوجیں آمنے سامنے پڑی رہیں چھوٹی موٹی جھڑپیں ہوئیں جن میں دو مشرک ہلاک ہو گئے۔ قریش نے ان دونوں لاشوں کو خریدنے کے لیے کسی شخص کو بھیجا تاکہ پوری دیت دے کر خرید لیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہمیں ان کے ناپاک جسموں اور انکی خبیث قیمت کی ضرورت نہیں انہیں لے جانے دو، روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا مانگی جو قبول ہوئی اللہ تعالیٰ نے زبردست آندھی کو کفار کے لشکر میں بھیجا اور انہیں منتشر کر دیا ہوا انتہائی سرد ہو گئی اور سخت آندھی چلنا شروع ہو گئی اس تیز آندھی کی وجہ سے کفار کے لشکر کے خیمے اکھڑ گئے انہوں نے جو آگ جلا رکھی تھی وہ بجھ گئی ان کی دیگیں الٹ گئیں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا جو ان کے خیموں کی رسیوں کو کاٹتے تھے۔ محاصرہ اس قدر طویل ہو گیا تھا کہ کفار دل برداشتہ ہو چکے تھے ان کا سامان رسد بھی ختم ہوتا جا رہا تھا اور پھر اس زبردست آندھی کی وجہ سے ان کے دلوں میں خوف اور وحشت پیدا ہو گئی اس وجہ سے دشمن کی صفوں میں پھوٹ پڑ گئی اور وہ نامراد ہو کر راتوں رات بھاگ کھڑے ہوئے، اس غزوہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے تھے جو ایک ماہ کے بعد شہید ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تمام مسلمانوں کو ساتھ لے کر خندق سے واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور سب نے ہتھیار اتار دیے۔ (زرقانی جلد سوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ بنو قریظہ

یہ غزوہ ذی قعدہ 5ھ کو پیش آیا تھا اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ مدینہ منورہ کے نواح میں بنو قریظہ کے یہودیوں نے جنگ خندق میں مسلمانوں سے بدعہدی کی تھی چنانچہ جیسے ہی حملہ آور رخصت ہوئے مسلمان مدینہ منورہ میں واپس آئے تو تھوڑی دیر آرام فرمانے کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ مدینہ منورہ میں اعلان کر دیں اور کہہ دیں کہ اے اللہ کے شاہسوارو! سوار ہو جاؤ ہر سننے والے فرمانبردار کو دوسری نماز بنی قریظہ میں گزارنی چاہیے۔ اس اعلان کے عام ہو جانے کے بعد حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا اور انہیں جھنڈا عنایت فرمایا، حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر فرمایا خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ پہنی ڈھال کندھا مبارک پر رکھی نیزہ دست مبارک میں لیا اور اس گھوڑے پر سوار ہوئے جس کا نام لحیف تھا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ گھوڑے کا نام صیقا تھا اور ایک اور گھوڑا بھی ساتھ لے لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تیار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داہنی طرف اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف تھے مہاجرین وانصار کے بہادر بھی ہمرکاب تھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی نیزہ تھامے ساتھ تھے۔ مسلمانوں کا لشکر تین ہزار کا تھا اس میں چھتیس گھوڑے ساتھ تھے اثنائے راہ میں جب قبیلہ بنی بخار کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ تمام مسلح ہو کر کھڑے ہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے پوچھا کہ تم لوگوں نے کس کے حکم سے ہتھیار پہنے ہیں انہوں نے کہا، حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ہتھیار پہن لیے ہیں۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو حضرت جبریل علیہ السلام تھے جو بتا کر گئے ہیں مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت تھا جب مسلمان بنی قریظہ کے پاس پہنچے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے وقت کی رعایت کرتے ہوئے عصر کی نماز ادا کر لی اور بعض نے بنو قریظہ میں جا کر ادا کی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں جماعتوں کے عمل کو مسلم و برقرار رکھا اور کچھ نہ فرمایا۔

(زرقانی جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

بنی قریظہ کا محاصرہ:

اسلامی لشکر نے 23 ذی قعدہ کو بنی قریظہ کا محاصرہ کر لیا یہ محاصرہ پندرہ روز تک جاری رہا ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ محاصرہ پچیس راتوں تک جاری رہا۔ پندرہ روز تک مسلمان ان پر تیر برساتے رہے۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس غزوہ میں ہم کھجوروں پر گزارا کرتے تھے جو کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اونٹوں پر لاد کر ہمارے پاس بھیجتے تھے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے کھجوریں اچھا کھانا ہے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

کعب کی تجویز:

اس طویل محاصرے نے بنو قریظہ کو تھکا دیا اور اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں میں دہشت ڈال دی۔ قریش اور غطفان کی واپسی کے وقت حیی بن اخطب وہ عہد پورا کرنے کے لیے جو اس کے اور کعب بن اسد کے مابین ہوا تھا بنو قریظہ کے ساتھ ان کے قلعے میں داخل ہو گیا تھا جب ان سب کو یقین ہو گیا کہ اب ہماری خیریت نہیں ہے تو کعب بن اسد یہودیوں سے یوں مخاطب ہوا اے گروہ یہود! معاملہ کی جو صورت آن پڑی ہے اسے تم دیکھ رہے ہو اب میں تمہارے سامنے تین تجویزیں پیش کرتا ہوں ۔ پہلی تجویز تو یہ ہے کہ ہم محمد (ﷺ) کی اطاعت کر لیں اور ان کی تصدیق کر دیں خدا کی قسم! تم پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ وہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ وہی نبی ہیں جن کے بارے میں تم تورات میں پڑھتے ہو۔ اگر اس تجویز کو مان لو گے تو پھر اپنی جان و مال اور اپنی اولاد اور اپنی عورتوں کی طرف سے مامون ہو جاؤ گے یہودیوں نے اس تجویز کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ ہم اپنا دین کسی صورت نہیں چھوڑیں گے۔

Marfat.com

کعب نے دوسری تجویز یہ پیش کی کہ آؤ ہم اپنے بچوں اور عورتوں کو قتل کر دیں پھر محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں سے اس وقت تک مقابلہ کریں، جب تک کہ کوئی فیصلہ نہ ہو اگر ہم ہلاک ہو گئے تو اپنے بعد اپنی نسل ہی نہ چھوڑیں گے جس کا ہمیں خوف وخیال رہے۔ اور اگر ہم غالب آ گئے تو عورتیں اور بچے تو اور بھی مل جائیں گے۔ یہودیوں نے اس تجویز کو بھی رد کر دیا اور کہا کہ عورتوں اور بچوں کے بعد زندگی کا کیا لطف آئے گا۔

کعب نے کہا تیسری اور آخری تجویز یہ ہے کہ یہ شنبہ کی رات ہے اور مجھے پکا یقین ہے کہ اگر ان سے کہا جائے تو محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی اس رات میں ہمیں امان دے دیں گے یا پھر یہ کہ قلعے سے اترو اور رات میں اچانک حملہ کر دو شب خون مارو اور دیکھو کہ کیا ہوتا ہے۔ یہود نے اس تجویز کو اس بناء پر قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ اس رات کی تعظیم وحرمت ہمارے دین میں ہے اس لیے ہم یہ نہیں کریں گے۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ:

طویل محاصرے سے تنگ آ کر یہودیوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابولبابہ رضی اللہ عنہ بن عبد المنذر (جو کہ ان کے دوست اور حلیف تھے) کو بھیج دیجیے تا کہ ہم ان سے اپنے معاملے میں مشورہ کر سکیں۔ اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا ان کو دیکھ کر بنو قریظہ سب کے سب کھڑے ہو گئے عورتیں اور بچے ان کے سامنے آ کر رونے لگے اور سخت گریہ زاری کی حضرت ابولبانہ رضی اللہ عنہ پر بھی رقت طاری ہو گئی۔ بنو قریظہ نے کہا! اے ابولبابہ رضی اللہ عنہ! آپ کی رائے ہے کیا ہم محمد (ﷺ) کے حکم کے مطابق قلعے سے اتر جائیں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اثبات میں جواب دیا اور ساتھ ہی اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتا دیا کہ قلعے سے اترنا بس ذبح ہو جانے کے مترادف ہے۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ابھی میرے قدم اپنی جگہ پر تھے کہ میں نے محسوس کر لیا میں نے اللہ اور اس کے رسول کے معاملے میں خیانت کی ہے۔ اس کے بعد حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ فوراً چل پڑے لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس نہ گئے اور مسجد نبوی میں جا کر مسجد کے ستون کے ساتھ خود کو

Marfat.com

باندھ لیا اور عہد کیا کہ میں اس وقت تک یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اس گناہ کو نہ بخش دے۔ حضور سرور کائنات ﷺ کو جب ان حالات کی خبر ہوئی تو ارشاد فرمایا۔ ابولبابہ رضی اللہ عنہ میرے پاس آتے تو میں ان کے لیے استغفار کرتا اب وہ جو کچھ کر چکے ہیں اس کے پیش نظر میں انہیں اس وقت تک رہا نہیں کر سکتا جب تک اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول نہ کرلے۔

روایات میں آیا ہے کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ چھ رات بندھے رہے ہر نماز کے وقت ان کی زوجہ محترمہ آتیں اور نماز کے لیے کھول دیتیں جب نماز سے فارغ ہوتے تو پھر ستون سے بندھ جاتے یا پھر ان کو قضائے حاجت کے لیے کھولا جاتا تھا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ پندرہ روز کے بعد حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ قبول ہوئی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے صبح سویرے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرما رہے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس وجہ سے تبسم فرما رہے ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوگئی اس پر میں نے عرض کیا کیا میں ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو اس کی خوشخبری نہ سناؤں ارشاد فرمایا تمہاری خواہش ہے تو جا کر خوشخبری دے دو، چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا! اپنے حجرہ مبارک کے دروازہ پر کھڑی ہوئیں اور یہ اس وقت کی بات ہے جب عورتوں پر پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ پکار کر فرمایا، اے ابولبابہ رضی اللہ عنہ! تمہیں بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول فرمائی ہے۔ یہ سن کر مسجد میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دوڑتے ہوئے آئے تاکہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو رہا کردیں لیکن حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اس وقت تک نہ کھولو جب تک حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تشریف لا کر اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں چنانچہ جب حضور ﷺ صبح کی نماز کے لیے ان کے پاس سے گزرے تو انہیں کھول کر رہا کردیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

ثالث کی تقرری:

اگلے دن صبح کے وقت بنو قریظہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے مطابق قلعے سے اتر کر نیچے آگئے اس پر قبیلہ اوس کے لوگ دوڑتے ہوئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

کے پاس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ بنو قریظہ ہمارے حلیف ہیں نہ کہ خزرج کے اور کل ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے بھائیوں کے حلیف کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ آپ کی نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ہے۔ بنو قریظہ سے قبل حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام لے بنی قینقاع کا محاصر کیا تھا جو قبیلہ خزرج کے حلیف تھے۔ بنی قینقاع، بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے قلعے چھوڑ کر نیچے آگئے تھے پھر ان کے بارے میں عبداللہ بن ابی بن سلول نے سفارش کی تھی اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی سفارش پر بنی قینقاع کو معاف کر دیا تھا جب قبیلہ اوس کے لوگوں نے اس قسم کی گفتگو کی تو آپ ﷺ نے فرمایا، اے گروہ اوس! کیا تم اس سے خوش ہو گے کہ تمہارے قبیلہ ہی کا کوئی آدمی اس کا فیصلہ کر دے انہوں نے کہا ہمیں منظور ہے چنانچہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ثالث مقرر کر دیا گیا اور یہ طے پایا کہ وہ جو بھی فیصلہ کریں گے انہیں قبول ہو گا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ یہود کے مردوں کے ہاتھ مضبوطی سے باندھ دیں اور حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو ان کی عورتوں، بچوں اور اموال واسلحہ کے ضبط کرنے پر متعین فرمایا۔

(زرقانی جلد دوم۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ:

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ غزوہ خندق میں تیر لگنے سے شدید زخمی تھے اس لیے ان کو سواری پر بٹھا کر بنو قریظہ کی طرف لے جایا گیا وہاں پہنچ کر انہوں نے یہودیوں کے بارے میں فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا کہ لڑنے والے مردوں کو قتل کر دیا جائے جبکہ عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے۔ اور یہودیوں کا مال واسباب مال غنیمت کے طور پر مجاہدین میں تقسیم کر دیا جائے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا اے سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم نے ان کے بارے میں وہ حکم دیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر سے حکم کیا تھا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

فیصلے پر عمل درآمد:

اس کے بعد رسول کریم ﷺ نے حکم دیا کہ بنو قریظہ کے مردوں کے ہاتھوں کو گردن میں

Marfat.com

باندھ کر مدینہ منورہ لایا جائے اور قید کر دیا جائے چنانچہ اسی طرح ہی کیا گیا مروی ہے کہ قید کی حالت میں ان کے آگے کھجوریں ڈال دی جاتی تھیں چونکہ انکے ساتھ مضبوط رسیوں سے بندھے ہوئے تھے اس لیے وہ منہ کے بل گر کر کھجوروں کو کھاتے تھے پھر حضور ﷺ کے حکم پر مناسب جگہ خندق کھودی گئی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلواروں سے ان مجرموں کی گردنوں کو اڑا کر خون خندق میں بہا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس روز چار سو کی تعداد میں قتل کیے گئے بعض کا کہنا ہے کہ چھ سو یا سات سو یا نو سو قتل کیے گئے۔ (معارج النبوۃ جلد سوم)

حی بن اخطب کا قتل:

جب حی بن اخطب کو ہاتھ باندھ کر حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اس نے گلابی رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا اور اپنے کپڑے جگہ جگہ سے پھاڑ رکھے تھے تاکہ وہ چھیننے کے قابل نہ رہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، او دشمن خدا! بالآخر اللہ تعالیٰ نے تجھے میرے ہاتھ میں قید کرا دیا اور تجھ پر ذلت وخواری مسلط کر دی اور مجھے تجھ پر غالب کر کے حاکم بنایا حی بن اخطب نے کہا میں اپنے آپ کو آپ کی دشمنی میں ملامت نہیں کرتا لیکن جس کو اللہ رسوا کرے اسے کوئی عزت نہیں ملتی میں نے اپنی عزت تلاش کی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دی مجھے کوئی خوف نہیں اس قسم کی بہت سی مصیبتیں بنی اسرائیل پر آئی ہیں کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد وہ بیٹھ گیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی گردن اتارنے کے لیے تلوار کھینچی تو اس نے کہا میری درخواست ہے کہ میرے کپڑے نہ اتارنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ بات میرے نزدیک قتل کرنے سے آسان ہے پھر حی بن اخطب نے گردن اوپر کھینچی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی گردن تن سے جدا کر دی (سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

کعب بن اسد کا قتل:

اس کے بعد کعب بن اسد کو گردن کے ساتھ ہاتھ باندھے ہوئے حضور ﷺ کے سامنے لایا گیا حضور ﷺ نے اس سے فرمایا، اے کعب تو نے ابن جلاس کی نصیحت سے کیوں فائدہ حاصل نہیں کیا کہ اس نے تمہیں میری متابعت کا حکم دیا تھا اور وصیت کی تھی کی جب تم محمد ﷺ کو دیکھو تو میرا اسلام ان کی خدمت میں پہنچانا پھر فرمایا، اے کعب! ایمان لے آ تو خوب جانتا ہے کہ

Marfat.com

میں رسول برحق ہوں۔ کعب ابن اسد نے کہا، اے ابوالقاسم! توریت کی قسم! میں آپ کی تصدیق تو کرتا اور آپ کی اطاعت کرتا لیکن اس شرم سے کہ لوگ کہیں گے کہ عاجز ہو کر جان کے خوف سے ایمان لے آیا میں دین یہود پر مرتا ہوں۔

اس کا جواب سن کر حضور ﷺ نے فرمایا، اسے بھی اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچا دو چنانچہ اس کو بھی قتل کر دیا گیا۔ (معارج النبوۃ جلد سوم)

ایک یہودیہ کا قتل:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ بنی قریظہ کی عورتوں میں سے صرف ایک عورت قتل کی گئی وہ عورت میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ اتنے میں پکارنے والے نے اس کا نام پکارا اس عورت نے کہا میں اس جگہ ہوں۔ اس نے کہا، نکل کر باہر آجا۔ وہ ہنستی ہوئی اٹھی اور کہا۔ مجھے قتل کرنے کے لیئے بلاتے ہیں میں نے کہا عورتوں کو قتل کرنے کا رواج تو نہیں ہے پھر تجھے کیوں قتل کرنے کے لیے بلاتے ہیں اس نے کہا میں بنی قریظہ میں سے ایک شخص کی بیوی تھی اور ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ بڑی محبت تھی جب محاصرہ طویل ہو گیا تو میرے خاوند نے مجھ سے کہا اگر محمد (ﷺ) نے ہم پر قابو پالیا تو مردوں کو قتل اور عورتوں کو قید کر لیں گے۔ میں نے اس سے کہا، افسوس ہمارا ساتھ ختم ہو جائے گا اور جدائی کی مصیبت میں تبدیل ہو جائے گا مجھے تمہارے بغیر زندگی پسند نہیں ہے۔

میرے شوہر نے کہا، اگر تم سچ کہتی ہو تو مسلمانوں کی ایک جماعت ہمارے قلعہ کی دیوار کے نیچے بیٹھی ہوئی ہے یہ چکی کا پتھر ان کے سر پر پھینک دے ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کوئی مارا جائے اور تجھے اس کے قصاص میں قتل کریں۔ میں نے ایسے ہی کیا اور دیوار کے اوپر سے پتھر نیچے لڑھکا دیا وہ پتھر حضرت خلاد بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لگا جس سے وہ مر گئے اس بنا پر مجھے ان کے قصاص میں بلاتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مدت گزر گئی میں اس (عورت) کو کبھی نہیں بھولوں گی اگر چہ اسے معلوم تھا کہ قتل کی جانے والی ہوں لیکن اتنی ہشاش بشاش تھی کہ ہنس رہی تھی۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم۔ مدارج النبوہ جلد دوم)

Marfat.com

ایک یہودی جان بخشی پر راضی نہ ہوا:

بنی قریظہ کے یہودیوں میں ایک بوڑھا شخص زبیر بن باطا بھی تھا اس نے زمانہ جاہلیت میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک احسان کیا تھا یعنی اس نے جنگ بعاث میں حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کر لیا تھا لیکن صرف پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا تھا اس بنا پر حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس آئے وہ شخص بوڑھا ہو چکا تھا انہوں نے اس سے کہا، کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ اس نے کہا، ہاں پہچانتا ہوں، حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، تم نے مجھ پر جو احسان کیا تھا میں چاہتا ہوں کہ اس کا بدلہ ادا کروں۔ زبیر نے کہا شریف آدمی ہی شریف آدمی کا بدلہ ادا کرتا ہے۔ اس کے بعد حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! زبیر کا مجھ پر ایک احسان ہے میں چاہتا ہوں کہ اس احسان کا بدلہ چکا دوں اس لیے آپ میری خاطر اس کی جان بخشی کر دیجئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا، میں نے زبیر تمہیں بخشا، پھر حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ زبیر کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے میری خاطر تیری جان بخشی کر دی ہے۔

اس نے کہا میں بوڑھا آدمی ہوں بیوی اور بچوں کے بغیر زندگی لے کر کیا کروں گا۔ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوبارہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ زبیر کی بیوی اور بچے مجھے ہبہ فرما دیجئے۔ رسول کریم ﷺ نے ہبہ فرما دیے تو حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ زبیر کے پاس آئے اور کہا کہ حضور ﷺ نے تمہاری بیوی اور بچے مجھے ہبہ فرما دیے ہیں اور یہ سب تمہارے سپرد ہیں۔ زبیر نے کہا، وہ اہل و عیال جو ایک بوڑھے کی کفالت میں ہوں جس کے پاس ایک ورنہ بھی نہ ہو بغیر مال کے وہ بوڑھا ان کی کفالت کیسے کر سکتا ہے۔ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس کا مال و متاع بھی عنایت فرما دیجئے آپ ﷺ نے اس کا مال و متاع بھی عنایت فرما دیا چنانچہ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ زبیر کے پاس آئے اور کہا کہ رسول کریم ﷺ نے تمہارا مال و متاع عنائیت فرما دیا ہے۔

یہ سن کر زبیر نے کہا اے ثابت! اس شخص کا (یعنی کعب بن اسد) کیا ہوا جس کا چہرہ چینی

Marfat.com

آئینے کی طرح تھا اور محلے کی کنواری اور خوبصورت لڑکیاں اس کا خوبصورت چہرہ دیکھنے کے لیے اکٹھی ہوا کرتی تھیں، حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا وہ قتل ہو گیا۔ اس نے پھر پوچھا شہر کا وہ بزرگ وسردار جو لوگوں کو جنگ پر ابھارتا تھا ضرورت پڑنے پر کھانا دیتا تھا اور غریبوں اور مسکینوں سے ہمدردی کرتا تھا یعنی حی بن اخطب اس کا کیا بنا؟ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، وہ بھی قتل ہو گیا اس کے بعد اس نے پوچھا، اچھا یہ بتاؤ اس شخص کا کیا بنا جو ہمارے حملہ کرنے کے وقت پیش پیش رہتا تھا اور ہمارے بھاگنے کے وقت وہ ہمارا محافظ ہوتا تھا یعنی عزال بن سموول، حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ وہ بھی قتل ہو گیا۔ پھر زبیر نے پوچھا، اس شخص کا کیا بنا جس کی تدبیر بہت درست ہوتی تھی اور جب وہ کسی جماعت کی طرف متوجہ ہوتا تو انہیں متفرق کر دیتا اور جس مشکل کو حل کرنا چاہتا حل کر لیتا تھا یعنی نباش بن قیس، اسے جواب دیا گیا کہ وہ بھی قتل ہو گیا۔

اسی طرح اس نے بنی قریظہ کے ایک ایک رئیس اور سردار کے بارے میں پوچھا جب ہر ایک کے قتل کیے جانے کی اسے خبر سنائی گئی تو اس نے کہا، اے ثابت! خدا کی قسم ساتھیوں کی جدائی اور احباب سے دوری موت سے زیادہ تلخ ہے لہٰذا میں اپنے احسان کے بدلے میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے بھی اپنے دوستوں کے پاس پہنچا دے کیونکہ ان لوگوں کے بعد زندگی میں کوئی بہتری نہیں میں اتنی دیر بھی صبر نہیں کر سکتا جتنی دیر میں بھرے ہوئے ڈول کا پانی پیالے میں ڈالا جاتا ہے میں اپنے دوستوں کے پاس جا کر ملنے کا خواہش مند ہوں۔ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی اس بات سے بہت برہم ہوئے اور اسے قتل کے لیے آگے کر دیا چنانچہ اسے بھی قتل کر دیا گیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

مروی ہے کہ جب مسلمانوں کو بنی قریظہ کے یہودیوں کے قتل سے فراغت حاصل ہو گئی تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زخم کھل گیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب زخمی حالت میں اپنے خیمہ میں موجود تھے تو بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی کہ

"اے اللہ! تو جانتا ہے کہ مجھے کسی قوم سے لڑنے کی اتنی زیادہ آرزو نہیں

Marfat.com

ہے جتنی کفار قریش سے لڑنے کی آرزو ہے جنہوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور ان کو ان کے وطن سے نکالا ، یا اللہ! میرا تو یہی خیال ہے کہ اب تو نے ہمارے اور کفار قریش کے مابین جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے لیکن اگر ابھی کفار قریش سے کوئی جنگ باقی رہ گئی ہو تو پھر مجھے زندہ رکھ تا کہ میں تیری راہ میں ان کافروں سے جنگ کروں اور اگر اب ان لوگوں سے کوئی جنگ باقی نہ رہ گئی ہو تو میرے اس زخم کو کھول دے اور تو مجھے اسی زخم میں موت عطا فرمادے"۔

جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زخم کھل گیا اور خون بہتے ہوئے مسجد نبوی کے اندر لگے ہوئے بنی غفار کے خیمہ تک آ گیا یہ دیکھ کر لوگ حیران ہوئے کہ یہ خون کہاں سے بہہ کر آ رہا ہے جب دیکھا گیا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا اور پھر اسی زخم سے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پا گئے۔

(بخاری شریف جلد دوم ، مدارج النبوۃ جلد دوم)

مال غنیمت کی تقسیم:

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے کے مطابق بنو قریظہ کے عورتیں اور بچے قید کر لیے گئے مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا مال غنیمت میں ایک ہزار پانچ سو تلواریں ، تین سو زرہیں ۔ایک ہزار پانچ سو ڈھالیں بے شمار دولت برتن اونٹ چوپائے اور بھیڑ بکریاں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ یہ غزوہ سات ذی الحجہ 5ھ کو ختم ہوا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم ، تاریخ اسلام جلد اول)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ بنی لحیان

اس غزوہ کے وقوع پذیر کی تاریخ کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ایک روایت یہ ہے کہ غزوہ بنی لحیان 29 صفر 6 ھ کو ہوا، ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ جمادی الاول 6 ھ میں ہوا۔ابن حزم کے مطابق ہجرت کے پانچویں سال ہوا بعض کا کہنا ہے کہ ماہ ربیع الاول 6 ھ میں ہوا۔اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ الرجیع کے قبیلہ بنولحیان نے دھوکے سے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسلام کی تعلیم دینے کے لیے بلوایا۔اور انہیں شہید کر دیا یہ واقعہ ہجرت کے تیسرے سال پیش آیا تھا مگر پے در پے غزوات کے باعث حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنی فرصت ہی نہ مل سکی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے جا کر بنولحیان کی سرکوبی فرماتے اور دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت کا بدلہ لے سکتے یہاں تک کہ ہجرت کا چھٹا سال آ گیا۔

اس واقعہ کے بعد سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی لحیان کی حرکت کی وجہ سے ملول اور رنجیدہ رہتے تھے کیونکہ انہوں نے حضور سرور کائنات ﷺ سے غداری کی تھی چنانچہ اس غداری کی سزا دینے کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تیار فرمائی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور 29 صفر 6 ھ کو روانہ ہوئے بنی لحیان کی سرکوبی کے لیے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسی حکمت عملی اختیار فرمائی تھی کہ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ملک شام کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں اس طریقہ کار کا مقصد یہ تھا یہ اچانک بنی لحیان پہنچ جائیں اور انہیں سزا دیں،

حضور سرور کائنات ﷺ منازل و مراحل طے کرنے کے بعد اس مقام پر پہنچے جس جگہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کیا گیا تھا وہاں پر حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے استغفار کر کے دعائے خیر فرمائی۔بنی لحیان کو جب حضور نبی کریم

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ اپنے گھروں سے نکل کر بھاگ اٹھے اور بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر چھپ گئے اس طرح انہوں نے اپنی جانوں کو ہلاک ہونے سے بچالیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جگہ پر قیام فرمایا اور اطراف و جوانب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعتوں کو بھیجا جب آپ قبیلہ عسفان میں پہنچے تو ایک روایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اور ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو ایک جماعت کے ساتھ عسفان سے آٹھ میل کے فاصلے پر واقع وادی کراع الغمیم میں بھیجا یہاں تک کہ قریش کو لشکر اسلام کی خبر ہوئی تو وہ بے چین اور خوہوئے مسلمانوں کے ہاتھ کوئی دشمن نہ آیا اور نہ ہی کسی نے مقابلہ کرنے کی جرات کی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام چودہ روز اس سفر میں رہنے کے بعد واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

والدہ ماجدہ کی قبرانور کی زیارت:

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ عسفان پہنچے تو اس دوران والدہ ماجدہ کی قبرانور کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے اور والدہ ماجدہ کی قبرانور کے قریب دو رکعت نماز ادا فرمائی آپ ﷺ کی چشمان اطہر آنسوؤں سے تر ہو گئیں ہم بھی آپ ﷺ کی موافقت میں رونے لگے۔ جب قبرانور سے واپس آئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف توجہ کرتے ہوئے دریافت فرمایا کہ تمہارے رونے کا سبب کیا تھا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو ہم نے سمجھا کہ شاید امت کے بارے میں کوئی ناقابل برداشت حکم نازل ہوا ہے اس لیے ہم رو پڑے، حضور ﷺ نے فرمایا، ایسا نہیں ہے بلکہ، یہ میری والدہ ماجدہ کی قبر مبارک ہے میں نے دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے دعا کی۔ (معارج النبوۃ جلد سوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ ذی قرد

غزوہ ذی قرد کو غزوہ تمابہ بھی کہا جاتا ہے یہ غزوہ ربیع الاول 6ھ کو وقوع پذیر ہوا۔ اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غزوہ بنی لحیان سے مدینہ منورہ واپس تشریف لائے ہوئے۔ ابھی چند ہی راتیں گزری تھیں۔ کہ عینیہ بن حصین فزاری نے بنوغلطفان کے چند لوگوں کے ساتھ مل کر مدینہ منورہ کے شمال میں واقع مقام غابہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اونٹوں پر شب خون مارا ان اونٹوں کے پاس غفاری قبیلہ کے ایک صحابی اپنی بیوی کے ساتھ موجود تھے عینیہ نے صحابی کو شہید کر دیا ابن سعد کا کہنا ہے کہ یہ صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادہ تھے۔ عینیہ صحابی کو شہید کرنے کے بعد بیس اونٹنیاں ہنکا کر لے گیا۔

اس بارے میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام حضرت رباح رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے باہر نکلے میں حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار تھا طلوع آفتاب کے وقت اچانک میں نے دیکھا کہ عینیہ بن حصین حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دودھ دینے والی اونٹنیوں کی چراگاہ میں پہنچا شتربان کو شہید کر کے اونٹنیوں کو لوٹ کر لے جا رہا تھا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا گھوڑا حضرت رباح رضی اللہ عنہ کو دیا تاکہ وہ فوری طور پر جا کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع دے دیں پھر میں ایک ٹیلے پر چڑھا اور بلند آواز سے تین مرتبہ نعرہ لگایا۔ اس کے بعد تیز تلوار اور تیروں کے ترکش کے ساتھ جو میرے ہمراہ تھا ان کے پیچھے بھاگا جب میں ان کے قریب پہنچا تو ان کی طرف تیر پھینکتا اور ہر تیر کے ساتھ ان میں سے کسی نہ کسی کو زخمی کر دیتا اس صحرا میں بہت سے درخت تھے جب کوئی سوار میری طرف آتا تو میں درخت کے پیچھے چھپ جاتا اور اس کو تیر مارتا کبھی پہاڑ پر چڑھ جاتا اور ان کی طرف پتھر پھینکتا میں نے ان کو اس طرح تنگ

Marfat.com

کیا کہ وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنیوں کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے میں نے ان اونٹنیوں کو مدینہ منورہ کی جانب ہانک دیا اور پھر ان لٹیروں کے تعاقب میں چل پڑا۔ تیروں کے زخموں سے ان تمام کو عاجز اور خوفزدہ کر دیا یہاں تک کہ وہ نیزے اور چادریں پھینکتے جاتے تھے تاکہ میری توجہ ان اشیاء کی طرف ہو جائے اور تیر اندازی کا سلسلہ رک جائے میں جب ان چیزوں کے نزدیک پہنچتا تو ان پر پتھر رکھ دیتا اور پھر ان کے تعاقب میں رہتا۔ ان کے تیس نیزے اور تیس چادریں میرے قبضہ میں تھیں۔ اس وقت اچانک مشرکین کی ایک جماعت انکی مدد کے لیے آ گئی ان میں سے چند افراد میرے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے دوڑے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد سوم)

اسلامی لشکر کی روانگی:

ادھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سوار تو پہلے ہی آگے روانہ فرما دیے اس کے ساتھ ہی مدینہ منورہ میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے نیزے پر جھنڈا لہرایا پھر سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک روایت کے مطابق پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ 16 ربیع الاول 6ھ کو لٹیروں کے تعاقب میں خود بھی روانہ ہو گئے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اچانک میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوار درختوں کے درمیان سے نمودار ہوئے سب سے آگے حضرت احزم اسدی رضی اللہ عنہ تھے ان کے پیچھے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بن اسود کندی تھے۔ کفار کی نظر جب مسلمان مجاہدین پر پڑی تو وہ بھاگ اٹھے حضرت احزم رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے روانہ ہونے لگے تو میں نے پہاڑ سے اتر کر ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور کہا عجلت نہ کرو اتنی دیر تک صبر کرو جب تک کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ پہنچ جائیں حضرت احزم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، اے سلمہ رضی اللہ عنہا! اگر تم اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور جانتے ہو کہ جنت اور دوزخ حق ہے تو پھر میرے اور شہادت کے مابین حائل نہ ہو۔ اس پر میں نے حضرت احزم رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی

Marfat.com

لگام چھوڑ دی۔

اس کے بعد حضرت احزم رضی اللہ عنہ انتہائی تیزی کے ساتھ عبدالرحمٰن بن عینیہ کے نزدیک پہنچے اور اس کو نیزہ مارا لیکن نیزے کا وار کارگر ثابت نہ ہوا اسکے بعد عبدالرحمٰن نے نیزے کے ساتھ حضرت احزم رضی اللہ عنہ پر ایک زبردست وار کیا اور ان کو شہید کر دیا اور اپنے گھوڑے سے اتر کر حضرت احزم رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو گیا اسی اثناء میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن کے نزدیک پہنچ گئے اور نیزے کے ایک ہی وار سے اسے جہنم واصل کر دیا اور خود اس کے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

مشرکین کا فرار:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن کے قتل ہو جانے کے بعد ہم مشرکین کے تعاقب میں روانہ ہوئے کفار ایک گھاٹی میں داخل ہو گئے جس میں پانی کا چشمہ تھا جسے ذی قرد کہتے تھے۔ یہ غزوہ اسی مقام سے منسوب ہے۔ کفار کا ارادہ تھا کہ وہ اس چشمہ تک پہنچیں تاکہ اس سے پانی پئیں لیکن ہم چونکہ ان کے انتہائی قریب پہنچ گئے اس لیے وہ خوف کی وجہ سے پانی نہ پی سکے اور تیزی سے بھاگ نکلے۔ میں نے اکیلے ہی انکا تعاقب جاری رکھا اور شام کے وقت تک انکے پیچھے لگا رہا ان کے دو اونٹ۔ (ایک روایت کے مطابق دو گھوڑے پکڑ کر واپس آیا)

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب میں واپس ذی قرد میں پہنچا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمان مجاہدین کے ساتھ اس جگہ پر قیام فرما تھے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار کے ان اونٹوں میں سے جو کہ غنیمت کے طور پر مسلمانوں کو حاصل ہوئے تھے ایک اونٹ ذبح کیا ہوا تھا اور اس کے جگر اور کوہان کو حضور سرور کائنات ﷺ کے نزدیک بھون رہے تھے۔ میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! دشمن پیاسے اور خوفزدہ ہو کر بھاگے جا رہے ہیں مجھے اجازت مرحمت فرمایئے کہ میں اپنے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو منتخب کر کے ان کے تعاقب میں جاؤں اور ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں۔ حضور علیہ

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا تم ایسا کرو گے؟ میں نے عرض کیا اس اللہ کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معزز و مکرم کیا میں ایسا ہی کروں گا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرائے رات کا وقت تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دندان مبارک کی تابانی دکھائی دینے لگی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اکوع کے بیٹے جب تم قابو پالو تو نرمی برتو۔ایک روایت میں ہے کہ ارشاد فرمایا۔اس وقت قبیلہ غطفان کے لوگ ان کی ضیافت کر رہے ہیں۔اس کے بعد اور شخص بیان کرتا ہے کہ کفار کی جماعت کو ایک غطفانی نے روک کر اونٹ ذبح کیا تھا جس وقت وہ اونٹ کی کھال اتار رہے تھے دور سے گرد و غبار اڑتا ہو دکھائی دیا اور وہ اس خیال سے کہ اسلامی لشکر آرہا ہے بھاگ نکلے۔حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے روز بہترین سوار ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ہیں اور بہترین پیادہ سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں پھر مجھے سوار اور پیادہ کا حصہ دیا اور ایک شب و روز ذی قرد کے چشمے پر قیام فرما کر 21 ربیع الاول کو واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔(مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ حدیبیہ

ذی قعدہ 6ھ کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ عمرے کی نیت سے مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئے یہ سفر جنگ کی نیت سے نہیں تھا لیکن چونکہ حضور سرور کائنات ﷺ نے بنفس نفیس اس میں شرکت فرمائی اس لیے غزوات میں شمار کیا جاتا ہے اور ایک موقع پر جنگ کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا جس کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے بیعت لی تھی۔

مدینہ طیبہ سے روانگی:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے ہیں عمرہ ادا فرمایا اور اپنے دست اقدس میں خانہ کعبہ کی چابی پکڑی بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سر منڈوائے اور عرفات میں ٹھہرے جب حضور سرور کائنات ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے خواب بیان فرمایا تو وہ بہت خوش اور مسرور ہوئے اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سفر کا سامان مہیا کرنے میں مصروف ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی فرمایا کہ سفر کی تیاری کرو۔

یہ ذی قعدہ کی پہلی تاریخ اور دوشنبہ کا دن تھا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اونٹنی قصوی پر کجاوہ ڈال کر سوار ہوئے اور مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔ روایات میں آتا ہے کہ اس سفر میں اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تلوار کے علاوہ کوئی ہتھیار نہ تھا کیونکہ وہ عمرہ کی نیت سے جا رہے تھے جبکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مثلاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلحہ کے متعلق مکمل اہتمام کیا ہوا تھا حالانکہ حضور سرور کائنات ﷺ نے ایسا کوئی حکم

Marfat.com

نہیں فرمایا تھا۔
اس سفر میں قربانی کے لیے ستر اونٹ بھی ساتھ تھے۔ جب مشرکین مکہ کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکہ مکرمہ کی طرف آنے کی خبر ہوئی تو ان سب نے اتفاق کر لیا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے انہوں نے اردگرد کے قبائل اور گروہوں سے اس معاملے میں مدد طلب کی تمام ان کی امداد کے لیے متفق ہوئے اور مکہ مکرمہ سے باہر نکل کر چھاؤنی قائم کر لی۔
ابن ہشام نے لکھا ہے کہ جب حضور نبی کریم الصلوٰۃ والسلام مقام عسفان میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بشر بن سفیان نے ملاقات کی ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا ہوا تھا انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی اطلاع سن چکے ہیں اور مکہ مکرمہ کے نزدیک ذی طوی کے مقام پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں انہوں نے ایک دوسرے سے عہد کیا ہے کہ آپ] صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے روکیں گے۔
(سیرت ابن ہشام جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اطلاع کے ملنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب فرمایا، اور ارشاد فرمایا کیا یہ مناسب ہے کہ ہم ان لوگوں کے اہل وعیال پر حملہ کریں جنہوں نے نے قریش کی مدد کی ہے اور ان کے گھربار لوٹ لیں تا کہ ان میں بے چینی پیدا ہوا اور وہ اپنے گھربار کی خاطر قریش سے الگ ہو جائیں پھر ہم قریش کے ساتھ آسانی سے نمٹ لیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم اس سال خانہ کعبہ کی زیارت اور عمرہ ادا کرنے کی نیت سے نکلے ہیں ہمارا کسی کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ نہیں تھا اگر قریش ہمیں خانہ کعبہ کی زیارت سے روکیں گے تو پھر اس وقت ہم ان سے جنگ کریں گے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو پسند فرمایا اور ارشاد فرمایا اللہ کا نام لے کر چلو لیکن مقام کراع غمیم میں خالد بن ولید قریش کے ہراول دستہ کو لیے بیٹھا ہے اس لیے کون ہے جو ہمیں یہ راستہ چھوڑ کر جس پر کہ قریش ہیں کسی دوسرے راستے سے

Marfat.com

لے چلے تاکہ ہم ان کی بے خبری میں ان کے سر پر پہنچ جائیں۔قبیلہ اسلم کے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ خدمت میں سرانجام دوں گا۔ چنانچہ یہ صحابی سب مسلمانوں کو ایک سخت پتھریلے راستوں سے گھاٹیوں کے اندر سے ہوتے ہوئے لے گئے جب اس راستے سے سب نکل گئے۔مسلمانوں پر یہ راستہ بڑا دشوار تھا اور نرم زمین پر وادی کے موڑ پر پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب کہو ہم اللہ سے بخشش کے طلبگار ہیں۔اور اس کے حضور توبہ کرتے ہیں چنانچہ سب نے توبہ استغفار کی۔(مدارج النبوہ جلد دوم)

حدیبیہ میں قیام:

روایات میں آتا ہے۔کہ خالد بن ولید کو اس وقت علم ہوا جب مسلمانوں کے گھوڑوں کے سموں کے غبار کو دیکھا اور اسلامی لشکر کے حملہ سے شکست کو غنیمت جانتے ہوئے بھاگ کر قریش سے جا ملے اور ان کو صورت حال کی خبر دی۔جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حدیبیہ کے نزدیک واقع مقام ثنیۃ المرار کے نزدیک پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصویٰ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے بیٹھ گئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے بڑی کوشش کی کہ اونٹنی اٹھ جائے لیکن اونٹنی نہ اٹھی اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قصویٰ تھک گئی ہے۔حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قصویٰ چلنے سے تھکی نہیں ہے اور نہ یہ اس کی عادت ہے البتہ اسے ہاتھی کے روکنے والے نے روک دیا یعنی جس نے محمود نامی ہاتھی کو جو کہ خانہ کعبہ کو منہدم کرنے والے ہاتھیوں کے ساتھ آیا تھا جس طرح روک دیا تھا اور اسے بٹھا دیا تھا اسی طرح اس کو بھی روک دیا ہے۔اس کے بعد ارشاد فرمایا آج قریش مجھ سے جو بھی سوال کریں گے جس میں حرم کی تعظیم ہو میں اسے قبول کرلوں گا۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو اشارہ فرمایا تو وہ کھڑی ہوگئی اور اس کنویں کے پاس جا کر بیٹھ گئی جو حدیبیہ کی حدود میں واقع ہے اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔اس پانی کو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے نکال لیا اور تھوڑی دیر میں پانی ختم ہوگیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پیاس کی شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور اپنے ایک صحابی کو دیا یہ صحابی تیر لے کر وہاں ایک کنویں میں اتر گئے اور وہ تیر کنویں کے بالکل درمیان میں گاڑ دیا چنانچہ پانی نے اس قدر جوش مارا کہ تمام لشکر سیراب ہوگیا۔

Marfat.com

(زرقانی علی المواہب)

قریش کی طرف سے سرکردہ افراد کی آمد:

اس مقام پر اسلامی لشکر قیام پذیر ہوگیا۔ تو پھر قبیلہ بنوخزاعہ کے دوسرے افراد کے ساتھ بدیل بن ورقاء خزاعی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس مقصد سے آئے ہیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم جنگ کے ارادے سے نہیں آئے ہمارا مقصد صرف زیارت کعبہ اور عمرہ ادا کرنا ہے۔ قریش کو جنگ کی بڑی خواہش ہے اور ان کی یہ خواہش انکے لیے نقصان دہ ہے اگر وہ پسند کریں تو میں مدت متعین کر دیتا ہوں تا کہ ہم اس میں ایک دوسرے کے ساتھ جنگ کریں اور مجھے تمام کے ساتھ چھوڑ دیں اگر میں مغلوب ہوگیا تو ان کا مقصد حل ہو جائے گا اور اگر ان پر میں غالب آیا تو وہ بھی اگر چاہیں تو دوسروں کی طرح میری اطاعت کریں اور اگر نہ کریں گے تو پھر مصالحت کی معینہ مدت تک جنگ وجدال اور حرب وقتال سے فرصت ہوگی۔ اگر قریش میری ان باتوں سے جو میں نے کہی ہیں انکار کریں تو مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔ اور اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک کہ قتل نہ ہو جاؤں اور بے شک اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد کرے گا اور اپنے حکم کو نافذ کرے گا۔

بدیل اور دوسرے خزاعی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے اٹھ کر واپس قریش کے پاس گئے اور کہا اے گروہ قریش! محمد ﷺ کے معاملے میں تم جلد بازی کر رہے ہو محمد (ﷺ) جنگ کے لیے بالکل نہیں آئے ان کا مقصد صرف خانہ کعبہ کی زیارت کرنا ہے۔ یہ سن کر قریش بگڑ گئے اور کہا کہ اگر چہ وہ جنگ کے ارادے سے نہیں آئے مگر رب کعبہ کی قسم! پھر بھی انہیں بیت اللہ میں بزور داخل نہ ہونے دیا جائے گا۔

روایات میں آتا ہے کہ اس کے بعد قریش نے باری باری دو اور اشخاص کو بھیجا اور انہوں نے بھی اسی طرح کیں باتیں کی جیسی کہ بدیل خزاعی نے کی تھیں اس پر عردہ بن مسعود ثقفی اٹھا اور کہنے لگا اے گروہ قریش! میں وہ سخت سست الفاظ سن چکا ہوں جو تمہارے پاس ہر وہ شخص لاتا ہے جسے تم محمد (ﷺ) کے پاس روانہ کرتے ہو اور تم جانتے ہو کہ آپ لوگ میرے باپ کی

Marfat.com

جگہ ہیں اور میں آپ کا بچہ ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ پر کیا افتاد پڑی ہے اس لیے میں نے اپنی قوم کے ان لوگوں کو جمع کرلیا ہے جنہوں نے میری اطاعت کی ہے پھر میں تمہارے پاس آیا ہوں تا کہ تمہاری مدد کرسکوں (یہ عروہ بن مسعود ثقفی بعد میں اسلام لے آئے تھے) قریشیوں نے ان سے کہا کہ تم نے سچ کہا ہے ہمیں تم پر اعتماد ہے چنانچہ عروہ حضور نبی کریم الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں آیا۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے وہی باتیں جو بدیل سے کی تھیں اسے بھی کہیں عروہ نے کہا اے محمد (ﷺ)! تم نے اوباش لوگوں کی جماعت اپنے اردگرد جمع کرلی ہے پھر انہیں لے کر آئے ہو کہ اپنے قبیلے کو ان سے کر پہنچاؤ۔ سن لو قریش مع اپنی عورتوں اور بچوں کے نکل آئے ہیں چیتے کی کھالوں میں ملبوس ہیں خدا سے انہوں نے عہد کیا ہے کہ وہ تمہیں بہ زور مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہونے دیں گے اور خدا کی قسم! کل لڑائی کا رخ بدلا تو یہ تمہیں چھوڑ جائیں گے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے عروہ کی گفتگو سن کر گالی دیتے ہوئے کہا کیا ہم لوگ انہیں چھوڑ جائیں گے؟ عروہ نے پوچھا یہ شخص جو حد سے بڑھ رہا ہے کون ہے؟ عروہ کو بتایا گیا کہ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بن ابو قحافہ ہیں۔ عروہ کہنے لگا خدا کی قسم! اگر مجھ پر تمہارا احسان نہ ہوتا تو میں اس سخت کلامی کا جواب دیتا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اس پر حق یہ تھا کہ زمانہ جاہلیت میں عروہ پر قرض ہو گیا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عروہ کو دس گائیں دی تھیں۔ اس کے بعد عروہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عربوں کے پرانے رواج کے مطابق داڑھی پکڑ کر باتیں کرنے لگا۔ حضرت مغیرہ بن شیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر پر خود پہنے تلوار ہاتھ میں لیے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک کھڑے تھے جب عروہ کا ہاتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ریش مبارک تک پہنچتا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ تلوار کا دستہ عروہ کے ہاتھ پر مار کر کہتے ادب کا خیال رکھ اور اپنے آپ کو حد ادب سے نہ بڑھا۔ جب حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی تنبیہہ اور منع کرنا کئی بار ہوا تو عروہ بولا تیرا برا ہو کتنا سخت دل اور درشت مزاج ہے۔ اس پر حضور سرور کائنات ﷺ نے تبسم فرمایا، پھر عروہ نے پوچھا۔ یا محمد (ﷺ) یہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا یہ تمہارے عم زادہ مغیرہ بن شیبہ رضی اللہ عنہ ہیں عروہ نے کہا، اے غدار! میں تیرے غدر کی اصلاح کرتا ہوں اور تیرے معاملہ کو درست کرنے کی کوشش

Marfat.com

کرتا ہوں اور تو مجھے اس طرح بدلہ دیتا ہے۔ عروہ کا اس جملے سے مطلب یہ تھا کہ حضرت مغیرہ بن شیعہ رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے سے پہلے بنو مالک جو کہ بنو ثقیف کی شاخ ہے کہ تیرہ آدمی قتل کر دیے تھے اس پر بنی ثقیف کے دونوں قبیلے بھڑک اٹھے تھے اس وقت عروہ نے مقتولین کے تیرہ خون بہا دیۓ تھے اس طرح معاملہ ہموار کیا تھا۔

حاصل کلام یہ کہ عروہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے واپس قریش کے پاس گیا تو اس نے بھی وہی باتیں ان سے کیں جو پہلے آنے والے لوگ کر چکے تھے قریش نے کہا اے عروہ! اس قسم کی باتیں ہم قبول نہیں کر سکتے ہم اپنے اس ارادہ پر ڈٹے ہوئے ہیں کہ ہم محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کو خانہ کعبہ کی زیارت نہیں کرنے دیں گے۔

روایات میں آتا ہے کہ قریش نے اپنے چالیس یا پچاس آدمی بھیجے اور انہیں ہدایت کی کہ وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لشکر کا چکر لگائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے اگر کوئی ہاتھ آئے تو اسے مار دیں لیکن یہ تمام گرفتار ہو گئے اور ان کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں لایا گیا۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ تمہیں مکہ مکرمہ جانا چاہیے تاکہ قریش کو سمجھاؤ کہ ہم جنگ کے ارادے سے نہیں بلکہ عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب انور پر روشن ہے کہ قریش کی عداوت میرے متعلق کس قدر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری شدت طبع کو کفار کے بارے میں جانتے ہیں اگر ان کو مجھ پر قابو پانے کا موقع ملا تو بلاشبہ وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے اس لیے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بھیجئے گا بہتر ہو گا کیونکہ وہ قریش کے نزدیک بہت عزیز ہیں اور ان کے بہت سے عزیز اقارب بھی مکہ مکرمہ میں موجود ہیں۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم۔ معارج النبوۃ جلد سوم)

بیعت رضوان:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تجویز کو پسند فرمایا چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہو گئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو

Marfat.com

ابان بن سعید بن العاص ملا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے یہاں قیام پر آمادہ کیا اور اس وقت تک اپنی پناہ میں رکھا جب تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا پیغام نہ پہنچا دیا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ابوسفیان اور دوسرے قریشی معززین کے پاس آئے اور ان کو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ پیغام سنایا جو وہ لے کر آئے تھے۔ قریش نے اس پیغام کے جواب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا، اگر تم چاہو تو بیت اللہ کا طواف کرلو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس وقت تک طواف نہ کروں گا جب تک حضور سرور کائنات ﷺ خود طواف نہ کریں اس پر قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس روک لیا۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جانے اور وہاں قیام کو کئی دن گزر گئے تو اسلامی لشکر میں یہ خبر پھیل گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خبر ملی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اب ہم اس جگہ سے اس وقت تک نہ ہٹیں گے جب تک کہ اس قوم سے جنگ نہ کرلیں آپ ﷺ نے مسلمانوں کو بیعت کرنے کی دعوت دی یہی بیعت رضوان ہے جو درخت کے نیچے لی گئی کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہ تھا جو وہاں موجود ہو اور اس نے بیعت نہ کی ہو اس بیعت میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام نے اپنے بائیں دست مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دوسرے دست مبارک پر رکھ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے خود بیعت فرمائی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

صلح حدیبیہ:

مسلمانوں کے اس عزم کی اطلاع جب کفار کو ملی تو انہوں نے مکرز بن حفص، سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبد العزیٰ کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس صلح کے لیے بھیجا۔ سہیل نے درخواست کی کہ قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کرتے ہیں بشرطیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال واپس چلے جائیں اور آیندہ سال عمرہ ادا فرمائیں۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے نرمی برتتے ہوئے قریش کے ساتھ اس طرح صلح فرمائی کہ دس سال تک مسلمانوں اور قریش میں جنگ

Marfat.com

نہیں ہوگی ان دس سالوں میں جنگی ہتھیار نہیں اٹھائے جائیں گے اور ایک دوسرے کے شہروں میں آمدورفت ہوتی رہے گی ایک دوسرے کے اموال اور جانوں سے تعرض نہیں کریں گے اور مشرکین میں سے ہر شخص جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس معاہدہ میں شامل ہوگا قریش اس سے تعرض نہیں کریں گے اور جو شخص قریش کے ساتھ معاہدہ کرلے گا مسلمان اس سے مزاحم نہیں کریں گے اور جو شخص قریش کے ساتھ معاہدہ کرلے گا مسلمان اس سے مزاحم نہیں ہوں گے جب مسلمان آئیندہ سال عمرہ ادا کرنے کے لیے آئیں گے تو تلواریں درمیان میان میں ہوں گی اور تین دن سے زیادہ مکہ مکرمہ میں قیام نہیں کریں گے اور ایک دوسرے کے حلیف سے بالکل تعرض نہ کریں گے کفار میں سے جو شخص بغیر اجازت مسلمان ہوکر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں آئے گا اور اپنے دین سے بیزار ہوکر مسلمانوں کے پاس آجائے گا اسے واپس بھیج دیا جائے گا اور مسلمانوں میں سے جو شخص اگر مرتد ہوکر قریش کی پناہ میں چلا جائے گا قریش اسے واپس نہیں بھیجیں گے۔ آخری شرط سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو تعجب ہوا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شرط کو قبول فرماتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا جب اس جماعت میں سے کوئی شخص ہمارے پاس آئے گا اور ہم اسے واپس کردیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کشادگی اور راستہ پیدا کردے گا اور جو شخص ہم سے اعراض کرے گا اور کفار کے پاس چلا جائے گا سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں بلکہ وہ مشرکین کے ساتھ ہی رہنے کے زیادہ مناسب ہے۔

صلح نامہ حدیبیہ لکھنے کے لیے حضور ﷺ نے حضرت اوس بن خولی انصاری کو طلب کیا تو سہیل بن عمرو نے کہا۔ کہ اس صلح نامہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر کریں چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح نامہ کی کتابت فرمائی رسول کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ سہیل بن عمرو نے کہا رب کعبہ کی قسم! ہم رحمٰن کو نہیں جانتے کہ کون ہے؟ لکھو باسمك اللهم۔ مسلمانوں نے کہا، ہم بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بغیر کوئی دوسری چیز نہیں لکھیں گے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

)! لکھو باسم اللھم، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے فرمانے پر عمل کیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے لکھوایا ''ھذا ماقضی علیه محمد رسول اللہ''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھ دیا تو سہیل بن عمرو نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ ہم آپ کی رسالت کو تسلیم نہیں کرتے اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو کبھی بیت اللہ سے نہ روکتے اور نہ ہی جنگ کرتے لہٰذا آپ محمد بن عبداللہ لکھوائیے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں محمد رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ یہ اور بات ہے کہ تم لوگ میری رسالت کو جھٹلاتے ہو یہ فرما کر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا! اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)؟ رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دو اور اس کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھ دو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں آپ کے نام کو ہرگز نہیں مٹاؤں گا رسول کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ تحریر لے کر اپنے دست مبارک سے رسول اللہ کے لفظ کو محو کر دیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد:

صلح نامہ حدیبیہ ابھی لکھا جا رہا تھا کہ حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ اسلام قبول کرنے کے بعد مشرکین سے طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کر رہے تھے کسی طرح قید سے نکل کر بیڑیاں گھسیٹتے ہوئے گرتے پڑتے حدیبیہ میں پہنچ گئے اور رسول کریم ﷺ کے سامنے آ گرے ان کا باپ سہیل بن عمرو کفار کی طرف سے وکیل تھا بیٹے کے منہ پر تھپڑ مارا۔ چونکہ صلح نامہ کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ کافروں میں جو شخص اسلام قبول کرے گا اور ہجرت کرے گا، مسلمان اس کو واپس کر دیں گے اور اگر مسلمانوں میں سے خدانخواستہ کوئی شخص مرتد ہو کر مکہ مکرمہ واپس چلا جائے گا تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ سہیل بن عمرو نے کہا اے محمد (ﷺ)! یہ پہلی بات ہے جس پر معاہدہ ہوا ہے اس کو میرے سپرد کیجیے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، ابھی کتابت مکمل نہیں ہوئی سہیل نے کہا۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر میں آپ سے کوئی صلح نہیں کروں گا۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا، اس ایک آدمی کو میرے لیے مستثنیٰ کر دو اور اسے مجھے دے دو سہیل بن عمرو نے اس بات کو قبول نہ کیا چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا اے سہیل! تو پھر اس کے بعد کا

Marfat.com

از کم اسے تکلیف نہ پہنچانا۔ مکرز بن حفص نے اس بات کی ضمانت دی کہ اس کے بعد ابو جندل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو تکلیف نہیں پہنچائی جائے گی۔ حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ ان کا باپ ان کو مکہ مکرمہ میں واپس لے جائے گا تو مسلمانوں سے پکار کر فریاد کی کہ میں ستم رسیدہ ہوں مصیبتیں اٹھا کر آیا ہوں اور ابھی واپس کیا جا رہا ہوں اے مسلمانو! مجھے مشرکین کے حوالے کرتے ہو حالانکہ میں مومن اور مسلمان ہو کر آیا ہوں اور تمہارے پاس پناہ حاصل کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا صبر کرو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھو اور اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھو کہ وہ تمہیں اور باقی مسلمانوں کو جو مکہ مکرمہ میں ہیں بہت جلد کشادگی اور نجات کی راہ عطا فرمائے گا اب ان لوگوں کے ساتھ (قریش کے ساتھ) شرط طے ہوگئی ہے اس لیے معاہدہ کی خلاف ورزی کرنا ہمارا دستور نہیں صبر کرنا ہی اچھا ہے۔ (معارج النبوۃ جلد سوم)

مدینہ طیبہ واپسی:

قریش کے ساتھ معاہدہ امن کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اواخر ذی قعدہ میں واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ روایات میں آتا ہے کہ صلح حدیبیہ سے پہلے اسلام میں اتنی بڑی کوئی فتح حاصل نہیں ہوئی اس لیے کہ جہاں بھی لوگ ایک دوسرے سے دوچار ہوتے تھے جنگ ہو کر رہتی تھی لیکن جب یہ معاہدہ ہوا تو جنگ روک دی گئی لوگ ایک دوسرے سے مامون ہو گئے اور میل ملاقات کرنے لگے آپس میں گفت وشنید اور تبادلہ خیال ہونے لگا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگر کوئی شخص اسلام کے بارے میں بات کرتا اور اس کی سمجھ میں کوئی چیز آ جاتی تو وہ اسلام میں داخل ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ اس سے پہلے مسلمانوں کی جو تعداد تھی اس کے برابر یا ان سے بھی زیادہ لوگ ان دو برسوں میں اسلام میں داخل ہوئے اور پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے دو سال بعد مکہ مکرمہ فتح کرنے نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار مسلمان مجاہدین تھے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ خیبر

غزوہ خیبر ہجرت کے ساتویں سال میں وقوع پذیر ہوا اس کا سبب یہ تھا۔کہ جنگ خندق میں یہودی بری طرح ناکام ہوئے تھے۔اس لیے وہ ہر وقت اس موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔کہ کسی طرح مسلمانوں پر کاری ضرب لگائی جائے۔قبائل غطفان جو کہ لوٹ مار کے شوقین تھے ان کے ہاتھ بھی کچھ نہ آیا تھا۔اور پھر جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قریش سے حدیبیہ میں صلح کر لی تھی۔اور چونکہ بظاہر اس صلح نامہ میں کچھ شرائط ایسی تھیں۔جو قریش کے حق میں جاتی تھیں۔اس لیے غطفان اور اہل خیبر کی ہمت بڑھ گئی۔اور یہود طرح طرح سے مسلمانوں کو تنگ کرنے لگ گئے تھے۔

خیبر کی طرف پیش قدمی:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام 7 ھ کے ماہ محرم کے آخری دنوں میں خیبر کی طرف تشریف لے گئے مدینہ منورہ میں حضرت سباع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا اور ایک ہزار چار سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک روایت کے مطابق سولہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے اسلامی لشکر میں دو سو گھوڑے بھی تھے۔

مدینہ منورہ کی جانب شمال کی طرف سے ایک سمت مشرق کی طرف صحرائے نجد اور دوسری طرف جانب مغرب میں پہاڑی سلسلہ دور تک چلا گیا ہے۔جس کے کنارے تقریباً سو میل کے فاصلے پر ایک سرسبز شاداب وادی ہے۔جس کو خیبر کہتے ہیں۔اس زمانے میں یہ وادی یہودیوں کی طاقت کا زبردست مرکز تھی جہاں چھ مضبوط قلعے تھے جن کی وجہ سے یہ مقام اور بھی مضبوط ہو گیا تھا خیبر کے اطراف میں بنی غطفان کا زبردست قبیلہ آباد تھا جس کی مختلف شاخیں بنی مرہ اور فزارہ وغیرہ مدینہ منورہ کے قریب تک آباد ہو گئی تھیں۔

Marfat.com

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مدینہ منورہ سے خیبر جانے کو نکلے تو مدینہ منورہ اور وادی الفرع کے درمیان واقع عصر پہاڑ کے راستے چلے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مسجد بنائی گئی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ اور خیبر کے درمیان واقع ایک مقام صہبا پہنچے اس کے بعد لشکر لے کر خیبر سے قریب ترین وادی رجیع میں قیام فرمایا یہ منزل خیبر اور غطفان کے درمیان تھی اس جگہ پر قیام کرنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیبر اور غطفان کے درمیان حائل ہو جائیں تا کہ غطفان اہل خیبر کو کوئی کمک نہ پہنچا سکیں۔

خیبر کی طرف جاتے ہوتے راستے میں اپنے دوستوں کے کہنے پر حضرت عامر بن سنان بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدی سنانا شروع کی۔

وَاللّٰہِ لَوْ لَا اللّٰہُ مَا اھْتَدَیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

اللہ کی قسم! اگر تیری مدد نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔

اِنَّا اِذَا قَوْمٌ بَغَوْا عَلَیْنَا وَاِنْ اَرَادُوْ فِتْنَۃً اَبَیْنَا

جب کوئی ہماری قوم بغاوت یا کوئی فتنہ برپا کرتی ہے تو ہم اس سے نفرت وانکار کرتے ہیں،

فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا

پس اے اللہ! جس وقت دشمن سے ہمارا سامنا ہو۔تو ہمیں ثابت قدم رکھ ہمیں اطمینان اور وقار عطا فرما۔

رسول کریم ﷺ نے جب حدی کی آواز سنی تو دریافت فرمایا یہ (حدی خوان) کون ہے عرض کیا گیا کہ عامر بن اکوع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضور ﷺ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔

اس ضمن میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ہم میں سے ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ان کی شہادت (تو) واجب ہوئی آپ ﷺ نے ہمیں ان سے کوئی نفع نہ اٹھانے دیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم،مدارج النبوۃ جلد دوم)

جاسوس کی گرفتاری:

صہبا کے مقام پر رسول کریم ﷺ نے نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد روانگی اختیار فرمائی اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیس سواروں کے ساتھ لشکر کے آگے طلیعہ کے طور پر بھیجا

Marfat.com

عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودیوں کے ایک جاسوس کو گرفتار کرلیا اور اس سے اہل خیبر کے بارے میں معلومات دریافت کیں اس نے کہا کہ اہل خیبر نے کنانہ بن الحقیق ہوذہ بن قیس اور ایلی کو بنوغطفان کے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ خیبر والوں کی امداد کے لیے آئیں چنانچہ عینیہ بن بدر بہادر جوانوں کی ایک جماعت کے ساتھ خیبر کے قلعہ میں آیا ہے اس کے ساتھ دو ہزار جنگجو ہیں جو محمد (ﷺ) کے ساتھ جنگ و مقابلہ کرنے کے منتظر ہیں۔

حضرت عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا بلاشبہ تم دشمنوں کے جاسوس ہو۔ اسے زدوکوب کرتے ہوئے کہا گیا کہ اگر تم سچ بولو گے تو تمہاری خلاصی ہوگی۔ اس نے کہا مجھے امان دو تاکہ میں سچ کہوں جب اسے امان دے دی گئی تو اس نے کہا، تم لوگوں کی پیش قدمی کا سن کر وہ لوگ بہت خوفزدہ ہیں اور بنی قریظہ اور بنونضیر کے واقعہ سے ان کے دل میں رعب طاری ہوا ہے کہ وہ اس خوف سے کسی طرح نہیں بھی نکل نہیں سکے۔ مدینہ طیبہ کے منافقین نے ان کو خبر پہنچائی ہے کہ محمد ﷺ تمہاری طرف متوجہ ہیں لیکن تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں جہاں تک ہو سکے ان سے جنگ کرو کیونکہ تمہاری تعداد ان سے بہت زیادہ ہے اور تمہارے پاس جنگی سامان بھی زیادہ ہے جب قاصد نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کا پیغام ان کو پہنچایا تو کنانہ بن الحقیق نے مجھے تاکہ میں تم لوگوں کے لشکر کے حالات اور صحیح تعداد کے بارے میں معلوم کر کے خبر پہنچاؤں۔

حضرت عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جاسوس کو رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور اس کے تمام حالات کے بارے میں بتایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاسوس کے قتل پر اصرار کیا تو حضرت عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ میں نے اسے امان دی ہے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جاسوس کو حضرت عباد رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا جاسوس نے اسی وقت اسلام قبول کرلیا۔ (معارج النبوۃ جلد سوم)

اسلامی لشکر خیبر میں:

مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ وادی خرصہ کے راستہ سے خیبر کے قلعوں کے درمیان تشریف لائے جب حضور ﷺ کی نگاہ مبارک خیبر کی بستی پر پڑھی تو آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔

ترجمہ:۔ یااللہ! اے آسمانوں اور جو کچھ ان کے سائے میں ہے اس کے

Marfat.com

پروردگار! اور اے زمینوں اور جو کچھ ان میں لگایا جاتا ہے۔ ان کے پروردگار! اور اے شیاطین اور ان کے گمراہ کرنے کے پروردگار! ہم تجھ سے اس بستی اور اس کے باشندوں کی بھلائی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی کی درخواست کرتے ہیں اور بستی کے شر اور اس کے باشندوں کے شر اور جو کچھ اس میں ہے ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں''۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کی آمد کی خبر سن کر یہودا اپنے قلعوں میں گھس گئے اور اندر سے پتھر اور تیر برسانے لگے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلامی لشکر کو قلعوں کے چاروں طرف اس طرح سے پھیلا دیا کہ ہر قلعے کا الگ الگ محاصرہ کرلیا اس طرح ایک قلعے کا دوسرے قلعے سے رابطہ ٹوٹ گیا سب سے پہلے ناعم قلعہ فتح ہوا جس میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بھائی محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ انتہائی بے جگری سے مقابلہ کرتے ہوئے۔ کنانہ بن الربیع کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

ایک یہودی کی گرفتاری:

ایک رات حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی لشکر کی نگہبانی پر مامور تھے آپ نے ایک یہودی کو پکڑ لیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں لانے سے قبل اس کو قتل کرنے کا حکم دیا تو یہودی نے کہا مجھے اپنے پیغمبر (ﷺ) کے پاس لے جاؤ کیونکہ میں نے ان کو کوئی بات بتانی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کردیا۔ یہودی نے کہا اے ابوالقاسم! اگر آپ مجھے امان دیں تو میں آپ سے ایک سچی بات عرض کردں، رسول کریم ﷺ نے اسے امان دے دی تو یہودی نے کہا، میں قلعہ نطاط سے آرہا ہوں خیبر والوں کی خبر یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی آمد اور رعب و دبدبہ سے بہت زیادہ خوفزدہ ہیں انکا ارادہ ہے کہ آج رات قلعہ شق میں منتقل ہو جائیں سامان حرب اور قیمتی ذخائر کو انھوں نے ایک جگہ پر چھپا دیا ہے میں اس جگہ سے آگاہ ہوں جب کل وہ قلعہ فتح ہو جائے گا تو میں وہ جگہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دکھا دوں گا۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس پر یہودی نے کہا کہ میرے اہل و

Marfat.com

عیال اس قلعہ میں ہیں انہیں، مجھے بخش دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ان کو میں نے تجھے بخش دیا۔ دوسرے روز قلعہ نطاط اور قلعہ شق مسلمانوں نے فتح کر لیے اس کے بعد وہ یہودی اپنے اہل وعیال کے ساتھ آیا اور اسلام قبول کر لیا (معارج النبوۃ جلد دوم)

عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم خیبر میں پہنچے اور وہاں کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ فتح حاصل ہوئی اس وقت شدید بھوک محسوس ہوئی اور فتح کے دن شام کو ہمارے پڑاؤ میں جگہ جگہ آگ جلنے لگی رسول کریم ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کیسی آگ ہے اور تم لوگ کس چیز کے نیچے آگ جلا رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم گوشت پکا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کس چیز کا گوشت ہے، ہم نے کہا گدھوں کا ارشاد فرمایا اس گوشت کو پھینک دو اور ہانڈیاں توڑ دو۔ ایک شخص نے کہا، ہم گوشت پھینک کر ہانڈیاں دھو نہ ڈالیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا اچھا یہی سہی۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر کے دوران جب لڑائی ہوئی اور دشمن سے ہمارا سامنا ہوا صف بندی ہوئی تو حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی یہودی پر تلوار کا وار کیا چونکہ ان کی تلوار چھوٹی تھی اس کی وجہ سے وہ تلوار لوٹ کر ان کے زانو پر لگ گئی جس کے صدمہ سے ان کی وفات ہو گئی۔ جب لشکر واپس ہوا تو رسول کریم ﷺ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اس وقت آپ ﷺ نے میری طرف دیکھا اور پوچھا سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم غمگین کیوں ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں لوگوں کا خیال ہے کہ عامر (بن اکوع) کے تمام اعمال ضائع ہو گئے۔ (یعنی ان لوگوں کے خیال میں عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خودکشی کی تھی) رسول کریم ﷺ نے فرمایا، جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ غلط کہتے ہیں عامر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوہرا اجر ملے گا پھر آپ ﷺ نے اپنی دو انگشت مبارک ملائیں اور فرمایا بے شک عامر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مجاہد تھا۔

اس ضمن میں بعض روایات میں آتا ہے کہ غزوہ خیبر میں جب مرحب نے مسلمانوں کو مقابلے کے لیے للکارا تو حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ رجز پڑھتے ہوئے اس کے مقابلے پر

Marfat.com

آئے۔

قد علمت خیبر انی عامر　　　شاکی السلاح بطل مغامر

""خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں ہتھیاروں سے لیس ہوں اور خطرات میں کود جانے والا بہادر ہوں'' اس کے بعد دونوں میں مقابلہ ہوا مرحب یہودی کی تلوار حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈھال میں دھنس گئی یہ اسے جھٹکا دے کر چھڑانے لگے تو وہ یا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی تلوار بڑے زور سے ان کو لگ گئی جس سے ان کی رگ اکحل کٹ گئی اور وہ شہید ہو گئے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ان کا عمل ضائع ہو گیا یہ سن کر حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں روتے ہوئے حاضر ہوئے حضور ﷺ نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں۔ عامر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا عمل ضائع ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کس نے کہا؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے چند صحابہ کرام نے، اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا، ان لوگوں نے غلط کہا بلکہ عامر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لیے دوگنا اجر ہے۔ (بخاری شریف۔ مسلم شریف سیرت ابن ہشام جلد دوم)

قلعہ قموص کی فتح:

دوسرے قلعے بھی مسلمانوں نے آہستہ آہستہ فتح کر لیے مگر خیبر کا قلعہ قموص جس میں مشہور یہودی مرحب رہتا تھا کسی طرح فتح نہ ہوتا تھا اسلامی لشکر بار بار اس قلعہ پر تابڑ توڑ حملے کرتا لیکن یہودیوں کی طرف سے زبردست مزاحمت ہوتی تھی۔ احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ ایک رات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول چاہتا ہے اور جو اللہ اور رسول کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھ پر فتح فرمائے گا۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول چاہتا ہے تو حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور سرور کائنات ﷺ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھا اور پھر اس امید کے ساتھ اٹھا کہ جھنڈا مجھے عنایت فرمایا جائے گا۔ حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس رات حضور نبی کریم علیہ الصلوہ والسلام نے یہ کلمہ زبان اقدس سے ادا فرمایا تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے

Marfat.com

درمیان جوش وخروش پیدا ہوا کہ دیکھیں کل ہم میں سے کس کو جھنڈا عطا ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے سوائے اس دن کے کبھی بھی امارت کو پسند نہیں کیا اور نہ ہی کبھی اس کی خواہش کی۔ حضرت بریدہ بن خضیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قریش کی ایک جماعت ایک دوسرے سے کہتی تھی کہ یہ تو طے شدہ بات ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مرتبہ پر فائز نہ ہوں گے کیونکہ وہ آنکھوں میں درد کی وجہ سے مدینہ منورہ میں ہیں اور شدت درد کی وجہ سے اپنے پاؤں تک نہیں دیکھ سکتے۔ جب صبح ہوئی تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور فرمایا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ کو لاؤ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لایا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر کو اپنی ران پر رکھ کر اپنا لعاب دھن مبارک ان کی آنکھوں میں لگایا فوری طور پر آنکھوں کی تکلیف رفع ہوگئی اور آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ اچھی ہوگئیں پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا فرمائی یا اللہ! ان سے گرمی وسردی دونوں کو دور رکھ۔ ابن ابی لیلی کا کہنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گرمی کے موسم میں روئی سے بھرا ہوا لباس پہنتے تھے اور ان کو گرمی نہیں لگتی تھی اور سخت سردیوں میں باریک لباس پہنتے تھے اور انہیں اس سے کوئی نقصان نہ ہوتا تھا کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد پھر کبھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آنکھوں کی تکلیف بھی نہیں ہوئی۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا مرحمت فرمایا تو اس وقت ان کو اپنی خاص زرہ بھی پہنائی اور ذوالفقار تلوار میان میں باندھ کر ارشاد فرمایا یہ جھنڈا لے کر جاؤ اور لڑو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان کو اسلام کی طرف دعوت دو اور خبر کردو اس چیز سے جو ان پر حق اللہ میں سے واجب ہے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنڈا لے کر نکلے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر قلعے کے نیچے پتھروں کے ایک ڈھیر پر جھنڈا گاڑ دیا۔ قلعے کی چوٹی سے ایک یہودی نے جھانک کر دیکھا اور پوچھا تم کون ہو؟ جواب میں فرمایا میں علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ ہوں۔ اب یہودی نے کہا اس کتاب

Marfat.com

کی قسم! جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی تم ہم پر غالب ہو چکے ہو۔ پھر یہودی نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا توریت کی قسم! تم اس شخص سے مغلوب ہو گئے یہ فتح کیے بغیر نہ لوٹے گا۔

ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ قلعہ سے مرحب کا بھائی حارث یہودی نکلا اس کے ساتھ اس کی قوم کے کئی افراد تھے انہوں نے قلعہ سے باہر نکلتے ہی مسلمانوں پر حملہ کر دیا جس سے کئی مسلمان شہید ہو گئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوری طور پر ادھر متوجہ ہوئے اور تلوار کے ایک ہی وار سے حارث یہودی کو جہنم واصل کر دیا۔ جب مرحب کو اپنے بھائی کے مارے جانے کا پتہ چلا تو وہ انتہائی غیظ و غضب کے عالم میں یہودیوں کی ایک جماعت کے ساتھ قلعہ سے باہر نکلا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے مقابلے کے لیے آگے بڑھے اور تھوڑی دیر کے بعد مرحب کی لاش زمین پر پڑی تڑپ رہی تھی۔ باقی یہودی شکست کھا کر قلعے کی طرف بھاگے اور چاہا کہ قلعے کا پھاٹک بند کر لیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلعے کا دروازہ اکھاڑ کر پھینک دیا اس طرح اسلامی فوج قلعے میں داخل ہو گئی۔

جب اسلامی فوج نے خیبر کے تمام قلعوں کو فتح کر لیا تو تمام قلعوں والے امان دیئے جانے کی فریاد کرنے لگے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت طلب فرمائی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے اہل خیبر کو امان دے دی گئی اور یہ شرط رکھی گئی کہ ہر آدمی اونٹ پر کھانا لاد کر لے جائے اور ان شہروں سے باہر نکل جائیں۔ نقدی۔ اسلحہ اور تمام سامان مسلمانوں کے پاس چھوڑ جائیں اور کسی چیز کو چھپا کر نہ رکھیں اور اگر کوئی ایسا سامان ظاہر ہو جائے جو انہوں نے بتایا نہ ہوگا تو پھر امان بھی ان کے عہد و پیمان کی مانند ختم و نابود ہو جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب فتح کی خبر لے کر حضو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پہنچے تو آپ ﷺ نے ان کو آغوش میں لیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا۔ تمہاری کوشش اور بہادرانہ کردار کی خبر مجھے پہنچی بے شک اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہے اور میں تجھ سے راضی ہوں''۔ (زرقانی جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

Marfat.com

کنانہ کا قتل:

جب خیبر کے تمام قلعے مسلمانوں نے فتح کر لیے تو کنانہ بن ابی الحقیق کا قلعہ قموص فتح کرنے سے مسلمانوں کے ہاتھ چار سو تلواریں، ایک سو ڈھال، پانچ سو کمانیں، ایک ہزار نیزے اور بے شمار مال واسباب آیا۔ روایات میں آتا ہے کہ بنی نضیر جب مدینہ منورہ سے جلاوطن ہوئے تو ان میں ابی الحقیق کا خاندان بہت ہی رئیس تھا ابورافع سلام بن ابی الحقیق کا لقب تاجر الحجاز تھا اور قریش اور عرب قبائل میں اس کا سود کا کاروبار تھا۔ کعب بن اشرف اس کا نواسہ تھا اور ملک الیہود کنانہ بن ربیع اس کا بھتیجا تھا۔ کنانہ کے پاس بیشمار دولت تھی اس نے اونٹ کی کھال میں وہ سونا، زیور اور جواہرات جو اسے اپنے باپ کی وارثت سے ملے تھے بھر رکھے تھے اور اس کے پاس بے شمار لوگوں کے زیورات جمع تھے چونکہ مکہ مکرمہ میں جب کسی کو شادی یا دیگر ضروری کاموں کی وجہ سے ضرورت پڑتی تو وہ کنانہ سے ادھار لے لیا کرتے تھے اس تمام خزانے کو اس نے ایک ویرانے میں دفن کر دیا تھا۔ تاکہ مسلمانوں کے ہاتھ نہ لگے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کنانہ کے خزانے کے بارے میں علم تھا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنانہ کو بلایا اور اُس سے اس کے خزانے کے بارے میں پوچھا اُس نے کہا نے کہا۔ یا ابوالقاسم! سب خرچ ہو چکا اس کو تو ہم جنگی سامان کی فراہمی اور دیگر ضروریات میں خرچ کر چکے ہیں اب اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام حجت کے واسطے فرمایا کہ اگر اس کے بعد اس کے خلاف ظاہر ہوا تو تمہارا خون مباح ہوگا اور تمہیں امان نہیں ہوگی۔ کنانہ نے کہا کہ ٹھیک ہے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات پر گواہ ہوئے اس کے ساتھ ہی یہودیوں کی ایک جماعت کو بھی گواہ بنالیا گیا۔

خیبر کے ایک شخص نے کنانہ سے کہا کہ محمد (ﷺ) تم سے جو کچھ طلب کرتے ہیں اگر تمہارے پاس ہے اور تم جانتے ہو کہ وہ کہاں ہے تو ان کو بتا دو ورنہ مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس پر سے مطلع فرما دے گا اور تو ذلیل ہوگا۔ کنانہ نے اس شخص کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور اپنی ضد پر ڈٹا رہا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سے آگاہ

Marfat.com

فرمادیا کہ وہ خزانہ کہاں ہے چنانچہ حضور سرور کائنات ﷺ نے کنانہ کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تم آسمانی خبر کے مطابق جھوٹے نکلے ہو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ اس ویرانہ میں بھیجا اور مسلمان زمین کو کھود کر وہاں سے خزانہ نکال لائے۔ ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ ایک یہودی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں آیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں نے کنانہ کو ہر روز صبح کے وقت اس ویرانے کا چکر لگاتے ہوئے دیکھا ہے چنانچہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کنانہ سے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اگر خزانہ تمہارے پاس سے برآمد ہوا تو تم مارے جاؤ گے۔ کنانہ نے اثبات میں جواب دیا اس کے بعد حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا انہوں نے ویرانہ کھود کر خزانہ نکال لیا اس عذر کی وجہ سے جو کنانہ کی طرف سے ظہور پذیر ہوا یہود کا خون مباح ہو گیا کنانہ جس کے سابقہ جرائم انتہائی سنگین تھے۔ اس نے لڑائی کی یہ آگ بھڑکائی تھی اور محاصرے کے دنوں میں حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام نے کنانہ کو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا تا کہ وہ اس کو اپنے بھائی محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے عوض قتل کر دیں۔

کنانہ کے قتل کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہودیوں پر اپنا کرم فرمایا اور ان کا خون نہ بہایا صرف یہ حکم فرمایا کہ ان کی عورتوں کو قید اور ان کے اموال کو غنیمت کے طور پر قبضہ میں لے لیا جائے پھر اس حکم کو عام کر دیا گیا کہ تمام اکٹھی ہونے والی غنائیم کو ساز و سامان اسلحہ اور مویشیوں سمیت قلعہ قلعہ نطاۃ میں جمع کر دیا جائے اس کے ساتھ ہی اعلان بھی کرا دیا گیا کہ اگر ایک سوئی یا رسی بھی کسی نے چھپائی تو وہ غنیمت میں خیانت تصور ہو گی اور دوزخ میں لے جانے کا باعث ہو گی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک حبشی غلام کرکرہ نامی جس کے سپرد حضور نبی کریم الصلوٰۃ والسلام کا سفری سامان ہوتا تھا انہی دنوں میں وہ فوت ہو گیا حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس بارے میں جستجو کی تو اس کے سامان میں سے غنائیم خیبر میں سے ایک ریشمی چادر ملی جو اس نے تقسیم سے پہلے ہی چھپا کر رکھی ہوئی تھی۔

Marfat.com

(معارج النبوۃ جلد سوم)

درختوں کا کاٹنا:

غزوہ خیبر کے دوران حضرت خباب المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یہودیوں کو کھجور کے درخت اپنی اولاد سے زیادہ پیارے ہیں اگر آپ ﷺ حکم فرمائیں تو ان درختوں کو کاٹ دیا جائے تاکہ ان لوگوں کو مزید حسرت ہو۔ اس کے بعد کچھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم درخت کاٹنے میں مصروف ہو گئے یہاں تک کہ چارسو درخت کاٹ دیئے گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب کھجور کے درختوں کو کٹتے ہوئے دیکھا تو حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ ﷺ! کیا اللہ تعالیٰ نے وعدہ نہیں فرمایا کہ خیبر فتح ہوگا اور وعدہ کو پورا کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے تو پھر ان درختوں کو کاٹنے کا کیا فائدہ اگر حکم فرمائیں تو درختوں کا کاٹنا روک دیا جائے ارشاد فرمایا روک دو چنانچہ مزید درخت کاٹنا بند کر دیے گئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

حبشی غلام کا قبول اسلام:

رسول کریم ﷺ جن دنوں خیبر میں قلعے کا محاصرہ کیے ہوئے تھے ایک حبشی غلام اسود راعی کسی یہودی کی بکریوں کی رات میں نگہبانی کرتا تھا حضور ﷺ ابھی قلعہ کے قریب نہیں پہنچے تھے کہ اسود راعی نے دیکھا کہ یہودی مسلح ہو کر جنگ کے لیے تیار کھڑے ہیں انہوں نے یہودیوں سے پوچھا کہ یہ تیاری کس لیے ہے؟ یہودیوں نے کہا کہ ہم اس شخص سے جنگ کرنا چاہتے ہیں جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے یہ بات سن کر ان کے دل میں ہلچل سی پیدا ہوئی اور ایک طرح کی جستجو ہوئی پھر وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے محمد (ﷺ)! آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ ارشاد فرمایا، اسلام کی۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو قبول اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے کہا، اگر میں اسلام قبول کرلوں گا تو مجھے کیا (فائدہ) ہوگا؟ ارشاد فرمایا۔ اگر تم ثابت قدم رہے تو تمہیں جنت ملے گی۔ یہ سن کر اسود راعی نے اسی وقت اسلام قبول کرلیا اور پھر کہا، یارسول اللہ ﷺ! یہ بکریاں میرے پاس ایک یہودی کی امانت ہیں میں چاہتا ہوں کہ انہیں اس کے مالک کے سپرد کردوں۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے فرمایا! ان بکریوں کو لشکر کے باہر لے جاؤ اور ان کو ہنکا کر ان کے پیچھے چند کنکریاں پھینکو اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے اس امانت کو ادا کردے گا۔ اسود راعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی طرح ہی کیا اور بکریاں دوڑتی ہوئی اس یہودی کے گھر پہنچ گئیں اس کے بعد اسود راعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہتھیار اٹھا کر دشمنوں کی طرف بڑھے اور لڑائی کے دوران شہید ہو گئے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کو اٹھا کر لشکر اسلام کے خیموں میں لائے اور حضور ﷺ کو ان کے بارے میں بتایا تو حضور ﷺ نے فرمایا، کام تھوڑا کیا اور مزدوری زیادہ پائی یعنی نہ کوئی نماز پڑھی نہ روزہ رکھا اور نہ کوئی عبادت کی ایمان لانے کے بعد صرف ایک ہی عمل کیا اللہ کی راہ میں جان قربان کردی۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

حضور ﷺ کو زہر کھلایا گیا:

جب خیبر میں تمام قلعوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تو زینب بنت حارث یہودیہ جو کہ مرحب کی بھتیجی اور سلام بن مشکم کی بیوی تھی اس نے لوگوں سے پوچھا کہ محمد ﷺ بکری کے گوشت کا کون سا حصہ پسند فرماتے ہیں اسے بتایا گیا کہ دستی پھر اس نے ایک بکری کا بچہ لیا اس کو ذبح کیا دستی اور دونوں کندھوں میں ایسا زہر ملایا جو فوری اثر کرنے والا اور اسی لمحے ہلاک کر دینے والا تھا پھر گوشت بھون کر شام کے وقت حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں لائی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت بھی اس مجلس مبارک میں موجود تھی ان میں حضرت بشر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ آیئے رات کا کھانا کھالیں۔

حضور ﷺ نے دستی کے گوشت سے ایک لقمہ اٹھا کر منہ میں رکھا جب اسے چبایا تو فوراً صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا، اس کھانے سے ہاتھ روک لو اس کو تھوک دو کیونکہ یہ گوشت مجھے کہتا ہے کہ میں زہر آلود ہوں۔ حضرت بشر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گوشت میں سے ایک ٹکڑا اٹھا کر کھالیا تھا کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اسے چباتے وقت نفرت اور کراہت محسوس کی میں نے ارادہ کیا کہ اسے منہ سے نکال کر باہر پھینک دوں پھر میں نے سوچا مبادا آپ ﷺ کو کھانے میں بے رغبتی ہو اس کے بعد حضرت بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے کہ ان کا رنگ سبز ہو سیاہ ہو گیا اور اسی وقت انتقال فرما گئے۔ ایک روائیت میں آتا ہے

Marfat.com

کہ ایک سال تک بیمار رہنے کے بعد انتقال فرمایا۔

اس پر رسول کریم ﷺ نے زینب اور روسائے یہود کو طلب فرمایا اور ان سے ارشاد فرمایا میں تم سے سوال کرتا ہوں تم سچ کہو گے؟ انہوں نے کہا ہاں حضور ﷺ نے فرمایا اس بکری کے گوشت میں زہر تم نے ملایا تھا؟ زینب یہودیہ نے کہا، آپ نے میرے باپ چچا اور خاوند کو قتل کیا اور میں نے یہ حرکت صرف آپ (ﷺ) کو آزمانے کے لیے کی تھی۔ آپ ﷺ نے میری قوم کے ساتھ جو معاملہ کیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں میں نے سوچا کہ اگر آپ (ﷺ) محض دنیا کے بادشاہوں کی طرح ہیں تو یہ زہر آلود گوشت کھا کر مر جائیں گے اور ہمیں نجات مل جائے گی اگر آپ (ﷺ) واقعی اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو خبر کر دے گا اور زہر آپ (ﷺ) پر اثر نہیں کرے گا۔

چونکہ رسول کریم ﷺ اپنی ذات کے معاملے میں انتقام لینا پسند نہیں فرماتے تھے اس لیے حضور ﷺ نے اس یہودیہ کا جرم معاف کر دیا مگر جب حضرت بشر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ زہر آلود گوشت کا لقمہ کھانے کی وجہ سے وفات پا گئے تو ان کے قصاص میں اس یہودیہ کو قتل کر دیا گیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

مکہ مکرمہ میں خیبر کی خبر:

جب رسول کریم ﷺ نے خیبر میں فتح حاصل کر لی تو حجاج بن علاط سلمی جو کہ بہت مالدار تھے اور بنی سلیم کی زمین میں جو سونے کی کان تھی وہ بھی ان کے تصرف میں تھی تجارت کی غرض سے نکلے ہوئے تھے رسول کریم ﷺ کی خبر خیبر میں سن کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مکہ مکرمہ میں لوگوں کے پاس میرا بہت سا مال ہے اور ام شیبہ جو کہ میری بیوی ہے اس کو بھی میں نے بہت سا مال دے رکھا ہے اس لیے مجھے اجازت فرمائیے کہ میں وہاں جا کر ان سے مال لے سکوں! اگر اہل مکہ کو میرے قبول اسلام کی خبر ہو گئی تو وہ مجھے ایک حبہ بھی نہیں دیں گے۔ حضور ﷺ نے ان کو اجازت مرحمت فرما دی تو حجاج نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے مصلحت کے تحت کچھ غلط باتیں کہنی پڑیں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہہ دینا۔

اس ضمن میں حضرت حجاج بن علاط رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اجازت لینے کے بعد

Marfat.com

میں وہاں سے چل پڑا جب مکہ مکرمہ کے نزدیک پہنچا اور مقام بیضا تک آیا تو مجھے قریش کے کچھ لوگ ملے جو آنے والے لوگوں سے حضور ﷺ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش میں تھے کیونکہ ان لوگوں کو یہ تو معلوم ہو چکا تھا کہ حضور ﷺ خیبر کی طرف گئے ہوئے ہیں۔ان لوگوں نے جب مجھے آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے یہ حجاج بن علاط ہے۔ان کو میرے قبول اسلام کا علم نہیں تھا کہنے لگے۔ہمارے لیے کوئی خبر ہے کیونکہ ہم نے سنا ہے کہ وہ قاطع رحم (رسول کریم ﷺ) خیبر کی طرف گیا ہوا ہے۔میں نے ان سے کہا میرے پاس تمہارے لیے ایک ایسی خبر ہے جسے سن کر تم خوش ہو جاؤ گے۔یہ سن کر وہ میری اونٹنی کے پاس اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے جلدی سے بتاؤ وہ کیا خبر ہے؟

حضرت حجاج بن علاط رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا، محمد (ﷺ) اوران کے ساتھیوں کو شکست ہوئی ہے ان کے بعض قتل ہو گئے ہیں اور بعض گرفتار ہوئے تھے اور محمد (ﷺ) کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے اور اہل خیبر نے کہا ہے کہ ہم اسے یہاں قتل نہیں کریں گے بلکہ مکہ مکرمہ میں جائیں گے تاکہ ہم اور قریش وہاں اس سے اپنے مقتولین کا انتقام لیں میں جلدی سے حرم میں آیا ہوں تاکہ تمہیں یہ خبر پہنچاؤں اور اپنے مال کو جمع کروں پھر خیبر میں بھی جا کر تاجروں کے پہنچنے سے پہلے وہاں کے عمدہ ساز و سامان کو جو اہل خیبر کو مسلمانوں سے ملا ہے خرید کر اس سے نفع حاصل کروں۔میری یہ بات سن کر انہوں نے مکہ بھر میں شور مچا دیا کہ اے آل غالب! محمد (ﷺ) گرفتار ہو گیا ہے اور اسے مکہ میں لایا جا رہا ہے تاکہ قریش کے سینوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اسے قتل کریں۔

جب یہ خبر مکہ مکرمہ میں پھیل گئی تو میں نے ان لوگوں سے کہا کہ مکہ مکرمہ میں میرے قرضداروں کے ذمہ میرا جو مال ہے اسے اکٹھا کرانے میں میری مدد کرو تاکہ میں خیبر جا کر محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کی شکست سے کچھ فائدہ حاصل کروں تاکہ مجھ سے پہلے دوسرے تاجر وہاں پر نہ پہنچ جائیں۔اس خبر کی خوشی میں ان لوگوں نے مجھ سے بھرپور تعاون کیا اور میرا مال اتنی تیزی سے وصول کرایا کہ میں نے کبھی اس طرح کا منظر نہیں دیکھا تھا میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس سے بھی بہانہ کر کے سارا مال وصول کر لیا۔

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ یہ خبر سن کر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے۔اس وقت میں تاجروں کے ایک خیمے میں موجود تھا۔حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے ایک طرف کھڑے ہوگئے اور مجھ سے کہا کہ یہ کیا خبر ہے جو تم لائے ہو؟ میں نے کہا میں نے جو کچھ آپ کے پاس رکھا تھا وہ آپ کو یاد ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں، پھر میں نے کہا اس وقت آپ چلے جائیں اور مجھے اپنا مال جمع کرنے دیں میں آپ کو علیحدگی میں ملوں گا اور بتاؤں گا اس کے بعد جب میں مکہ مکرمہ میں اپنا مال جمع کر کے فارغ ہوا اور مکہ سے نکلنے کا ارادہ کر لیا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ اے ابوالفضل! میں ایک شرط پر آپ کو ایک بات بتاؤں گا وہ شرط یہ ہے کہ تین دن تک کسی کو نہ بتانا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ لوگ تین دنوں میں مجھے تلاش کر لیں گے جب تین دن گزر جائیں تو پھر جو آپ کا دل کرے کرنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعدہ کر لیا۔

اس کے بعد میں نے ان سے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ اللہ کی قسم! میں نے رسول کریم ﷺ کو یہودیوں کے سردار کی بیٹی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حی کے ساتھ شادی کی حالت میں چھوڑا ہے اور انہوں نے خیبر فتح کر لیا ہے جو کچھ بھی خیبر میں تھا ان کے قبضہ میں آ گیا ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے حجاج (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا، میں ٹھیک کہہ رہا ہوں اللہ کی قسم! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور میں تو یہاں صرف اپنا مال لینے کی غرض سے آیا تھا کہ کہیں ڈوب نہ جائے جب تین دن گزر جائیں تو پھر جو دل میں آئے کرنا۔

جب تیسرا دن ہوا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمدہ لباس پہنا خوشبو لگائی اپنی چھڑی پکڑی اور سیدھے خانہ کعبہ میں گئے طواف کیا طواف سے فارغ ہوئے تو قریش نے کہا اے ابو الفضل! یہ کیسا فخر ہے جس کا آپ اظہار کرتے ہیں شاید آپ چاہتے ہیں کہ محمد (ﷺ) کی مصیبت کی آگ جو مشتعل ہے کو اس طرح ٹھنڈا کریں۔خدا کی قسم! کسی شدید مصیبت کے وقت یہ صبر و استقلال بڑا عجیب ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ایسا نہیں ہے، اللہ کی قسم! رسول کریم ﷺ نے خیبر کے قلعوں کو فتح کر لیا ہے یہودیوں کا تمام مال واسباب ان کے قبضے میں آ گیا ہے یہودیوں کی عورتیں اور بچے ان کی قید میں ہیں قریش نے کہا یہ

Marfat.com

خبر آپ نے کس سے سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا، اسی سے سنی ہے جس کی خبر سے تم بہت خوش ہو اور وہ جب تم سے ملا تھا تو اس نے اسلام قبول کر لیا ہوا تھا اس نے اپنا مال لے لیا اور چلا گیا تا کہ رسول کریم ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مل کر ان کے ساتھ رہے قریش یہ سن کر بہت فکر مند اور غمگین ہوئے اور حضرت حجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دھوکہ دہی پر انہیں بہت غصہ آیا۔ کہنے لگے، خدا کے بندو، دشمن ہاتھ سے نکل گیا اگر ہمیں پتہ چل جاتا تو پھر ہم ہوتے اور وہ ہوتا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم۔ معارج النبوۃ جلد سوم)

غنائم کی تقسیم:

جب تمام غنائم جمع ہو گئے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ تمام اہل لشکر کو بھی جمع کریں چنانچہ جب تمام مسلمان جمع ہو گئے تو ایک ہزار چار سو مرد تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خمس نکالنے کے بعد ان غنائیم کو ان لوگوں پر تقسیم کیا پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو دو حصے دیئے وہ عورتیں جو لشکر کی خدمت کے لیے تھیں اور مریضوں اور زخمیوں کا علاج معالجہ کرتی تھیں انہیں بھی کچھ دے دیا لیکن حصہ مقرر نہیں دیا اور وہ مسلمان جو خیبر کی جنگ میں موجود نہیں تھے ان کو غنائم خیبر میں سے کچھ نہیں دیا صرف مہاجرین حبشہ کو دیا۔ خیبر کی اراضی کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو حصے کیے نصف بیت المال میں مہمانی، سفارت اور غرباء و مساکین کی امداد کے لیے اپنے قبضہ میں رکھا باقی مجاہدین میں تقسیم کر دیا اراضی مکمل طور پر یہود کے قبضے میں رکھی گئی وہی کاشت کرتے تھے اور پیداوار کا نصف سالانہ ادا کرتے تھے۔

(مدارج النبوہ جلد دوم۔ زرقانی جلد دوم)

غزوہ وادی القریٰ:

جب رسول کریم ﷺ خیبر سے فارغ ہوئے تو وادی القریٰ کی طرف توجہ فرمائی اور منزل صہبا میں قیام فرمایا۔ اس مقام پر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زفاف فرمایا۔ وادی القریٰ میں یہودیوں کی چند بستیاں آباد تھیں رسول کریم ﷺ ان لوگوں سے جنگ کرنے کی غرض سے نہیں آئے تھے لیکن یہاں کے یہودی جنگ کی تیاری میں معروف ہو گئے انہوں نے مسلمانوں پر تیر برسانا شروع کر دیئے ایک تیر رسول کریم ﷺ کے غلام حضرت مدعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لگا جس

Marfat.com

سے وہ شہید ہو گئے وہ اس وقت اونٹ کا کجاوہ اتار رہے تھے یہودیوں نے باقاعدہ جنگ کرنے کی غرض سے باہر نکل کر اپنی صفیں سیدھی کر لیں اس پر حضور ﷺ نے بھی اسلامی لشکر کو صفیں درست کرنے کا حکم فرمایا اور اسلامی پرچم ایک صحابی کے سپرد فرمایا۔ یہودیوں کو پہلے تو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی جب انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو مجبوراً مسلمان بھی ان سے جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ یہودیوں کی طرف سے ایک شخص میدان میں نکلا اور اس نے مبارز طلب کیا اس کے مقابلے کے لیے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور اسے ہلاک کر دیا پھر ایک اور شخص میدان میں آیا حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بھی قتل کر دیا اس کے بعد ان میں سے ایک اور بہادر نے جرات کی اسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کر دیا پھر یکے بعد دیگرے دو مزید اشخاص نکلے ان کو حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کر دیا۔ اس طرح دس یا گیارہ یہودی مارے گئے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے صلح کی درخواست کی جو قبول کر لی گئی اور اہل خیبر کی شرائط پر ان یہودیوں سے صلح ہو گئی۔ چار دن وادی القریٰ میں قیام کے بعد رسول کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف روانگی فرمائی۔ (زرقانی جلد دوم۔ معارج النبوۃ جلد سوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ عام الفتح

صلح حدیبیہ اور خیبر کے یہودیوں کی سرکوبی کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف سترہ ماہ کی مدت ایسی ملی تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذات خود ہتھیار نہیں اٹھانے پڑے۔ اس کے بعد چونکہ قریش اور ان کے حلیف بنی بکر دو سال بھی اس معاہدے کو نبھا نہ سکے چنانچہ ان کی عہد شکنی کی۔ سزا دینے کے لیے حضور سرور کائنات ﷺ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور وسیع پیمانے پر تیاری فرمائی۔

غزوہ کا سبب:

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ جب صلح حدیبیہ ہوئی تو اس میں ایک شرط یہ تھی کہ دونوں فریق ایک دوسرے کے حلیفوں کے ساتھ تعرض نہ کریں گے اور ہر کوئی جس فریق کو چاہے اختیار کر سکتا ہے چاہے وہ قریش کا حلیف بن جائے یا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حلیف بن جائے چنانچہ بنو بکر قریش کے حلیف بنے اور بنی خزاعہ مسلمانوں کے حلیف بن گئے مگر بنی خزاعہ نے اسلام قبول نہ کیا۔ زمانہ جاہلیت سے ہی بنی بکر اور بنی خزاعہ میں تنازعہ چلا آ رہا تھا اور اس بناء پر ان کی آپس میں کئی لڑائیاں بھی ہو چکی تھیں صلح حدیبیہ کے بعد جب دونوں قبیلوں کو فرصت ہوئی تو جب ایک دوسرے کے سامنے آتے تو بڑے پر جوش اور غصے میں بھرے ہوئے ہوتے تھے یہاں تک کہ ایک روز بنی بکر کا ایک شخص حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجو کر رہا تھا وہاں قریب ہی بنی خزاعہ کا ایک شخص کھڑا تھا اس نے اس کو اس حرکت سے منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا چنانچہ انتہائی غصے کے عالم میں اس پر حملہ کر کے اسے شدید زخمی کر دیا اس شخص نے اپنے قبیلہ بنی بکر جا کر فریاد کی اس پر بنی بکر بنی بنو خزاعہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیئے تیار ہو گئے اس مقصد کے لیئے بنی بکر نے بنی مدلج سے مدد مانگی مگر اس قبیلے نے صاف انکار کر دیا اس طرف سے مایوس ہو کر انہوں نے قریش

Marfat.com

سے رجوع کیا چنانچہ قریش میں سے عکرمہ بن ابوجہل، سہیل بن عمرو اور صفوان بن امیہ وغیرہ نے ایک جماعت تیار کر کے اپنے حلیے تبدیل کیے اور چہروں پر نقاب ڈال کر بنی بکر کے ساتھ مل کر بنو غزاعہ پر شب خون مارا اور خوب قتل وغارت گری کی اور جنگ کرتے ہوئے حرم پاک کی زمین میں داخل ہو گئے۔ اس لڑائی میں بنی خزاعہ کے بیس افراد مارے گئے۔ قریش کا خیال تھا کہ ان کو کسی نے شناخت نہیں کیا لیکن حضور سرور کائنات ﷺ کو اس معاملے کی خبر ہو گئی۔ اس کے بعد بنی خزاعہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد کی درخواست کی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تیاری کرنے کا حکم دے دیا۔ (زرقانی جلد دوم)

حضور ﷺ کا قریش کو پیغام:

بنوخزاعہ کے ساتھ کی جانے والی زیادتی کا حال سن کر رسول کریم ﷺ نے قریش مکہ کے پاس قاصد بھیجا اور فرمایا کہ ان تینوں شرائط میں سے کوئی ایک منظور کر لو۔

1۔ مقتولوں کا خون بہا ادا کیا جائے۔

2۔ قریش بنوبکر کی حمائیت سے کنارہ کش ہو جائیں۔

3۔ اعلان کر دیا جائے کہ معاہدہ حدیبیہ ٹوٹ گیا ہے۔

رسول کریم ﷺ کے قاصد نے جب ان شرائط کو قریش کے سامنے پیش کیا تو قرط بن عبد عمرو نے قریش کی طرف سے جواب دیا کہ نہ ہم مقتولوں کا خون بہا دیں گے۔ اور نہ اپنے حلیف قبیلہ بنی بکر کی حمائیت سے کنارہ کش ہوں گے البتہ ہمیں تیسری شرط منظور ہے اور ہم اعلان کرتے ہیں کہ معاہدہ حدیبیہ ٹوٹ گیا۔ (زرقانی جلد دوم)

ابوسفیان کی مدینہ طیبہ آمد:

سرداران قریش کو جلد ہی اس بات کا احساس ہو گیا کہ عکرمہ بن ابوجہل اور انکے ساتھیوں نے ان کو خطرے میں ڈال دیا ہے ان کو یقین ہوتا جا رہا تھا کہ اب مسلمان اہل مکہ سے بنوغزاعہ کا انتقام لیں گے چنانچہ انہوں نے آپس میں مشورہ کرنے کے بعد ابوسفیان کو مدینہ منورہ بھیجا تا کہ وہ صلح حدیبیہ کی قرارداد کو مستحکم کرائے اور کسی طرح سے اس معاملے کو ٹھنڈا کرے۔ ابوسفیان مدینہ منورہ پہنچا تو سب سے پہلے اپنی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر آیا جو کہ ام المومنین ہیں ابو

Marfat.com

سفیان جب گھر میں داخل ہوا تو اس نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بستر مبارک پر بیٹھنے کا ارادہ کیا حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فوری طور پر بستر پاک لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے حیرت اور غصے کے ملے جلے جذبات ظاہر کرتے ہوئے پوچھا کیا تم نے اپنے باپ کو اس قابل بھی نہ سمجھا کہ وہ بستر پر بھی بیٹھ سکے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یہ حضور سرور کائنات ﷺ کا بستر ہے۔ اور آپ ابھی مشرک ہیں میں نہیں چاہتی کہ آپ کے بیٹھنے سے اس بستر کے تقدس میں فرق آئے۔

پھر ابوسفیان حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنی چاہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ ابوسفیان نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم میری طرف سے اس بارے میں گفتگو کرو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں یہ کام نہیں کروں گا۔ پھر ابوسفیان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان سے بھی اس سلسلے میں گفتگو کی انہوں نے بھی یہی جواب دیا اور فرمایا بھلا میں تمہارے لیے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سفارش کروں گا؟ خدا کی قسم! اگر مجھے معمولی سی قوت بھی مل جائے تو اس کے ذریعے سے تمہارے خلاف جہاد کروں گا۔ اس کے بعد ابوسفیان مایوس ہو کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں ابوسفیان نے اپنی آمد کا مدعا بیان کیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کوئی بھی شخص حضور نبی کریم علیہ السلام کو ان کے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتا ابوسفیان نے انتہائی مایوسی کے عالم میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس امر کی سفارش چاہی کہ ان کا فرزند حضرت حسن رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو لوگوں کے سامنے اپنی پناہ میں لے لے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء اور اجازت کے بغیر پناہ نہیں دے سکتا۔ اس صورت حال سے گھبرا کر ابوسفیان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بخدا مجھے ایسی کوئی صورت نظر نہیں آتی جو تمہارے لیے مفید ہو۔ ہاں ایک بات ہے اور وہ یہ کہ تم بنی کنانہ کے سردار ہو اس لیے تم خود ہی مدینہ منورہ کے کسی مناسب مقام پر کھڑے ہو کر اعلان کر دو کہ صلح قائم ہے اور پھر مکہ کا راستہ لو چنانچہ ابوسفیان نے مسجد میں جا کر کھڑے ہو کر کہا لوگو میں سب

Marfat.com

کے سامنے معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کرتا ہوں یہ کہہ کر ابوسفیان اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور چل دیا۔

جب ابوسفیان قریش کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ ابوسفیان نے ان کو پوری بات سناتے ہوئے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورے سے مسجد نبوی رضی اللہ عنہ میں کھڑے ہو کر معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کی۔ قریش نے کہا تیرا برا ہو خدا کی قسم! علی رضی اللہ عنہ نے تجھ سے مذاق کیا ہے۔ اس سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوگا۔ ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم! اس کے سوا اور کوئی چیز سمجھ میں نہیں آئی۔ ابوسفیان کے مدینہ منورہ سے جانے کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فوری طور پر لشکر کو ترتیب دیا اور اس راز کی کسی کو خبر نہ کی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ قریش کو اتنا موقع ہی نہ دیا جائے کہ وہ مسلمانوں کے مقابلے کی تیاری کر سکیں اور چاہتے تھے کہ اہل مکہ پر اچانک حملہ کر دیا جائے تا کہ انہیں مدافعت کا موقع ہی نہ ملے اور وہ جنگ و قتال کے بغیر ہتھیار ڈال دیں۔ (زرقانی جلد دوم)

خفیہ خط کا واقعہ:

مسلمان بڑے خفیہ انداز سے جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے کہ اسی دوران حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خفیہ خط قریش کی طرف بھیجا جس میں تحریر تھا کہ محمد ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا لشکر جمع کرنے میں مصروف ہیں اور غالب گمان ہے مکہ مکرمہ کے علاوہ کسی اور جگہ کا ارادہ نہیں رکھتے اگر محمد ﷺ تم پر تنہا بھی چڑھائی کریں تو اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور تم پر غالب کر دے گا تمہیں اپنے بچاؤ کی فکر کرنی چاہیے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم پر حق ثابت ہو جائے اسی لیے میں نے یہ خط لکھا ہے۔

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے یہ خط قبیلہ مزنیہ کی ایک عورت جس کا نام سائرہ یا سارہ تھا کو دیا کہ وہ اسے قریش کے پاس پہنچا دے اس عورت نے وہ خط اپنے بالوں میں چھپایا اور مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوگئی۔ ان حالات میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دے دی حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ روضیہ خاخ تک جاؤ وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ خط اس سے لے آؤ۔

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ روضہ خاخ تک گئے اور اس عورت کو پکڑ کر اس سے خط طلب کیا عورت نے انکار کیا تلاشی لینے پر بھی اس سے خط برآمد نہ ہوا اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے واپسی کا ارادہ کیا لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اللہ کی قسم! رسول کریم ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں کہا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میان سے تلوار نکالی اور عورت کے پاس پہنچ کر اسے قتل کرنے کی دھمکی دی اس عورت نے اپنی جان کے خوف سے وہ خط بالوں سے نکال کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ خط لے کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش ہوئے۔ حضور ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرما کر پوچھا کہ اس کا سبب کیا تھا۔

حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول ﷺ! خدا کی قسم، میں دین اسلام سے نہیں پھرا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کے دین میں میں نے اپنا اعتقاد تبدیل نہیں کیا میں منافق یا مرتد نہیں ہوں میرے اس خط لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں میرے اہل و عیال ہیں اور میرا کوئی نہیں جو ان کی دیکھ بھال کر سکے اور اموال کی نگرانی کرے بخلاف باقی مہاجرین کے جو آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں شامل ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے لیے اس کا اپنا رشتہ دار وہاں پر موجود ہے۔ جو اس کے مال واسباب اور اہل و عیال کی حفاظت کرتا ہے اس خط سے میری مراد یہ تھی کہ قریش پر میرا حق ثابت ہو جائے تاکہ وہ لوگ میرے اہل و عیال اور مال و دولت کی حفاظت کریں علاوہ ازیں میرے اہل و عیال کے ساتھ کوئی برا سلوک نہ کریں یا رسول اللہ ﷺ! میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کفار کو شکست دے گا اور میرے اس خط سے کافروں کو ہرگز ہرگز فائدہ نہیں ہوگا۔

رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ حاطب نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے راستوں کی حفاظت کا حکم فرمایا ہے تاکہ آپ ﷺ کے ارادے کی خبر مکہ مکرمہ میں نہ پہنچنے پائے اور تم نے مکہ مکرمہ میں خط بھیجا ہے تاکہ قریش آگاہ ہو جائیں، اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول ﷺ! مجھے اجازت مرحمت فرمائیں

Marfat.com

تا کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! حاطب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اہل بدر میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو مخاطب کر کے فرمادیا ہے کہ تم جو چاہو کرو تم سے کوئی مواخذہ نہیں یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

ایک روائیت میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اسے (حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو) مسجد سے نکال دو اور حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خیال سے کہ رسول کریم ﷺ ان پر مہربانی فرمائیں گے پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے تھے اور حضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر نظر ڈالتے تھے۔ اسی اثنائے میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا، اسے واپس لاؤ۔ جب حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے تو حضور ﷺ نے فرمایا میں نے تمہاری غلطی معاف کر دی ہے۔ اور تم اللہ تعالیٰ سے بھی معافی طلب کرو۔ (زرقانی جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

اسلامی لشکر کی روانگی:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان المبارک 8ھ میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لائے اور لشکر اسلام کو ملاحظہ فرمایا تو چار ہزار انصار میں سے تھے جن میں سے پانچ سو کے پاس گھوڑے تھے۔ سات سو مہاجرین تھے جن میں سے تین سو کے پاس گھوڑے تھے عرب قبائل میں سے قبیلہ غفار، سلیم، اسلم، اشجع اور جہینہ کے تقریباً چار سو یا ایک ہزار افراد موجود تھے اثنائے راہ میں بھی مسلمان ادھر ادھر سے آکر لشکر اسلام میں شامل ہوتے رہے یہاں تک کہ اسلامی فوج کی تعداد دس ہزار کی ہوگئی بعض کا کہنا ہے کہ بارہ ہزار کی تعداد تھی چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ قبیلہ بنی سلیم تقریباً دو ہزار افراد کے ساتھ جن میں اکثر گھوڑا سوار تھے بعد میں آکر شامل ہوئے۔ اسلامی فوج منزلوں پر منزلیں طے کرتی ہوئی مکہ مکرمہ کی طرف بڑھ رہی تھی اور قریش کو اس لشکر کی کانوں کان خبر نہ تھی اور وہ ابھی تک اس ترکیب کے بارے میں سوچ و بچار میں مصروف تھے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حملے سے بچاؤ کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اس غزوہ کے دوران مدینہ منورہ میں حضرت ابورہم غفاری رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا، ایک روایت کے مطابق حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر فرمایا جبکہ بعض کا

Marfat.com

کہنا ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ جب اسلامی لشکر مرالظہر ان کے مقام پر خیمہ زن ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے خیمہ کے آگے آگ روشن کرے اس طرح ہزاروں مقامات پر آگ ہی آگ روشن ہوگئی۔ قریش اسلامی لشکر کے متعلق جستجو میں تھے۔ (زرقانی جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

ابوسفیان کا قبول اسلام:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مرالظہر ان میں ڈیرا ڈالے ہوئے تھے تو میں نے سوچا کہ قریش کی خیر ہو۔ بخدا اس سے قبل کہ قریش خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ملیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امن کی التجا کریں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں طاقت کے بل پر داخل ہوئے تو پھر قریش کی ہمیشہ کے لیے موت ہو جائے گی چنانچہ میں یہ سوچ کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سفید خچر پر سوار ہوا اور نکل گیا یہاں تک کہ جب میں مقام اراک تک پہنچا تو خیال کیا کہ شاید کوئی لکڑیاں چننے والا یا کوئی دودھ والا یا کوئی اور ضرورت والا مکہ مکرمہ جاتا ہوا نظر آجائے اور وہ جا کر قریش کو خبر دار کردے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں موجود ہیں اور اس سے پہلے کہ وہ مکہ مکرمہ میں طاقت کے زور پر داخل ہوں بہتری اسی بات میں ہے کہ قریش خود نکل کر حضور سرور کائنات ﷺ سے ملیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امن کی درخواست کریں۔

اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خچر پر بیٹھ کر یہی سوچتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ اچانک میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقا کو مصروف گفتگو پایا ابوسفیان کہہ رہا تھا کہ میں نے کسی رات اس قسم کی روشن آگ اور اتنی بھاری فوج نہیں دیکھی بدیل کہہ رہا تھا بخدا! یہ بنی خزاعہ کے لوگ ہیں جو لڑنے کے لیے آپہنچے ہیں۔ ابوسفیان کہہ رہے تھے نہیں یہ لشکر بنی خزاعہ کا نہیں ہو سکتا ان کے پاس اتنی طاقت اور ان کی ایسی عزت کہاں؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آواز سے پہچان لیا کہ ہو نہ ہو یہ ابوسفیان کی آواز ہے اور انہیں آواز دی ابو حنظلہ ابوسفیان نے جواب میں پوچھا کیا ابوالفضل ہیں میں نے کہا ابوسفیان! تمہارا برا ہو لشکر اسلام آپہنچا ہے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہمراہ ہیں اگر وہ اس بات میں کامیاب ہو

Marfat.com

گئے کہ مکہ مکرمہ میں طاقت کے زور پر داخل ہو جائیں تو پھر قریش پر قیامت گزر جائے گی ابوسفیان نے کہا اب کیا صورت اختیار کی جائے؟ میں نے کہا میرے پیچھے اس خچر پر سوار ہو جاؤ میں تمہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں لے چلتا ہوں اور تمہارے لیے امن کی درخواست کرتا ہوں ابوسفیان سوار ہو گئے اور ان کے ساتھی واپس چلے گئے میں ان کو لا رہا تھا جب بھی کسی مسلمان کی آگ کے نزدیک سے گزرتا تو مسلمان مجھ سے پوچھتے یہ کون ہے؟ جب وہ مجھے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خچر پر سوار دیکھتے تو کہتے کہ یہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر سوار ہیں۔ یہاں تک کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا انہوں نے بھی پوچھا یہ کون ہے؟ اور کھڑے ہو کر میری طرف دیکھنے لگے جب انہوں نے دیکھا کہ خچر کے پچھلے حصے پر ابوسفیان ہیں تو اپنی جگہ سے اچھلے اور کہا اے دشمن خدا! اللہ کا شکر ہے کہ تو بغیر کسی عہد و پیمان کے میرے ہاتھ آ گیا ہے یہ کہہ کر تلوار میان سے نکالی اور تیزی سے پیچھے روانہ ہوئے اس تیزی سے ان کی غرض یہ تھی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پہلے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مل کر ابوسفیان کے قتل کی اجازت حاصل کر لیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقصد کو سمجھ کر پوری تیزی سے اپنے آپ کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فوری طور پر پہنچ کر کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ! یہ ابوسفیان ہے جو بغیر ایمان اور امان کے ہاتھ آیا ہے اجازت دیجئے کہ میں اس کا سر اڑا دوں میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ابوسفیان کو پناہ دے دی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے تا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کان میں بات کریں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر حضور سرور کائنات ﷺ کے سر مبارک کو اپنی بغل میں لے لیا اور کہا آج رات کوئی شخص بھی ہم میں سے ان سے سرگوشی نہیں کرے گا۔

پھر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کے قتل پر بہت زیادہ اصرار کیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم اگر ابوسفیان بنی عدی بن کعب میں سے ہوتے تو تم یہ سب کچھ نہ کہتے لیکن تم نے سمجھ لیا ہے کہ یہ بنو عبد مناف کے لوگوں میں سے ہیں حضرت عمر فارو

Marfat.com

ق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عباس رضی اللہ عنہ ایسا مت کہو خدا کی قسم جس دن آپ اسلام لائے ہیں اور مسلمان ہوئے ہیں تو مجھے آپ کا اسلام لانا زیادہ پسند آیا اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے کی صورت سے بھی زیادہ اس قسم کی گفتگو کو سنتے ہوئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اے عباس رضی اللہ عنہ آج رات ابوسفیان کو اپنے خیمہ میں رکھو۔ جب صبح ہو جائے تو اسے میرے پاس لاؤ۔

جب دوسرے دن سورج طلوع ہوا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان سے فرمایا اے ابوسفیان! تجھ پر افسوس ہے کیا تیرے لیے اب تک اس بات کا وقت نہیں آیا کہ یہ سمجھ سکے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ابوسفیان نے جواب دیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر حلیم اور کریم ہیں اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں کہ اس قدر ظلم وستم کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وفاداری مشاہدہ کرتا ہوں مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اگر ہوتا تو وہ ہماری مدد کرتا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے ابوسفیان! تیرا برا ہو، کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو جان لے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ ابوسفیان نے کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنے بردبار، کتنے شریف اور کتنے صلہ رحمی کرنے والے ہیں لیکن خدا کی قسم! یہ معاملہ ایسا ہے کہ ابھی تک اس بارے میں میرا دل مطمئن نہیں ہوا۔

اس گفتگو میں مداخلت کرتے ہوئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور ابوسفیان سے فرمایا، بات کو لمبا نہ کرو اور زبان سے کلمہ شہادت ادا کرو ورنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسی وقت تمہارا خون بہانے کے لیے تیار ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کہنے پر ابوسفیان نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ابوسفیان رضی اللہ عنہ ایک ایسا آدمی ہے جو سرداری اور فخر کو پسند کرتا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے کچھ مقرر فرما دیجئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، جو ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوگا اسے امن ملے گا جو اپنا دروازہ بند کر لے گا اسے

Marfat.com

امن ملے گا اور جو مسجد حرام میں داخل ہو گا وہ بھی مامون ہو گا۔

(بخاری شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی جلد دوم)

امان کا اعلان:

جب ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور واپسی کے ارادے سے جانا چاہا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی تنگ وادی میں جس کا رخ مکہ مکرمہ کی طرف تھا روک کر ٹھہراؤ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو وادی کی تنگ جگہ پر روک لیا تمام لشکر اسلام اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ ابوسفیان کے سامنے سے گزرا اس عظیم لشکر کو دیکھ کر ابوسفیان کے دل پر اسلامی فوج کی ہیبت طاری ہو گئی اس کے بعد ابوسفیان اپنی قوم کے پاس گئے اور با آواز بلند اعلان کیا اے گروہ قریش! محمد ﷺ ایک جاہ و جلال والے لشکر جو کہ پہاڑ کی مانند لوہے میں غرق ہے کے ساتھ آ پہنچے ہیں ان میں سے اکثریت ان بہادروں کی ہے کہ کوئی شخص ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور کہا جو شخص میرے گھر میں داخل ہو جائے گا۔ جو شخص اپنے گھر میں دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے گا۔ جو شخص ہتھیار پھینک دے گا اور جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے گا وہ امان میں ہے قریش نے کہا یہ کیسی خبر ہے جو تم ہمارے لیے لائے۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

فتح مکہ:

حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام مکہ مکرمہ کی ایک وادی ذی طوی میں پہنچے تو اس جگہ اپنی سواری پر توقف فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ مبارک بغیر شملہ کے تھا اور وہ نصف سرخ یمنی چادر کا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اطہر اللہ تعالیٰ کے حضور میں انکسار و خضوع کے عالم میں جھکائے ہوئے تھے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ کی فتح سے نوازا تھا سر مبارک اس قدر جھکا ہوا تھا کہ ریش مبارک کجاوے کے پچھے کے ساتھ لگ رہی تھی۔

حضور سرور کائنات ﷺ نے اس فتح پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرمایا اور احتیاط کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حکم فرمایا کہ لشکر اسلام کو چار حصوں میں تقسیم کیا جائے اور انتہائی مجبوری کے سوا

Marfat.com

کسی بھی صورت میں خون نہ بہایا جائے۔ آپصلی اللہ علیہ وسلمنے حضرت زبیر بن بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کولشکر کے بائیں بازو کا سالار مقرر کر کے ان کو شمال کی طرف سے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ لشکر اسلام کے دائیں بازو کی جانب حضرت خالد بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سالار مقرر فرمایا۔ اوران کو حکم دیا کہ نچلے حصے کی طرف سے داخل ہوں۔ اہل مدینہ کا سالار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا اوران کو حکم دیا کہ وہ مغربی حصے سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوں مہاجرین کے سالار حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا اوران کو حکم دیا کہ وہ بالائی حصے کی طرف سے داخل ہوں جب اسلامی لشکر مکہ مکرمہ میں داخل ہور ہا تھا تو مہاجرین میں سے کسی نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آج کا دن جنگ کا دن ہے آج کعبۃ اللہ کی حرمت حلال سمجھی جائے گی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپصلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی پرچم ان سے لے کران کے بیٹے حضرت قیس رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ ابن ہشام کا کہنا ہے کہ اسلامی پرچم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے فرمایا۔

اسلامی لشکر مکہ مکرمہ میں بڑی شان وشوکت کے ساتھ داخل ہور ہا تھا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستے کے سوا مکہ والوں نے کسی بھی دستے کا مقابلہ نہ کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ مکہ مکرمہ کے نچلے حصے میں قریش کے چند ایسے لوگ آباد تھے جو حضور سرور کائنات ﷺ کے سخت ترین دشمن تھے یہ وہی لوگ تھے جنہوں بنوبکر سے مل کر بنی خزاعہ پر حملہ کر کے معاہدہ حدیبیہ کو توڑ دیا تھا ان لوگوں کو ابوسفیان کی تجویز پسند نہیں آئی تھی اور انہوں نے اسلامی لشکر کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کرلیا تھا اس مقصد کے لیے ان لوگوں نے جنگ کی تیاری کر لی تھی لیکن ان لوگوں میں سے بھی بعض اس بات پر تیار تھے کہ اگر آگے سے شدید مزاحمت ہوئی تو پھر فرار کی راہ اختیار کی جائے گی ان لوگوں کی قیادت عکرمہ بن ابوجہل ،صفوان اور سہیل کر رہے تھے جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا دستہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو ان لوگوں نے تیراندازی شروع کر دی لیکن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جلد ہی ان کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی جلد دوم۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

عام معافی کا اعلان:

فتح مکہ کے نتیجے میں چوبیس مشرکین ہلاک ہوئے چار کفار کو سابقہ جرائم کی سزا کے طور پر قتل کر دیا گیا جبکہ اس غزوہ میں تین مسلمان شہید ہوئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ مکرمہ داخل ہو کر بالائی حصے کے سامنے نصب شدہ خیمہ میں قیام فرمایا۔ اہل مکہ ڈر رہے تھے کہ پتہ نہیں آج ان کی قسمت کا کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ اپنے خیمہ پاک سے باہر آئے اور مکہ والوں کو خطاب فرمایا، اے گروہ قریش! تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سے کیا سلوک کروں گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچھے سلوک کی امید ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریف بھائی اور شریف کے بیٹے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جاؤ تم آزاد ہو۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اہل مکہ کو عام معافی دے دی۔ (زرقانی جلد دوم)

بت توڑ دیئے گئے:

اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت اللہ میں داخل ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں لکڑی تھی خانہ کعبہ میں بے شمار بت پڑے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان نصب شدہ بتوں کی طرف اشارہ کرتے جاتے اور فرماتے جاتے۔ آپ فرمادیجئے کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹ جانے والا ہے۔ (بنی اسرائیل 81) اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خانہ کعبہ سے تمام بتوں کو اشارے سے گرا گرا کر صفایا کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس بت کی جانب اشارہ فرماتے وہ اوندھے منہ زمین پر آ گرتا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ حنین

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ مکرمہ فتح کرلیا اور ابھی صرف پندرہ دن ہی مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ ہوازن اور ثقیف کے قبائل نے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے اور حملہ کرنے کے لیے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فوری طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طلب فرمایا اور بارہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ چھ شوال 8 ھ کو حنین کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق اسلامی لشکر کی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں حضرت عتاب بن اسید اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔

اسلامی لشکر میں افراتفری:

جب اسلامی لشکر جاہ وجلال کے ساتھ حنین کی طرف روانہ ہوا تو کسی صحابی نے فخر سے یہ بات فرمادی کہ آج ہم تعداد کی کمی کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوں گے۔ جب یہ بات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنی تو اس کو پسند نہ فرمایا کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ فتح ونصرت کثرت تعداد اور اسلحہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے حاصل ہوتی ہے خواہ لشکر تھوڑا ہو یا زیادہ چنانچہ اسی فخر کی وجہ سے اس غزوہ میں ابتدائی طور پر مسلمانوں کو تھوڑی سی پسپائی ہوئی اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

> ”اور بے شک اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر تمہاری مدد فرمائی اور حنین کے دن جبکہ تم نے اپنی کثرت پر گھمنڈ کیا تو تم کو کوئی چیز بے نیاز نہ کرسکی“

غزوہ حنین میں یہی وجہ ہوئی کہ ابھی اسلامی لشکر حنین کی وادی میں پہنچا ہی نہیں تھا کہ کفار کی طرف سے مالک بن عوف اپنا لشکر لے کر وادی کی تنگ گھاٹیوں میں گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ حضور نبی

Marfat.com

کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اسلامی فوج کو لے کر حنین کے نزدیک پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت لشکر اسلام کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے کے سالار کو ایک جھنڈا مرحمت فرمادیا۔ اب اسلامی لشکر وادی حنین میں داخل ہونے کے لیے حنین کی تنگ گھاٹیوں کی جانب بڑھا تو دشمن جو کہ پہلے ہی ان کے انتظار میں بیٹھا اچانک مسلمانوں پر حملہ آور ہوا اور بے شمار تیر اندازی کی۔ مقدمتہ الجیش کے سالار حضرت خالد بن ولید بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور ان کے ساتھ جو بنوسلیم اور دیگر کے لوگ تھے ان میں سے کچھ تو نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے اور بعض نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا جب تیروں کی بارش ہوئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھی افراتفری کے عالم میں پیچھے کی طرف بھاگے اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان میں سے اکثریت کے پاس ہتھیار بھی نہیں تھے۔ اسلامی فوج میں اس قدر افراتفری پھیل گئی کہ کوئی صورت حال کا اندازہ کرنے کی حیثیت میں نہ رہا اور نہ کوئی پیچھے مڑ کر دیکھتا تھا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں سوائے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کوئی بھی ثابت قدم نہ رہا۔ اسی غزوہ کا نقشہ کھینچتے ہوئے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے"۔

"اور جنگ حنین کا دن یاد کرو جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے تو دیکھو وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اپنی ساری وسعت پر بھی تمہارے لیے تنگ ہوگئی بالآخر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے" (سورۃ التوبہ 25)

اس روز جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثابت قدم رہے ان کے اسمائے گرامی یہ تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ، فضل بن عباس رضی اللہ عنہ، ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، قثم بن عباس رضی اللہ عنہ، جعفر بن مغیرہ رضی اللہ عنہ اور ایمن بن عبید رضی اللہ عنہ جو کہ اسی روز شہید ہوئے۔ (زرقانی جلد دوم۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہا کی بہادری:

غزوہ حنین میں حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شریک تھیں جنگ کے دنوں میں یہ حمل سے تھیں اور حضرت عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیٹ میں تھے انہوں نے اپنی کمر چادر سے

Marfat.com

کس کر باندھ رکھی تھی اور اپنے خاوند حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اونٹ بھی سنبھالے ہوئے تھیں اور اس بات سے ڈر رہی تھیں کہ کہیں اونٹ بے قابو نہ ہو جائے اس لیے اس کا سر قریب کر کے اپنا ہاتھ نکیل کے ساتھ اس کے نتھنوں میں دے رکھا تھا اور رسول کریم ﷺ نے دیکھا تو پوچھا، کیا ام سلیم ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جو لوگ آپ کو چھوڑ کر پسپا ہوتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے انہیں اسی طرح قتل کر دیجئے جس طرح آپ ﷺ ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو آپ ﷺ سے جنگ کرتے ہیں۔ یہ لوگ بھی دراصل اسی کے مستحق ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ام سلیم! کیا اللہ کافی نہیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک خنجر بھی تھا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا ام سلیم! اس خنجر کا کیا کرو گی؟ انہوں نے جواب دیا، میں نے یہ خنجر اس لیے لیا ہے کہ اگر کوئی مشرک مجھ سے قریب ہو تو میں اس کا پیٹ چاک کر دوں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ سن رہے ہیں ام سلیم کیا کہہ رہی ہیں حضور ﷺ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا جواب سن کر ہنس پڑے۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

لشکر اسلام کا زبردست حملہ:

اس افراتفری کی صورت میں حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم زور سے آواز دو، اے گروہ انصار! اے اصحاب اسمرہ، اے بیعت رضوان کرنے والو! حضرت عباس رضی اللہ عنہ چونکہ بلند آواز تھے اس لیے انہوں نے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے آواز بلند فرمائی جس صحابی نے بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز سنی ہر طرف سے لبیک لبیک کہتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں دوڑتے ہوئے آئے اور وہ سب سے پہلی جماعت جو دوڑ کر آئی وہ انصار تھے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کوئی اور ہے انہوں نے کہا۔ نہیں لیکن یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم برکت العماد تک بھی جائیں گے تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے منہ نہیں موڑیں گے اور اپنی جانیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کریں گے۔

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام کے فرمان کے مطابق آواز بلند فرمائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تیزی سے بھاگتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے جس صحابی کا اونٹ نہ مڑ سکا وہ ڈھال اور تلوار لے کر اونٹ سے کود پڑا۔ اور جانور کو چھوڑ دیا۔ اس طرح تھوڑی ہی دیر میں ایک سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اکٹھی ہوگئی مسلمانوں نے اس زور سے حملہ کیا کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے جب جنگ خوب زوروں پر ہو رہی تھی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی سواری سے نیچے اترے اور ایک مٹھی مٹی لے کر دشمنوں کی جانب پھینکی۔ ایک روائیت میں آتا ہے کہ اونٹ کو اشارہ فرمایا اونٹ فوری طور پر بیٹھ گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مٹھی خاک لے کر دشمنوں کی جانب پھینکی اور زبان اطہر سے فرمایا۔ "شاہت الوجوہ" مشرکین میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں اور منہ میں مٹی نہ پڑی ہو۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی طرح سواری کی حالت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مٹھی بھر مٹی حاصل کی اور ایک دوسری روایت میں آتا ہے۔ کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مٹی حاصل کی۔ اسی موقع کی مناسبت سے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔"

"آپ نے نہیں پھینکا جبکہ آپ نے پھینکا لیکن اللہ نے پھینکا تاکہ مومنوں کو اس بلاحسن سے آزمائے بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

حضرت جابر عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مشت خاک اور سنگریزوں کو اپنے دست مبارک سے باہر دشمنوں کی طرف پھینکا تو سنگریزوں کی آواز کانوں میں اس طرح معلوم ہوتی تھی کہ جیسے آسمان سے طشت میں گراتے ہیں۔ (زرقانی جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

جانثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم:

غزوہ حنین کے بارے میں بات کرتے ہوئے شیبہ بن ابی طلحہ بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ حنین کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی اس خیال سے ساتھ چل پڑا کہ ہو سکتا ہے جنگ کے دوران کوئی ایسا موقع مل جائے اور میں حضور ﷺ سے اپنے باپ اور بھائی کا بدلہ لے سکوں۔ جب دونوں لشکروں میں لڑائی کا آغاز ہوا اور اسلامی لشکر میں بھگدڑ اور افراتفری پیدا

Marfat.com

ہوگئی اس وقت حضور ﷺ اپنی سواری سے اتر کر اسباب درست فرما رہے تھے میں اپنی سواری سے اترا اور میں نے ارادہ کیا کہ رسول کریم ﷺ پر دائیں طرف سے حملہ کروں میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا۔ کہ اپنی ڈھال لیے حضور ﷺ کی حفاظت کے لیے چوکس کھڑے ہیں اور آپ ﷺ کی پیشانی مبارک سے گرد صاف کر رہے ہیں چنانچہ میں اس طرف سے حملہ آور نہ ہوسکا میں نے چاہا کہ بائیں طرف سے حملہ کروں لیکن میں نے دیکھا کہ ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے بائیں جانب مسلح کھڑے ہیں میں نے سوچا کہ اس طرف سے بھی موقع نہیں ملے گا۔

فرماتے ہیں کہ پھر میں رسول کریم ﷺ کے عقب سے آیا اور آپ ﷺ پر تلوار سے حملہ کرنا چاہا اچانک بجلی کی مانند آگ کا ایک شعلہ ظاہر ہوا اور میرے اور انکے درمیان حائل ہوگیا قریب تھا کہ وہ آگ مجھے جلا کر رکھ دیتی میں نے خوف اور دہشت سے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اسی وقت حضور ﷺ نے میری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا اے شیبہ! میرے پاس آؤ، جب میں قریب ہوا تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھ کر میرے لیے دعا فرمائی، اللہ کی قسم! اس وقت حضور ﷺ مجھے اپنی آنکھوں اور کانوں سے بھی زیادہ محبوب تھے پھر میں نے آپ ﷺ کے حکم پر جنگ شروع کی میں کفار کے ساتھ جنگ کر رہا تھا اور اللہ جانتا ہے کہ میں چاہتا تھا کہ اپنی جان رسول کریم ﷺ پر قربان کر دوں۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے اونٹ کو لایا گیا آپ ﷺ سوار ہو کر کفار کی طرف متوجہ ہوئے اور دشمن شکست کھا کر بھاگ اٹھا پھر آپ ﷺ اپنے خیمہ میں لوٹ آئے میں بھی واپس آ گیا تا کہ حضور ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھوں میرے آنے کی غرض صرف زیارت سے مشرف ہونا تھا حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ اے شیبہ! تیرے متعلق اللہ تعالیٰ کا جو ارادہ تھا وہ اس سے بہتر تھا جو تم نے خود اپنے لیے کیا تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے جو کچھ میرے دل میں تھا بیان فرما دیا اور وہ چیزیں بیان فرما دیں جو کبھی کسی نے بیان نہ کی تھیں۔ میں نے کہا! یارسول اللہ ﷺ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر میں نے توبہ کی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے لیے استغفار فرمایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے تمہیں بخش دیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے غزوہ حنین میں دو اشخاص کو لڑتے ہوئے دیکھا ان میں سے ایک مسلمان تھا اور دوسرا مشرک اسی دوران ایک اور مشرک نے آ کر اپنے ساتھی کی مدد کرنا چاہی تو میں اس پر جھپٹا اور تلوار کا وار کر کے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اس نے اپنا دوسرا ہاتھ میری گردن میں حمائل کر دیا۔ اللہ کی قسم! وہ میری گردن نہیں چھوڑ رہا تھا یہاں تک کہ میرا دم گھٹنے لگا اور قریب تھا کہ وہ مجھے مار ڈالے لیکن اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اس کا خون بہہ رہا تھا جو اسے کمزور کر رہا تھا کہ وہ مجھے مار ڈالتا چنانچہ وہ گر پڑا تو میں نے اس پر ایک ضرب لگائی جس سے وہ ہلاک ہو گیا (اسی دوران) ادھر سے ایک مسلمان گزرا اور اس نے اس (کافر مقتول) کا سامان لے لیا پھر جب جنگ ختم ہو گئی تو حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے جس کافر کو قتل کیا ہو تو مقتول کا سامان مارنے والے کا ہے۔

فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! (میں نے فلاں کافر کو مارا تھا اور اس کا سامان دوسرے شخص کے ہاتھ میں پہنچ گیا ہے) جب اس مسلمان سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اس کافر کا سامان میرے پاس ہے مگر یا رسول اللہ ﷺ! ابوقتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو راضی کر دیجئے کہ یہ سامان میرے پاس رہنے دے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اس وقت وہاں موجود تھے) نے فرمایا نہیں اللہ کی قسم! رسول کریم ﷺ اسے اس بات کے لیے راضی نہیں کریں گے کیا تم اللہ کے اس شیر کے ساتھ حصہ دار بنتے ہو جو اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے جہاد کرتا ہے اور اس کا سامان تقسیم کر رہے ہو اس کے مقتول کا سامان اسے واپس کرو۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے درست کہا ہے اس کے مقتول کا سامان اسے لوٹا دو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے یہ سامان لے لیا اور پھر زرہ کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے ایک (چھوٹا سا) باغ خرید لیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

فرشتوں کی مدد:

غزوہ حنین کے موقع پر دشمنوں کی جانب سے مالک بن عوف نے تین آدمیوں کو اسلامی لشکر کی جاسوسی کے لیے مقرر کیا وہ اس کے حکم کے مطابق عمل کر کے ہانپتے کانپتے اس کے پاس واپس آئے مالک بن عوف نے ان سے پوچھا کہ خوف و دہشت سے کیوں کانپ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب ہم محمد (ﷺ) کے لشکر کے پاس پہنچے تو ہم نے سفید پوش مردوں کو دیکھا جو ابلق گھوڑوں پر سوار تھے ہم نے اس سے پہلے ایسے اشخاص کبھی نہیں دیکھے تھے اب مصلحت یہ ہے کہ واپس لوٹ جائیں۔ اگر ہماری فوج بھی ان لوگون کو دیکھ لے تو ان کی کیفیت بھی ہماری طرح ہوگی اور یہ شکست کا سبب بن جائے گی۔ مالک بن عوف نے انہیں سرزنش کی اور جاسوسوں کو ملامت کرتے ہوئے تاکید کردی کہ وہ یہ باتیں کسی سپاہی کے سامنے ہرگز بیان نہ کریں اس کے بعد مالک بن عوف نے دوسرے افراد کو جاسوسی کے لیے بھیجا۔ انہوں نے بھی واپس آکر ایسا ہی بیان کیا۔

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ بن مطعم سے مروی ہے کہ جب اسلامی لشکر نے نیام سے تلوار کھینچ کر دشمنوں کی طرف رخ کیا تو میں نے دیکھا کہ آسمان سے سیاہ گدھوں کی مانند کوئی چیز ظاہر ہوئی جو ہمارے اور دشمنوں کے درمیان آکر گری میں نے دیکھا تو وہ سیاہ چیونٹے تھے جو صحرا میں پھیل گئے اور مجھے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے یہ کوئی آسمانی لشکر ہو۔ حضرت سعد بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ غزوہ حنین میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد کے لیے پانچ ہزار فرشتے آئے۔ جب جنگ ختم ہوگئی تو دشمنوں کے بعض لوگ یہ کہتے تھے کہ وہ مرد کہاں چلے گئے جو سفید گھوڑوں پر سوار تھے اور سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے لشکر اسلام کے ساتھ مل کر جنگ کرتے تھے یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

غزوہ حنین میں جب مشرکین کو شکست ہوئی تو ان کی کچھ فوجیں فرار ہو کر اوطاس میں جمع ہوگئیں اور کچھ طائف کی طرف بھاگ گئیں چنانچہ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابو عامر اشعری

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں ایک چھوٹا سا لشکر اوطاس کی طرف بھیجا مسلمانوں کے مقابلے کے لیے درید بن صمہ چند ہزار کا لشکر لے کر نکلا درید بن الصمہ کے بیٹے سلمہ بن درید نے حضرت ابو اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیر مارا جوان کے گھٹنے یا زانو پر لگا۔ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے تھے چچا کو زخمی حالت میں دیکھ کر ان کی طرف آئے اور پوچھا کہ یہ تیر آپ کو کس نے مارا ہے؟ حضرت ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارے سے اپنے قاتل کو دکھایا۔ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوش میں آ کر اس کافر کے پیچھے بھاگے تو اس نے دوڑ لگا دی۔

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے اسے للکارا اور کہا تجھے شرم نہیں آتی کہ بھاگتا ہے اور جنگ کے لیے مقابلے پر نہیں آتا۔ یہ سن کر وہ کھڑا ہو گیا دونوں میں مقابلہ ہوا جس کے نتیجہ میں کافر مارا گیا اس کے بعد حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس واپس آ گئے اور انہیں ان کے قاتل کی ہلاکت کی خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ میرے زانو سے تیر کھینچو حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھینچ کر تیر نکالا چونکہ تیر زہر میں بجھایا ہوا تھا اس لیے زخم سے خون پانی کی طرح بہنے لگا۔ جب انہوں نے یہ حالت دیکھی تو اپنی زندگی ان کو ختم ہوتی ہوئی دکھائی دی اور کہا، اے میرے بھتیجے! رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں میرا اسلام عرض کرنا اور حضور ﷺ سے کہنا کہ میرے لیے بخشش کی دعا فرمائیں پھر انہوں نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوج کا سپہ سالار بنا دیا اور تھوڑی دیر کے بعد جاں بحق ہو گئے۔

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ فتح عنائیت فرمائی۔ جب میں جنگ سے فارغ ہو کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس وقت آپ ﷺ اپنے خیمہ مبارک میں کھجور کی چھال سے بنے ہوئے بوریے پر آرام فرما تھے اور اس بوریے کی دھاریاں اور نشانات آپ ﷺ کی پشت مبارک اور پہلو مبارک پر پڑے ہوئے تھے میں نے حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلام اور پیغام دیا تو آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور وضو فرمایا پھر دو رکعت نماز پڑھی اور دست مبارک اٹھائے اور اپنے دونوں دست مبارک

Marfat.com

کو اتنا اونچا کیا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغل شریف کی سفیدی دیکھ لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! تُو قیامت کے روز ابو عامر کو بہت سے انسانوں سے زیادہ بلند مرتبہ عطا فرمادے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے بھی دعا فرمایئے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے بھی دعا فرمائی کہ اے اللہ تو عبداللہ بن قیس کے گناہ معاف فرمادے اور اس کو قیامت کے روز عزت والی جگہ میں داخل فرما حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ (بخاری شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

کفار کو شکست:

کفار کے لشکر کا سالار درید بن الصمہ ایک بوڑھا شخص تھا اس لیے وہ ایک ہودج میں سوار تھا۔ اتفاق سے حضرت ربیعہ بن رفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس تک جا پہنچے حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے اونٹ کی مہار پکڑی ان کا خیال تھا کہ اس میں کوئی عورت ہوگی کیونکہ درید بن الصمہ ایک ایسے ہودج میں چھپا بیٹھا تھا جو اوپر سے کھلا ہوا تھا لیکن چاروں طرف سے بند تھا جب اونٹ کو بٹھایا اور دیکھا تو وہ عورت کی بجائے مرد تھا۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے پہچانتے نہیں تھے انہوں نے درید پر تلوار کا وار کیا مگر وار خالی گیا اس پر درید نے کہا کجاوے کے پیچھے سے میری تلوار لے لے اس سے مار اور ہڈیوں کو بچا کر دماغ کے نیچے سے ضرب لگا میں خود اس طرح لوگوں کو تلوار سے مارتا تھا۔ اس طرح حضرت ربیعہ بن رفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی کی تلوار سے اسے قتل کر دیا۔

درید بن الصمہ کے قتل کے بعد مشرکین نے ہتھیار ڈال دیے ان کو گرفتار کر لیا گیا ان قیدیوں میں بہت سی عورتیں بھی تھیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن شیما بنت حارث جن کا اصل نام حذافہ تھا وہ بھی قیدیوں میں شامل تھیں ان کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا تو کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کی رضاعی بہن ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم میری رضاعی بہن ہو۔ شیما نے عرض کیا۔ میری کمر میں آپ کے دانت مبارک کے نشان ہیں بچپن میں آپ نے مجھے دانت سے کاٹا تھا۔ اس کے علاوہ شیما نے بچپن کے مزید واقعات یاد دلائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ٹھیک کہتی ہو تم واقعی میری رضاعی بہن ہو۔

Marfat.com

اس کے بعد رسول کریم ﷺ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اپنی چادر مبارک بچھائی اور اس پر نہایت احترام سے شیما کو بٹھایا اور حضرت حلیمہ سعدیہ اور ان کے خاوند کے بارے میں پوچھا تو شیما نے کہا وہ تو کافی دیر قبل وفات پا چکے ہیں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم میرے پاس رہنا چاہتی ہو تو میں تمہیں عزت و احترام سے رکھوں گا اگر اپنی قوم میں واپس جانا چاہو تو تمہیں اس کا بھی اختیار ہے۔ شیما نے دوسری بات کو پسند فرمایا چنانچہ حضور ﷺ نے شیما کو ایک لونڈی تین غلام اور اونٹ اور بھیڑیں عنائیت فرما کر ان کے قبیلہ میں بھیج دیا۔ (معارج النبوۃ جلد سوم۔ طبری جلد سوم)

جنگ کا نتیجہ:

غزوہ حنین میں اسلامی فوج سے چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ایمن بن عبید رضی اللہ عنہ، حضرت یزید بن زمعہ رضی اللہ عنہ حضرت سراقہ بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ مشرکین میں سے ستر افراد جہنم واصل ہوئے۔ اور ان کو عبرتناک شکست ہوئی مال غنیمت میں چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بھیڑ بکریاں۔ چھ ہزار نوے گھوڑے، چار ہزار اوقیہ چاندی اور چھ ہزار عورتیں اور بچے مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ اس غزوہ کے بعد بہت سے مشرکین نے اسلام قبول کیا اور ایمان لے آئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حنین کے قیدیوں اور مال غنیمت کو جمع کیا گیا۔ ابن ہشام کا کہنا ہے کہ مال غنیمت پر حضرت مسعود بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ متعین تھے حضور نبی کریم الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ ان قیدیوں اور مال غنیمت کو مقام جعرانہ میں لے جا کر رکھا جائے ان کی نگرانی کی جائے تاکہ فرصت کے وقت تقسیم کیا جائے۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی اور بے شمار مال غنیمت بھی ہاتھ آیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

غزوہ طائف

غزوہ حنین میں شکست کھانے کے بعد بنو ثقیف اور قبیلہ ہوازن کے مشرکین کی ایک جماعت طائف میں جا کر قلعہ بند ہو گئے جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس صورت حاصل کا علم ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قلعہ کو فتح کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ 12 شوال 8ھ کو طائف کا محاصرہ کر لیا جو کہ اٹھارہ دن تک جاری رہا اہل قلعہ نے مسلمانوں پر شدید تیر اندازی کی جس سے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زخمی ہو گئے اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگی حکمت عملی کے طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ بلند مقام پر اسلامی فوج کی چھاؤنی قائم کی جائے تاکہ قلعہ والوں کے تیر مسلمانوں تک کم پہنچ سکیں اس کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو ان کی کھجوریں کاٹنے کا حکم دیا یہ دیکھ کر قلعہ والوں نے بڑی آہ وزاری کی اور التجا کی کہ رحم کیا جائے چنانچہ اسلامی فوج نے درختوں کو کاٹنا بند کر دیا۔

اس محاصرے کے دوران حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان کیا کہ اہل قلعہ میں سے جو غلام اتر کر ہماری طرف آئے گا وہ آزاد ہو گا چنانچہ بیس غلام کسی نہ کسی بہانے سے قلعے سے نکلے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد فرمایا۔ طائف کے محاصرے کے ایک دن حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک دودھ کا بھرا ہوا پیالہ میرے سامنے ہدیے کے طور پر پیش کیا گیا۔ (ابن ہشام نے لکھا ہے کہ مکھن سے بھرا ہوا پیالہ پیش کیا گیا)۔ اس میں ایک مرغ نے چونچ ماردی تو پیالے میں جو کچھ تھا وہ بہہ گیا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ اس مرتبہ جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنو

Marfat.com

ثقیف سے جو چاہتے ہیں وہ حاصل نہ کرسکیں گے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ طائف کے محاصرے کے دوران حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ حکم فرمایا کہ اس قلعہ کے اطراف میں پھیل جائیں اور جو بت خانہ نظر آئے اسے تباہ کردیں اور بتوں کو توڑ دیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلامی لشکر کے ساتھ علاقے میں نکلے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے مشرکین کے بتوں کو تباہ کردیا۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمان مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یارسول اللہ ﷺ! اگر اللہ تعالیٰ آپ کو طائف فتح کرادے تو بادیہ بنت غیلان یا فارعہ بنت عقیل کے زیورات مجھے عنائیت فرمادیجئے گا۔ (ثقیف کی عورتوں میں سے ان دونوں کے پاس سب سے زیادہ زیورات تھے۔) حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی خویلہ سے فرمایا کہ اگر مجھے ثقیف سے جنگ کرنے کی اجازت ہی نہ دی گئی! خویلہ نے اس بات کا ذکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! خویلہ نے مجھ سے کیا بات بیان کی ہے ؟ حضور علیہ الصلوٰۃ واسلام نے فرمایا کہ بے شک میں نے یہ بات کہی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! کیا بنی ثقیف سے جنگ کرنے کے سلسلے میں ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت نہیں دی گئی؟ ارشاد فرمایا، نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو کیا میں لوگوں میں روانگی کا اعلان کردوں؟ ارشاد فرمایا اعلان کردو اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوچ کا اعلان کردیا۔

طائف کا محاصرہ اٹھارہ روز تک جاری رہا ایک قول کے مطابق چالیس روز تھا ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ محاصرہ بیس روز رہا بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زخمی ہوئے اور بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شہادت حاصل کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد محاصرہ اٹھالیا گیا کیونکہ دشمنوں کی اس جماعت کی طرف سے اب کوئی بڑا خطرہ نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی میں عمرہ ادا فرمایا اور 26 ذی قعدہ کو مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

غزوہ تبوک

غزوہ تبوک کو غزوہ فاضحہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس غزوہ کے دوران منافقین کی بہت زیادہ رسوائی ہوئی تھی اس غزوہ کو غزوہ عسرت اور جیش العسرت بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں لشکر اسلام کو انتہائی مشقت بھوک اور پیاس برداشت کرنی پڑی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ سفر بہت لمبا تھا اور گرمی کا موسم تھا جبکہ قحط سالی کا دور تھا اور دشمنوں کا لشکر قوی تھا اگرچہ لشکر اسلام کافی تعداد میں تھا لیکن ان کے پاس زادراہ بہت ہی کم تھا۔ لشکر اسلام کی تنگی کا یہ عالم تھا کہ فقراء صحابہ کرام میں سے اٹھارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ایک اونٹ سے زیادہ نہ تھا جس پر وہ باری باری سوار ہوتے تھے۔ غزوہ تبوک کے وقوع پذیر ہونے کا سبب یہ تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فتح مکہ سے قبل جمادی الاول 8ھ میں رومیوں سے مقابلہ کرنے کے لیئے تین ہزار کا ایک لشکر شام کی طرف روانہ فرمایا تھا جس کا موتہ کے مقام پر دشمنوں سے انتہائی سخت مقابلہ ہوا دشمنوں کی تعداد اگرچہ دو لاکھ تھی۔ مگر مسلمانوں نے بہادری اور دلیری کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کیا مسلمانوں کے تین سپہ سالار اور نو مجاہدین شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ مسلمان جب جنگ موتہ میں بہادری کے جوہر دکھا کر واپس چلے گئے تو رومیوں نے مسلمانوں پر بھرپور حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں حضور نبی کریم علیہ الصلوہ واسلام کو اس امر کی اطلاع ہوگئی کہ رومی مسلمانوں پر حملے کے کی تیاریوں کر رہے ہیں چنانچہ حضور سرور کائنات ﷺ نے تیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر تیار کر کے مدینہ منورہ میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور اواخر رجب 9ھ میں شام کی طرف روانہ ہوئے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

اونٹنی گم ہوگئی:

جب رسول کریم ﷺ غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے جا رہے تھے تو راستے میں ایک جگہ

Marfat.com

آپ ﷺ کی اونٹنی گم ہوگئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اونٹنی کی تلاش میں نکلے۔ رسول کریم ﷺ کے ایک مخلص صحابی حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ بیعت عقبہ اور غزوہ بدر میں شمولیت کی سعادت حاصل کر چکے تھے ان کے ساتھیوں میں ایک منافق زید بن لصیت بھی تھا۔ حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں موجود تھے جبکہ زید بن لصیت ان کی قیام گاہ میں بیٹھا ہوا تھا اس نے قیام گاہ میں لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے طنز سے کہا محمد (ﷺ) نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور تمہیں آسمان کی خبریں سناتا ہے اور اسے یہ بھی پتہ نہیں کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے۔

ادھر تو حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیام گاہ پر یہ بات ہوئی ادھر رسول کریم ﷺ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ایک شخص نے یہ کہا ہے کہ محمد (ﷺ) نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور لوگوں کو آسمان کی خبریں سناتا ہے اور اسے یہ بھی علم نہیں کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے؟ ارشاد فرمایا میں تو کہتا ہوں کہ اللہ کی قسم! میں وہی جانتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا مجھے وہی کچھ معلوم ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ میرے علم میں لاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ابھی ابھی مجھے میری اونٹنی کے حال کی خبر دی ہے وہ اس وادی کے فلاں درے میں ہے اس کی نکیل ایک درخت میں پھنسی ہوئی ہے اور اسی وجہ سے وہ وہاں پر رکی ہوئی ہے تم جا کر لے آؤ۔

حضور ﷺ کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہاں گئے اور دیکھا کہ اونٹنی اسی مقام پر موجود ہے اور اس کی نکیل اسی طرح درخت کے ساتھ الجھی ہوئی ہے جس طرح کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا چنانچہ اونٹنی کو وہاں سے واپس لایا گیا۔ حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قیام گاہ پر گئے اور لوگوں سے کہا، ابھی ابھی رسول کریم ﷺ نے ایک بات فرمائی ہے کہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ محمد ﷺ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور تمہیں آسمان کی خبریں سناتا ہے اور اسے یہ بھی علم نہیں کہ اس کی اونٹنی کہاں پر ہے۔ یہ سن کر حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت عمرہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ بات تمہارے آنے سے تھوڑی دیر قبل زید بن لصیت نے کہی تھی۔

Marfat.com

یہ سن کر حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آیا اور انہوں نے اسی وقت زید بن لصیت کو گردن سے پکڑا اور پکار کر لوگوں سے کہا۔ اللہ کے بندو! میرے خیمے میں ایک خطرناک آدمی تھا اور مجھے اس کی خبر ہی نہ تھی۔ پھر وہ زید بن لصیت کو خیمے سے باہر دھکیلتے ہوئے بولے۔ اور دشمن خدا! میرے خیمے سے نکل جا نہ میرے ساتھ رہنا اور نہ کبھی میرے ساتھ چلنا۔

(معارج النبوۃ جلد سوم)

غیب کی خبر:

غزوہ تبوک کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ ایسے لوگ بھی چل رہے تھے جن کے دلوں میں نفاق تھا ان لوگوں میں وریقہ بن ثابت بھی تھا یہ لوگ آپس میں گفتگو کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے اور طنزیہ گفتگو بھی کرتے تھے ایک دوسرے سے کہتے کہ اس شخص کو دیکھو کہ یہ شام کے قلعوں کو فتح کرنے نکلا ہے حالانکہ یہ بات بہت مشکل ہے اور بالکل نہیں ہو سکتی۔ ان لوگوں کے ساتھ قبیلہ اشجع کا ایک شخص بھی گفتگو میں شریک تھا اس کا نام مخش مخشی حمیر تھا اس نے کہا مجھے یہ بات پسند ہے کہ ہماری اس بات کے بدلے ہم میں سے ہر ایک کو سو تازیانے مارے جائیں لیکن ہمارے بارے میں قرآن حکیم نازل نہ ہو۔

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم غیب سے اس کی خبر ہو گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس جماعت کے پاس پہنچو وہ تباہ ہو گئے اور اس جماعت سے پوچھو کہ وہ کیا کہتے ہیں اور اگر وہ انکار کریں تو یہ کہو کہ تم اس طرح اور اس طرح بات کہتے تھے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق عمل کرتے ہوئے جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ان لوگوں سے کہہ دیا وہ لوگ یہ سن کر بہت شرمندہ ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر وریقہ بن ثابت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپس میں ہنسی مذاق سے باتیں کرتے تھے کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے توبہ کی اور مخشی حمیر ان لوگوں میں شامل تھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔ (معارج النبوۃ، جلد سوم)

چشمہ میں برکت:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک کے نزدیک پہنچے تو فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ کل چاشت کے

Marfat.com

وقت ہم چشمہ تبوک پر پہنچیں گے اور جو شخص بھی وہاں پہنچے اسے چاہیے کہ اس میں ہاتھ نہ ڈالے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگلے روز چاشت کے وقت ہم چشمہ تک پہنچ گئے دو شخص ہم سے آگے بڑھ گئے تھے اور انہوں نے اس میں سے پانی لیا تھا حضور ﷺ نے ان سے فرمایا تم نے پانی میں ہاتھ ڈالا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو جھڑکا۔

اس چشمے سے جوتے کے تسمے کے برابر پانی کی ایک دھار بہہ رہی تھی رسول کریم ﷺ نے اس میں سے تھوڑا سا پانی برتن میں منگوایا اور اس سے اپنے دست مبارک چہرہ انور اور دہن مبارک دھو کر پانی اس چشمہ میں گرا لیا تو چشمہ سے پانی کی موٹی دھار نکلنے لگی اور اس قدر پانی ہو گیا کہ تیس ہزار کا لشکر اور تمام جانور اس پانی سے سیراب ہو گئے۔ (زرقانی جلد سوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

تبوک میں قیام:

اسلامی لشکر راستے کی منازل طے کرتا ہوا تبوک کے مقام پر پہنچا اور اس مقام پر دو ماہ تک قیام کیا سفر کے دوران جو تکالیف پہنچی تھیں ان کی وجہ سے چند دنوں تک آرام کیا اسلامی لشکر اس مقام پر موجود تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ اسلام کو معلوم ہو گیا کہ لشکر روم کے بارے میں جو کچھ سنا تھا اس میں کوئی حرکت نہیں ہوئی پھر حضور سرور کائنات ﷺ نے مہاجرین و انصار کے اشراف سے اس معاملہ میں گفتگو فرمائی انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے جانے پر مامور ہیں تو پھر اس طرف عزم کی بھاگ پھیر دیجیے ہم تمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب ہیں جس طرف بھی متوجہ ہوں گے۔ دل و جان سے سر کے بل چل کر ساتھ دیں گے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اگر میں مامور ہوتا تو مشورہ نہ کرتا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! رومی بادشاہ کے پاس بے شمار لشکر ہے اور سامان جنگ بھی بہت زیادہ ہے جبکہ اسلام کی حالت کا اندازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب ہے۔ لیکن لشکر اسلام کی شوکت و ہیبت کی شہرت ان ممالک میں ہو گئی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب اور خوف ان کے دلوں پر طاری ہو گیا ہے اگر اس سال واپس جا کر آئندہ سال اس مقصد کے لیے آئیں تو زیادہ مناسب اور بہتر دکھائی دیتا ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کو درست قرار دیا۔

Marfat.com

ابھی اسلامی لشکر تبوک کے مقام پر ہی خیمہ زن تھا کہ روم کے بادشاہ ہرقل کو اطلاع ملی کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شام کی حدود میں پہنچ کر تبوک کے مقام پر قیام کیا ہے تو اس نے بنی غسان کے ایک شخص کو مسلمانوں کی لشکر گاہ کی طرف بھیجا تا کہ وہ حالات معلوم کرے وہ شخص حکم کے مطابق عمل کرتے ہوئے تبوک میں آیا اور تمام حالات معلوم کر کے ہرقل کو اطلاع پہنچائی اور یہ بھی کہا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں یہ اوصاف وصفات موجود ہیں اس پر ہرقل نے اپنے درباریوں اور اشراف سلطنت کو جمع کر کے کہا کہ نصرانی دین کو چھوڑ کر دین اسلام قبول کرلو رومیوں نے جب قیصر کی یہ بات سنی تو وہ آگ بگولا ہو گئے اور اس قدر اختلاف پیدا ہو گیا کہ قیصر کو اپنی سلطنت کے زوال کا خطرہ پیدا ہو گیا اور اس نے اس خیال کو ترک کر دیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس نے خود اسلام قبول کرلیا تھا مگر اس کا اظہار نہیں کیا تھا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت ابوخثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ:

حضرت ابوخثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ تبوک میں جانے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے شدید گرمی کا موسم تھا اسلامی لشکر تبوک کے لیے روانہ ہو چکا تھا یہ اپنے اہل خانہ کے پاس آئے ان کی دونوں بیویوں نے چھڑکاؤ کر کے چھپر ٹھنڈے کر رکھے تھے اور لذیذ کھانا بھی تیار کر رکھا تھا چند لمحوں تک انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا اور دروازے پر رک گئے اور کہا اللہ کے پیارے رسول ﷺ تو شدید دھوپ اور سخت گرمی میں ہوں اور ابوخثیمہ ٹھنڈے سائے میں جہاں لذیذ کھانا تیار ہے بیوی موجود ہے یہ تو انصاف کی بات نہیں ہے۔ اپنی بیویوں سے مخاطب ہو کر کہا کسی کے پاس قدم نہیں رکھوں گا فوراً میرا زادراہ تیار کرو۔ چنانچہ توشہ کے لیے کھجوریں لے کر اونٹ پر سوار ہو گئے اور رسول کریم ﷺ کے پیچھے چل پڑے۔

راستے میں ان کی ملاقات حضرت عمر بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی وہ بھی پیچھے رہ گئے تھے۔ حضرت ابوخثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ مجھ سے بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے مجھے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پہلے حاضر ہونے دو تم کچھ پیچھے رہ جاؤ۔ اسی اثناء میں لوگوں نے ایک سوار کو اپنی طرف آتے دیکھا تو حضور ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کوئی اونٹ سوار ہماری طرف آرہا ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ کرے یہ ابو

Marfat.com

خثیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہو کچھ دیر کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا یہ سوار ابوخیثمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی ہے۔ حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر سلام کیا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا اے ابوخیثمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! مبارک ہو۔ اس کے بعد حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیر سے شامل ہونے کا واقعہ عرض کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیئے دعائے خیر فرمائی۔ (زرقانی جلد سوم، ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد 4)

حضرت ابوذ وغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک کے لیئے روانہ ہوئے تو بہت سے لوگ پیچھے رہ گئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! فلاں اور فلاں پیچھے رہ گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ و اگر ان میں خیر اور بھلائی ہے۔ تو عنقریب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ملا دے گا اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو تمہیں کیا غم اللہ کا شکر کرو۔ جس نے لوگوں کے شر سے تمہیں پناہ دی ہے۔

پیچھے رہ جانے والوں میں حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے جو اس لیئے پیچھے رہ گئے تھے کہ ان کا اونٹ بیٹھ گیا تھا۔ اور چلنے کا نام نہ لیتا تھا۔ جب اونٹ کسی طرح نہ اُٹھا تو حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ اونٹ کو چھوڑ کر پیدل ہی چل پڑے۔ اسلامی لشکر نے ایک جگہ قیام فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دور سے ایک شخص کو آتے ہوئے دیکھا تھا کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کوئی شخص اکیلا اور پیدال ہی چلا آ رہا ہے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوگا۔ جب وہ ذرا نزدیک آئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پہچان لیا اور عرض کیا واللہ! وہ ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر رحم فرمائے وہ تنہا چلتا ہے تنہا ہی اُٹھے گا اور تنہا ہی اٹھایا جائے گا۔ چنانچہ اسی طرح ہی ہوا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

کے حکم سے مدینہ طیبہ سے ترک سکونت کر کے بندہ کے گاؤں میں قیام کرلیا تھا اسی گاؤں میں ان کا آخری وقت آ پہنچا گاؤں کے تمام لوگ حج کے لیئے جا چکے تھے وہاں پر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی اور ایک غلام پاس موجود تھے وفات سے قبل انہیں وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد غسل دے کر اور کفن پہنا کر میری میت راستے میں رکھ دینا ایک قافلہ آئے گا قافلے والوں سے کہنا کہ ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) صحابی رسول کا جنازہ ہے تم لوگ نماز جنازہ اور تدفین میں ہماری مدد کرو۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب انتقال ہو گیا تو ان کی بیوی اور غلام نے ان کی وصیت پر عمل کیا اُس وقت ایک قافلہ ادھر سے گزرا اس قافلے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے یہ قافلہ عراق سے عمرہ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ جا رہا تھا جب قافلے والے جنازہ کے نزدیک پہنچے تو غلام نے کہا، یہ صحابی رسول حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ ہے آپ لوگ نماز جنازہ اور تدفین میں ہماری مدد کریں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سنتے ہی آبدیدہ ہو گئے اور قافلے کو روک کر سواری سے نیچے اترے اور کہا، رسول کریم ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تنہا چلے گا۔ تنہا ہی اٹھے گا اور تنہا قبر سے اٹھایا جائے گا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قافلہ والوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کو دفن کر دیا گیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی جلد سوم۔ الاصابہ)

تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا واقعہ:

غزوہ تبوک میں پیچھے رہ جانے والوں میں تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسے بھی تھے جو نہایت مخلص اور جانثار تھے مگر اس کے باوجود غزوہ تبوک میں شامل ہونے کی سعادت حاصل نہ کر سکے یہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ یہ تینوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کسی نفاق یا عذر سے نہیں ٹھہرے بلکہ ان کی خوشحالی ہی انکے رہ جانے کا سبب بن گئی۔ مرارہ بن ربیع کا باغ خوب پھل رہا تھا۔ ان کو خیال ہوا کہ اگر میں چلا گیا تو یہ سب ضائع ہو جائے گا۔ ہمیشہ میں لڑائیوں میں شریک ہوتا رہا ہوں۔ اگر اس دفعہ شریک نہ ہوا تو کوئی حرج نہیں ہے، حضرت کعب رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تبوک سے پہلے کسی لڑائی میں اتنا قوی اور مالدار نہ تھا۔ جتنا کہ تبوک کے وقت تھا۔ اس وقت میرے پاس دو ذاتی اونٹنیاں تھیں۔ اس سے پہلے میرے پاس کبھی دو اونٹنیاں ہونے کی نوبت نہ آئی تھی۔ حضور ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جس طرف لڑائی کا ارادہ ہوتا تھا۔ اس کا اظہار نہ فرماتے تھے بلکہ دوسری اطراف سے افعال دریافت فرماتے۔ مگر اس لڑائی میں چونکہ گرمی بھی شدید تھی۔ سفر بھی دور کا تھا۔ ان کے علاوہ دشمنوں کی جماعت بھی بہت بڑی تھی۔ اس لیے صاف اعلان فرما دیا تھا کہ لوگ تیاری کر لیں چنانچہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت حضور ﷺ کے ساتھ ہو گئی۔ رجسٹر میں ان کے نام لکھنا بھی دشوار ہو گیا۔ اور مجمع کی کثرت کی وجہ سے اگر کوئی چھپنا چاہتا تو وہ آسانی سے چھپ سکتا تھا۔ اور اس کا پتہ بھی نہ ہوتا۔ اس کے ساتھ ہی پھل بالکل پک رہے تھے۔ میں بھی سامان سفر کی تیاری کا صبح ہی سے ارادہ کرتا مگر شام ہو جاتی کسی قسم کی تیاری کی نوبت نہ آتی لیکن یہ بھی اپنے دل میں خیال کرتا کہ مجھے وسعت حاصل ہے جب ارادہ پختہ کروں گا فوراً تیاری ہو جائے گی حتیٰ کہ حضور اقدس ﷺ روانہ ہو گئے اور مسلمان آپ کے ساتھ ساتھ تھے۔ مگر میرا سامان سفر تیار نہ ہوا۔ پھر بھی مجھے یہ خیال رہا کہ ایک دو دن میں تیاری کر کے جا ملوں گا۔ اسی طرح آج کل پر ٹالتا رہا۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ کے وہاں پہنچے کا زمانہ قریب آ گیا اس وقت میں نے کوشش بھی کی مگر سامان نہ ہو سکا اب میں جب مدینہ طیبہ میں ادھر ادھر دیکھتا ہوں تو صرف وہی لوگ ملتے ہیں جنکے اوپر نفاق کا بدنما داغ لگا ہوا تھا یا وہ معذور تھے اور حضور ﷺ نے بھی تبوک پہنچ کر دریافت فرمایا کہ کعب نظر نہیں پڑتے۔ کیا بات ہوئی ایک صحابی نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ اس کو اپنے مال و جمال کی اکڑ نے روکا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا غلط کہا ہم جہاں تک سمجھتے ہیں وہ بھلا آدمی ہے۔ مگر حضور اقدس ﷺ نے بالکل سکوت فرمایا اور کچھ نہیں بولے حتیٰ کہ چند روز میں میں نے واپسی کی خبر سنی تو مجھے رنج و غم سوار ہوا اور بڑا فکر ہوا دل میں جھوٹے جھوٹے عذر آتے تھے کہ اس وقت کسی فرضی عذر سے حضور ﷺ کے غصہ سے جان بچا لوں گا۔ پھر کسی وقت معافی کی درخواست کر لوں گا۔ اور میں اس بارے میں اپنے گھرانے کے ہر سمجھدار فرد سے مشورہ کرتا رہا مگر جب مجھے معلوم ہو گیا کہ حضور ﷺ تشریف لے ہی آئے ہیں تو میرے دل نے فیصلہ کیا کہ بغیر سچ کے کوئی چیز نجات نہ دے گی۔ اور میں نے سچ سچ عرض کرنے

Marfat.com

کی ٹھان لی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اول مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے اور وہاں تھوڑی دیر تشریف رکھتے تا کہ لوگوں سے ملاقات فرمائیں۔ چنانچہ حسب معمول حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے نماز پڑھی اور تشریف فرما رہے منافق لوگ آ کر جھوٹے جھوٹے عذر کرتے اور قسمیں کھاتے رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ظاہری عذروں کو قبول فرماتے رہے کہ اتنے میں بھی حضرت ہوا اور سلام کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کے انداز میں تبسم فرمایا۔ اور اعراض فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اعراض فرمالیا۔ میں خدا کی قسم نہ تو منافق ہوں اور نہ مجھے ایمان میں کچھ تردد ہے ارشاد فرمایا کہ یہاں آ تو میں قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے کس چیز نے روکا کیا تو نے اونٹنیاں نہیں خرید کر رکھی تھیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں کسی دنیا دار کے پاس اس وقت ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ میں اس کے غصہ سے معقول عذر کر کے خلاصی پالیتا کہ مجھے بات کرنے کا سلیقہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ لیکن آپ کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ آج آپ کو جھوٹ سے راضی کر لیا تو قریب ہے کہ اللہ جل شانہ مجھ سے ناراض ہوں گے۔ اور اگر آپ سے صاف صاف عرض کردوں تو آپ کو غصہ آئے گا لیکن قریب ہے کہ اللہ کی پاک ذات۔ آپ کے عتاب کو زائل فرمادے گی۔ اس لیے میں سچ ہی عرض کرتا ہوں کہ واللہ مجھے کوئی عذر نہ تھا اور جیسا فارغ اور وسعت والا میں اس زمانہ میں تھا کسی زمانے میں بھی اس سے پہلے نہیں تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس نے سچ کہا۔ پھر فرمایا کہ اچھا اٹھ جاؤ۔ تمہارا فیصلہ حق تعالیٰ شانہ فرمادیں گے۔ میں وہاں سے اٹھا تو میری قوم کے بہت سے لوگوں نے مجھے ملامت کی۔ کہ تو نے اس سے پہلے کوئی گناہ نہیں کیا تھا اگر تو کوئی عذر کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استغفار کی درخواست کرتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار تیرے لئے کافی تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کوئی اور بھی ایسا شخص ہے جس کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہو۔ تو لوگوں نے بتایا کہ دو اشخاص کے ساتھ اور بھی یہ معاملہ ہوا کہ انہوں نے بھی یہی گفتگو کی جو تو نے کی۔ اور یہی جواب ان کو ملا جو تجھ کو ملا۔ ایک ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے دیکھا دو صالح شخص جو دونوں بدری ہیں وہ بھی میرے شریک حال ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تینوں سے بولنے کی ممانعت بھی

Marfat.com

فرمادی کہ کوئی شخص ہم سے بات نہ کرے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ممانعت پر لوگوں نے ہم سے بولنا چھوڑ دیا اور ہم سے اجتناب کرنے لگے اور گویا دنیا ہی بدل گئی حتیٰ کہ زمین باوجود اپنی وسعتوں کے مجھے تنگ معلوم ہونے لگی۔ سارے لوگ اجنبی معلوم ہونے لگے در و دیوار اوپرے سے بن گئے مجھے سب سے زیادہ اس کا فکر تھا کہ میں اس حال میں مر گیا تو حضور ﷺ جنازہ کی نماز پڑھیں گے اور اگر خدانخواستہ حضور ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایسا ہی رہوں گا۔ مجھ سے کوئی کلام کرے گا اور نہ میری جنازہ کی نماز پڑھے گا کہ حضور ﷺ کے ارشاد کے خلاف کون کر سکتا ہے۔ غرض ہم لوگوں نے پچاس دن اسی حال میں گزار دیئے میرے دونوں ساتھی تو شروع سے ہی گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے میں سب میں قوی تھا چلتا پھرتا تھا بازار میں جاتا نماز میں شریک ہوتا مگر مجھ سے بات کوئی نہ کرتا حضور ﷺ کی مجلس میں جا کر سلام کرتا اور بہت غور سے خیال کرتا کہ حضور ﷺ کے لب مبارک جواب کے لیے کھلتے ہیں یا نہیں نماز کے بعد حضور ﷺ کے قریب ہی کھڑا ہو کر نماز ادا کرتا اور آنکھ چرا کر دیکھتا کہ حضور ﷺ مجھے دیکھتے ہیں یا نہیں۔ جب میں نماز میں مشغول ہوتا حضور ﷺ مجھے دیکھتے اور جب میں اِدھر اُدھر دیکھتا تو حضور ﷺ منہ پھیر لیتے اور میری جانب سے اعراض فرما لیتے غرض یہی حالات گزرتے رہے مسلمانوں کا بات چیت بند کرنا مجھ پر بہت بھاری ہو گیا تو میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دیوار پر چڑھا کہ وہ میرے رشتہ کے چچازاد بھائی تھے اور مجھ سے تعلقات بھی بہت ہی زیادہ تھے میں نے دیوار پر چڑھ کر ان کو سلام کیا مگر انہوں نے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے ان کو قسم دے کر پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے۔ انہوں نے اس کا بھی جواب نہ دیا۔ میں نے دوبارہ قسم دی اور دریافت کیا وہ پھر بھی چپ ہی رہے ہیں میں نے تیسری مرتبہ پھر قسم دے کر پوچھا انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ جانے اور اس کا رسول ﷺ۔ یہ کلمہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور وہاں سے لوٹ آیا اس دوران میں ایک مرتبہ مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ قبطی جو کہ نصرانی تھا اور شام سے مدینہ منورہ اپنا غلہ فروخت کرنے آیا تھا اس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوئی کعب بن مالک کا پتہ بتا دو۔ لوگوں نے اس کو میری طرف اشارہ کر کے بتایا وہ میرے پاس

Marfat.com

آیا اور غسان کے کافر بادشاہ کا خط مجھے لا کر دیا اس میں لکھا ہوا تھا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارے آقا نے تم پر ظلم کر رکھا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ ذلت کی جگہ نہ رکھے اور نہ ضائع کرے تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہاری مدد کریں گے دنیا کا قاعدہ ہے کہ کسی بڑے کی طرف سے اگر چھوٹے کو تنبیہ ہوتی ہے تو اس کا بہکانے والا اور زیادہ کھونے کی کوشش کیا کرتا ہے اور خیر خواہ بن کر اس قسم کے الفاظ سے اشتعال دیا کرتا ہے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ خط پڑھ کر انّا للّٰہ پڑھی کہ میری حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کافر بھی مجھ میں طمع کرنے لگے اور مجھے اسلام تک سے ہٹانے کی تدبیریں ہونے لگیں۔ یہ ایک مصیبت تھی جو مجھ پر آئی خط لے جا کر میں نے تنور میں پھینک دیا اور حضور ﷺ سے جا کر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے اعراض کی وجہ سے میری یہ حالت ہوگئی ہے کہ کافر مجھ سے طمع کرنے لگے ہیں اسی حالت میں چالیس روز گزر گئے تھے کہ حضور ﷺ نے قاصد میرے پاس بھیجا جو حضور ﷺ کا یہ ارشاد والا لے کر آیا۔

کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دو۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا منشا ہے اس کو طلاق دے دوں؟ کہا نہیں بلکہ علیحدگی اختیار کرلو۔ اور میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی اسی قاصد کی معرفت یہی حکم پہنچا میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تو اپنے میکے میں چلی جا جب تک اللہ جل شانہ اس امر کا فیصلہ نہ فرمادیں وہیں رہنا ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ہلال بالکل بوڑھے شخص ہیں۔ کوئی ان کی خبر گیری کرنے والا نہ ہوگا تو ہلاک ہوجائیں گے اگر آپ اجازت دیں اور آپ کو گرانی نہ ہو تو میں ان کا کام کاج کر دیا کروں۔

حضور ﷺ نے فرمایا مضائقہ نہیں لیکن صحبت نہ کریں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس چیز کی طرف تو ان کا میلان بھی نہیں جس روز۔ سے یہ واقعہ پیش آیا ہے آج تک ان کا وقت روتے ہی گزر رہا ہے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مجھ سے بھی کہا گیا کہ ہلال کی طرح تو بھی اگر بیوی کی خدمت کی اجازت لے لے تو شاید مل جائے میں نے کہا وہ بوڑھے ہیں۔ میں جوان ہوں نہ معلوم کیا جواب ملے اس لیے میں جرات نہیں کرتا۔ غرض اسی حال میں دس روز گزر گئے کہ ہم سے بات چیت میل جول چھوڑے ہوئے پورے پچاس دن ہوگئے۔ پچاسویں دن کی صبح کی نماز اپنے گھر کی چھت پر پڑھ کر میں نہایت غمگین بیٹھا ہوا تھا زمین مجھ پر بالکل تنگ تھی اور

Marfat.com

زندگی دوبھر ہورہی تھی کہ مسلح کی پہاڑ کی چوٹی پر سے ایک زور سے چلانے والے نے آزاد دی کہ ''کعب خوشخبری ہوتم کو'' میں اتنا ہی سن کر سجدہ میں گر گیا اور خوشی کے مارے رونے لگا اور سمجھا کہ تنگی دور ہوگئی۔ حضور اقدس ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد ہماری معافی کا اعلان فرمایا۔ جس پر ایک شخص نے تو پہاڑ پر چڑھ کر زور سے آواز دی۔ کہ وہ سب تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد ایک صاحب گھوڑے پر چڑھ کر بھاگتے ہوئے آئے اور بشارت دی۔ میں جو کپڑے پہن رہا تھا وہ نکال کر بشارت دینے والے کو دے دیئے، خدا کی قسم ان دو کپڑوں کے سوا اور کوئی کپڑا اس وقت میری ملک میں نہ تھا۔ اس کے بعد میں نے دو کپڑے مانگے ہوئے پہنے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسی طرح میرے دونوں ساتھیوں کے پاس خوشخبری لے کر لوگ گئے ہوئے تھے جب میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا تو وہ لوگ جو خدمت اقدس میں حاضر تھے مجھے مبارکباد دینے کے لیے دوڑے اور سب سے پہلے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر مبارکباد دی۔ اور مصافحہ کیا جو ہمیشہ ہی یاد رہے گا میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں جا کر سلام کیا تو چہرہ انور کھل رہا تھا اور خوشی کے انوار چہرہ انور سے ظاہر ہو رہے تھے حضور اقدس ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی کے وقت میں چاند کی طرح چمکنے لگتا تھا میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میری جائیداد جو ہے وہ سب اللہ کے راستے میں صدقہ ہے۔ (کہ یہ دولت مندی ہی اس مصیبت کا سبب بنی تھی)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا، نہیں اس میں تنگی ہے اپنے مال کا ایک حصہ صدقہ کرو۔ میں نے خیبر کا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا اور کہا اللہ تعالیٰ نے میری سچائی کی وجہ سے مجھے نجات دی ہے انشاء اللہ تعالیٰ مرتے دم تک سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑوں گا۔

اسی طرح حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ بھی قبول ہوگئی قرآن حکیم میں اس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

ترجمہ:۔ ''اور ان تین اشخاص پر بھی جن کو چھوڑ دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین باجود وسعت کے ان پر تنگ ہوگئی اور جو اپنی جانوں سے بیزار آ گئے اور سمجھ گئے کہ اللہ کے سواء اور کسی کے پاس پناہ نہیں تو اللہ ان پر مہربان ہوا کہ توبہ کیے رہیں بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (سورۃ

Marfat.com

توبہ رکوع 4)

(صحیح بخاری شریف، سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی جلد سوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

اکیدر کی گرفتاری:

تبوک میں قیام کے دوران رومیوں پر اسلامی لشکر کا رعب پڑ چکا تھا یہی وجہ تھی کہ بہت سے لوگوں نے جزیہ پر صلح کر لی تھی اسی مقام سے رسول کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار سو سواروں کے ساتھ ایک روائیت کے مطابق ایک سو بیس سواروں کے ساتھ بنو کندہ کے نصرانی حاکم اکیدر بن عبدالملک کی گرفتاری کے لیے دومتہ الجندل کی طرف روانہ فرمایا۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اکیدر کو نیل گائے کے شکار کا بہت شوق ہے۔ جب تم وہاں جاؤ گے اسے نیل گائے کا شکار کرتے ہوئے پاؤ گے اور بغیر جنگ کیے اسے گرفتار کر لو گے۔ اکیدر بن عبدالملک ایک سرکش حاکم تھا اور مسلمانوں کے خلاف جنگی تیاریاں کرتا رہتا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق قلعہ دومتہ الجندل کی طرف روانہ ہو گئے اور اس وقت وہاں پر پہنچے کہ چاندنی رات تھی اکیدر آدھی رات کے وقت قلعے کی چھت پر اپنی بیوی کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک نیل گائے جنگل سے آئی اور آ کر قلعے کے دروازے پر سینگ مارنے لگی اکیدر اور اس کی بیوی نے یہ عجیب منظر دیکھا تو اکیدر کی بیوی اس سے کہنے لگی کیا ایسا منظر تم نے کبھی پہلے بھی دیکھا ہے اکیدر بن عبدالملک نے جواب دیا۔ بخدا کبھی نہیں اس پر اس کی بیوی نے کہا، بھلا ایسے شکار کو کون چھوڑ سکتا ہے۔ اکیدر نے کہا، کوئی بھی نہیں۔

یہ کہہ کر اکیدر قلعے کی چھت سے نیچے اترا اور غلاموں کو حکم دیا کہ گھوڑے پر زین کس دیں پھر وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور قلعہ سے باہر آ کر گائے کا پیچھا کیا کیونکہ قلعہ کا دروازہ کھلتے ہی گائے بھاگ کھڑی ہوئی اکیدر کے پیچھے اس کا بھائی حسان اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ قلعہ سے باہر آیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستہ نے ان پر حملہ کر دیا اکیدر بن عبدالملک کا بھائی مقابلے پر آیا اور قتل ہو گیا اکیدر کو گرفتار کر لیا گیا اس کے بدن پر ایک نہایت قیمتی نرم اور ملائم ریشمی قبا تھی جس پر سونے کا عمدہ، کام کیا ہوا تھا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ قیمتی قبا

Marfat.com

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیج دی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دومتہ الجندل کی فتح اکیدر کی گرفتاری اور اس کے بھائی حسان کے مارے جانے کی خبر سنائی۔

جب حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں اکیدر کی قبا پیش کی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کی نرمی، ملائمت اور خوبصورتی دیکھ کر حیران رہ گئے وہ اسے ہاتھوں میں لے لے کر دیکھتے تھے اور اس کی نفاست پر تعجب کرتے تھے اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ رومال جو جنت میں ان کے پاس ہے اس سے زیادہ نرم و بہتر ہے۔

اس کے بعد جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکیدر بن عبدالملک کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو اکیدر نے معافی مانگ کر امان حاصل کر لی اور جزیہ ادا کرنا قبول کر کے رہائی پائی۔ (بیہقی۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

مدینہ طیبہ واپسی:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تبوک میں بیس دن قیام کے بعد رمضان المبارک 9ھ کے اوائل میں واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ یہ وہ آخری جنگ تھی جس میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی شرکت فرمائی۔ لیکن وہ حالت جنگ جو رمضان 1ھ ہی میں شروع ہو چکی تھی اس غزوہ تبوک کے بعد بھی جاری رہی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک تک اسلامی فوجیں مختلف اطراف میں کفار کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوتی رہیں۔

......☆☆☆......

Marfat.com

سرایہ

رسول کریم ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ کے زمانہ اقدس میں جو اسلامی لشکر مشرکین کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوتے رہے اور جن میں آپ ﷺ نے بذات خود شرکت نہیں فرمائی ان کو سرایہ کہا جاتا ہے۔ سرایہ کی تعداد میں اختلاف ہے بعض نے 48 بعض نے 73 بعض نے پچاس بعض 35 اور بعض نے 66 تعداد بیان کی ہے۔ بہر حال اختلاف تعداد سے قطع نظر ذیل میں چند مشہور سرایہ کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

سریہ دارارقم:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 2ھ میں غزوہ ابواء سے واپسی پر مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے حضرت عبید بن الحارث رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کی قیادت میں ساٹھ مجاہدین کو دارارقم کی طرف قریش کی اس جماعت کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا جو کسی مہم کے لیے مکہ مکرمہ سے نکلی تھی لشکر اسلام میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کفار پر تیر پھینکے دونوں اطراف سے تیر اندازی ہوئی کفار ڈر کر بھاگ اٹھے۔ اور مسلمان واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

دوسری صدی ہجری کے ساتویں ماہ کے شروع میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بیس مجاہدین پر مشتمل لشکر جحفہ کے قریب واقع وادی خرار کی طرف روانہ فرمایا جس کا مقصد قریش کے ایک قافلے کی سرکوبی کرنا تھا لیکن جب اسلامی لشکر وہاں پر پہنچا تو قریش کا قافلہ ایک دن پہلے ہی وہاں سے جا چکا تھا چنانچہ مسلمان واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

سریہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 2ھ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تیس مہاجرین پر مشتمل لشکر قریش کے اس قافلہ کے لیے روانہ فرمایا جو شام سے لوٹتے ہوئے مکہ مکرمہ کی طرف آ رہا تھا کفار کی تعداد تین سو تھی دریا کے کنارے دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا ابو جہل بھی مشرکین میں موجود تھا فریقین نے جنگ کا ارادہ کیا لیکن مجد بن عمرو جہنی نے جو فریقین کا حلیف تھا دونوں کو جنگ سے باز رکھا ابو جہل اپنی جماعت کے ساتھ مکہ مکرمہ چلا گیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ منورہ لوٹ آئے۔ (زرقانی علی المواہب جلد اول)

......☆☆☆......

سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رجب 2ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آٹھ یا بارہ یا اسی مجاہدین کے ساتھ بطن نخلہ کی طرف روانہ فرمایا اور انہیں ایک سربمہر خط دے کر حکم دیا کہ دو دن کے سفر کے بعد اس خط کو کھول کر پڑھیں اور اس میں لکھی گئی ہدایات پر عمل کریں اس سریہ میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماتحتی میں حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عکاشہ بن محصن، حضرت واقد بن عبداللہ تمیمی اور حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کرام بھی شامل تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کو روانہ کرتے ہوئے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ۔

> ''اگرچہ عبداللہ بن جحش (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم لوگوں میں سب سے افضل نہیں ہے مگر وہ بھوک پیاس کی سختیوں کو زیادہ برداشت کر سکتا ہے''

دو دن سفر کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا خط کھول کر پڑھا تو اس میں تحریر تھا کہ تم سیدھے مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ جا کر ٹھہرو اور وہاں سے قریش کی نقل و حرکت کا پتہ چلاؤ کسی شخص کو اس کی مرضی کے خلاف اپنا ساتھ دینے پر مجبور نہ کرنا جو تمہارا ساتھ دینا چاہے وہ دے جو واپس آنا چاہے وہ واپس آ جائے۔ خط پڑھنے کے

Marfat.com

بعد حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ مجھے رسول کریم ﷺ نے قریش کی نقل و حرکت کا پتہ چلانے کا حکم دیا ہے لیکن اس کام میں ساتھ دینے کے لیے کسی پر جبر کرنے سے منع فرمایا ہے بلاشبہ یہ جان جوکھوں کا کام ہے تم میں سے جس کسی نے اللہ کی راہ میں شہادت کی خواہش ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جو واپس جانا چاہے وہ جا سکتا ہے۔

سب نے کہا کہ ہم آپ کا ساتھ دیں گے اور رسول کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل کریں گے خواہ اس میں ہماری جانیں چلی جائیں اس کے بعد یہ لشکر بطن نخلہ پہنچا اور قریش کی جاسوسی کے لیے مستعد ہو گیا اتفاق سے قریش کا ایک قافلہ جو تجارتی سامان لے کر آ رہا تھا ادھر سے گزرا اس قافلے کے پاس منقہ کچا چمڑا اور دیگر تجارتی سامان تھا اور اس قافلے میں قریش کے بعض سرکردہ افراد عمرو بن حضرمی۔ عثمان بن عبداللہ، حکم بن کیسان، عبداللہ بن مغیرہ اور نوفل بن عبداللہ بھی شامل تھے۔
حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہم ان قافلہ والوں کو چھوڑ دیں تو یہ لوگ مکہ مکرمہ پہنچ کر ہم لوگوں کی یہاں موجودگی سے اہل مکہ کو باخبر کر دیں گے اور ہم لوگوں کو قتل یا گرفتار کرا دیں گے اور اگر ان لوگوں سے جنگ کریں گے تو آج رجب کی آخری تاریخ ہے لہٰذا شہر حرام میں جنگ کرنے کا گناہ ہم پر آ جائے گا۔ بعض مسلمانوں کا خیال تھا کہ رجب کا مہینہ ختم ہو چکا اور شعبان کا مہینہ شروع ہے اس لیے جنگ کرنے میں کوئی حرج نہیں بہر حال اسی تذبذب میں یہ فیصلہ ہوا کہ اس قافلے کو بچ کر نہیں نکلنے دینا چاہیے چنانچہ وہ قافلے کی طرف بڑھے اور حضرت واقد بن عبداللہ تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش کے قافلے کے امیر عمرو بن حضرمی کو تیر مار کر ہلاک کر دیا یہ پہلا کافر تھا جو مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔

عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو مسلمانوں نے گرفتار کر لیا نوفل بن عبداللہ اور قافلے کے دوسرے افراد فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تجارتی قافلے کے تمام مال و اسباب پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔ اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ یہ اسلام میں سب سے پہلا مال غنیمت تھا اور حکم بن کیسان اور عثمان بن عبداللہ مسلمانوں کے سب سے پہلے قیدی تھے چونکہ مال غنیمت کے بارے میں اس وقت تک کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لیے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجتہاد سے کام لیتے ہوئے مال غنیمت کا پانچواں حصہ (یعنی خمس) نکال کر باقی چار حصے

Marfat.com

اپنے ساتھیوں میں برابر برابر تقسیم کر دیے۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اجتہاد کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کا شرف حاصل ہوا اور پھر بعد میں اس کے مطابق خمس کا حکم نازل ہوا۔

جب حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ مال غنیمت لے کر رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا تو حضور ﷺ نے مال غنیمت قبول کرنے میں تامل کیا اور ارشاد فرمایا میں نے تمہیں حرمت والے مہینے میں قتال کا حکم نہیں دیا تھا اس واقعہ سے مشرکین اور یہودیوں کو موقع مل گیا اور انہوں نے یہ پراپیگنڈہ کرنا شروع کر دیا کہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں نے ماہ حرام کو حلال کر لیا ہے انہوں نے رجب کے مہینے میں خونریزی کر کے ماہ حرام کی توہین کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے قسم کھا کر حضور ﷺ سے کہا کہ یہ جو کچھ بھی ہوا محض غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہم نے جان بوجھ کر ماہ حرام میں خونریزی نہیں کی اس کے باوجود ہم اس پر پشیمان ہیں۔

یہ معاملہ اس طرح زیر بحث تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن حکیم کی آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

> ترجمہ:۔" (اے نبی ﷺ)! لوگ آپ سے ماہ حرام کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس میں لڑنا (جائز) ہے؟ کہہ دیجیے کہ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کا نہ ماننا اور مسجد حرام میں نہ جانے دینا اور اس کے اہل (مسلمانوں) کو اس سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑھ کر (گناہ) ہے اور فتنہ قتل وغارت سے بھی بڑا جرم ہے۔ (سورۃ بقرہ رکوع 27)

اس آیت مبارکہ کے نزول سے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور حضور ﷺ نے بھی مال غنیمت کا خمس قبول فرمالیا۔ (زرقانی علی المواہب، جلد اول۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

سریہ قردہ

3ھ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ایک سو سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا اس سریہ کا سبب یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی قریش کا قافلہ عراق کے راستے شام جاتا ہے چونکہ غزوہ بدر کے بعد مسلمانوں کے خوف سے مکہ کا قافلہ حجاز کے راستے شام نہیں جاتا تھا اور پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے ان پر حملہ کیا قافلے میں شامل سرکردہ افراد جن میں افاسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ بھی تھے بھاگ گئے باقی قافلے کو سامان سمیت مسلمانوں نے قابو کر لیا اور ان سب کو مدینہ منورہ لے آئے حضور ﷺ نے مال غنیمت میں سے خمس نکال کر باقی مال غنیمت اہل سریہ میں تقسیم فرما دیا۔

(سیرت ابن ہشام، مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

سریہ ابو سلمہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

3ھ کے اواخر میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع ملی کہ خویلد کے بیٹے طلحہ اور سلمہ اپنی قوم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جنگ کے لیے ابھار رہے ہیں اور ممکن ہے کہ وہ مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈیڑھ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حضرت ابو سلمہ عبدالاسد مخزومی رضی اللہ عنہ کو بنی اسد کی طرف بھیجا مسلمان انتہائی تیزی سے روانہ ہوئے اور بنی اسد کے ایک کنویں پر پہنچ کر جس قدر غلہ اور مویشی تھے ان پر قبضہ کر لیا جو لوگ وہاں پر موجود تھے ان میں سے بعض کو گرفتار کر لیا اور بعض بھاگ گئے مسلمان ان کے تعاقب میں آئے کفار کے ساتھ لڑائی ہوئی جس میں کفار کو شکست ہوئی مسلان صحیح و سالم اور مال غنیمت کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

سریہ بیر معونہ

ماہ صفر 4 ہجری کا واقعہ ہے کہ قبیلہ بخد سے ایک شخص عامر بن مالک مدینہ منورہ آیا اس کی کنیت ابو براء تھی حضور ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی جو اس نے قبول نہ کی اور کہا کہ آپ (ﷺ) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت میرے ساتھ بھیجیں جو میری قوم کو دعوت اسلام دے اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو مجھے کوئی حرج نہیں اور مجھے امید ہے کہ وہ لوگ اسلام قبول کرلیں گے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ بخد کے کفار کوئی نقصان نہ پہنچائیں ابو براء نے کہ میں آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جان و مال کی حفاظت کا ضامن ہوں اور یہ لوگ میری پناہ میں ہوں گے۔

رسول کریم ﷺ نے ستر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کے ساتھ بھیج دیا یہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حافظ قرآن تھے ان میں چند مہاجرین تھے اور باقی سب انصار تھے اس سریہ کے امیر حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے حضور ﷺ نے ایک خط عامر بن طفیل کے نام جو بنی عامرہ کا رئیس تھا تحریر فرمایا جس میں اسلام کی دعوت تھی۔ یہ حضرات مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر بیئر معونہ پہنچے تو ٹھہر گئے اور حضرت عامر بن امیہ طمری اور حضرت حارث ابن صمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کے اونٹوں کو لے کر چرانے کے لیے چلے گئے۔ حضرت حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو اور ساتھیوں کو لے کر عامر بن طفیل کے پاس رسول کریم ﷺ کا نامہ مبارک دینے کے لیے چلے گئے منزل کے قریب پہنچ کر حضرت حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو میں آگے جاتا ہوں۔ اگر میرے ساتھ کوئی دھوکہ بازی نہ کی گئی تو تم بھی چلے آنا ورنہ یہیں سے واپس چلے جانا۔

عامر بن طفیل اس عامر بن مالک کا بھتیجا تھا جو مسلمانوں کو اپنے ساتھ لایا تھا عامر بن طفیل کو مسلمانوں سے شدید عداوت تھی حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے حضور ﷺ کا نامہ مبارک دیا عامر نے نامہ مبارک کو کھول کر پڑھا بھی نہیں اور اس نے غصے میں آگ بگولا ہو کر حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیزہ مار کر شہید کر دیا اس کے بعد اس نے اپنی قوم کے

Marfat.com

لوگوں کو جمع کیا اور کہا ان مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑ و لوگ ابو براء کی پناہ کی وجہ سے متردد تھے یہ دیکھ کر اس نے آس پاس سے لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت اکٹھی کی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو چاروں طرف سے گھیر کر ان پر حملہ کر دیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کا مقابلہ تو کیا لیکن مقابلہ کرتے کرتے تمام شہید ہو گئے۔ حضرت کعب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ابھی زندگی باقی تھی کفار ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے۔

حضرت حارث ابن الصمہ اور حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو انٹوں کو چراگاہ میں لے گئے تھے بچ گئے جب انہیں ساتھیوں کے حالات کی اطلاع ہوئی تو حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بہتر ہے ہم حضور ﷺ کی خدمت میں جائیں اور اس واقعہ سے آگاہ کریں حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کر دیا اور کفار کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ابو براء کے بھتیجے عامر بن طفیل نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کر لیا عامر بن طفیل کی ماں کے ذمے کسی منت کے سلسلے میں ایک غلام آزاد کرنا باقی تھا لہٰذا اس نے ان کو آزاد کر دیا۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ان کی قید سے چھوٹ کر مدینہ منورہ کی طرف آ رہے تھے تو راستے میں ان کی ملاقات بنو عامر کے دو مشرکین سے ہوئی جو حضور ﷺ کی امان میں تھے حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی امان کی خبر نہیں تھی چنانچہ انہوں نے ان دو کافروں کو سوتے ہوئے قتل کر دیا۔ مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کو بیر معونہ میں شہید کیے گئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں بتایا۔

حضور ﷺ کو جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے چالیس دن تک صبح کی نماز میں عامر بن طفیل اور ان لوگوں پر لعنت فرمائی جنہوں نے عامر بن طفیل کی اس کام میں مدد کی تھی۔ ابو براء کو جب اپنے بھتیجے کے دھوکے کا علم ہوا جو اس نے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا تو اس پر اس قدر غم طاری ہوا کہ وہ بیمار ہو گیا اور اسی بیماری کی حالت میں انتقال کر گیا۔

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن دو مشرکوں کو قتل کیا تھا حضور ﷺ نے ان مشرکوں کے خون بہا ادا کرنے کا اعلان فرمایا اور اس بات کی کوشش کی کہ مارے گئے دو مشرکین کا

Marfat.com

خون بہا ان کے ورثاء تک پہنچایا جائے۔
(بخاری شریف جلد اول، دوم، زرقانی جلد دوم، معارج النبوۃ جلد سوم)

......☆☆☆......

سریہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ماہ ذی الحج 5ھ میں رسول کریم ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک جماعت کے ساتھ سیف البحر کی جانب بھیجا اس مہم کے دوران ان کی خوراک صرف کھجوریں تھیں ایک روائیت میں آتا ہے کہ ہر شخص روزانہ ایک کھجور پر گزارا کرتا تھا اور آخر میں یہ حالت ہوگئی کہ نصف کھجور پر قناعت کرنی پڑی اور ایک عرصہ اس حال میں گزرا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑی مچھلی دریا کے ساحل پر پھینک دی تین سو افراد نے ایک ماہ تک اس کا گوشت کھایا۔

اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مچھلی کی ایک ہڈی کو کھڑا کیا تو اس کے نیچے سے ایک اونٹ گزر گیا۔ اسلامی لشکر کا دشمنوں سے آمنا سامنا نہ ہوا اور مسلمان بغیر لڑے مدینہ منورہ لوٹ آئے واپس آکر جب حضور ﷺ سے واقعہ بیان کیا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا، جس رزق کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف بھیجا ہے اسے کھاؤ اور اگر اس میں سے کچھ حصہ تمہارے پاس باقی ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ۔ (معارج النبوۃ جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب بنی کلاب

ربیع الاول 6ھ میں رسول کریم ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیس سواروں کے ساتھ مدینہ منورہ سے چالیس کلومیٹر دور واقع بنی کلاب کی سرکوبی کے لیے ضریہ کے مقام کی طرف روانہ فرمایا مسلمانوں نے ان پر شب خون مارا چند کفار قتل ہوگئے اور باقی بھاگ گئے مسلمانوں کے ہاتھ ان کے ایک سو پچاس اونٹ اور تین ہزار بکریاں آئیں۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

Marfat.com

سریہ محمد بن مسلمہ بجانب نجد

6ھ میں ہی رسول کریم ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں ایک جماعت کو نجد کی طرف روانہ فرمایا انہوں نے اتفاق سے قبیلہ بنی حنفیہ کے ثمامہ اثال کو جو کہ یمامہ کے سردار تھے پکڑ لیا اور گرفتار کر کے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا پھر حضور ﷺ کے حکم پر ثمامہ بن اثال کو مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا اس کے بعد رسول کریم ﷺ ثمامہ کے پاس تشریف لائے اور پوچھا اے ثمامہ! کیا حال ہے اور اپنے بارے میں تیر کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا اے محمد (ﷺ)! میں ٹھیک ہوں اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو آپ ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جو کہ قتل کیے جانے کا حقدار ہے اور اگر انعام فرمائیں گے تو ایک شکر گزار پر احسان فرمائیں گے اگر آپ مجھ سے فدیہ میں مال چاہتے ہیں تو وہ بھی بتا دیں تا کہ میں آپ کو جتنا مال آپ چاہیں پیش کر دوں گا۔

رسول کریم ﷺ ان کا جواب سن کر واپس تشریف لے گئے دوسرے دن پھر حضور ﷺ نے وہی سوال کیا اور ثمامہ نے وہی جواب دیا تیسرے دن حضور ﷺ نے ثمامہ کے بارے میں حکم فرمایا کہ اسے کھول دو اور آزاد کر دو۔ اس کے بعد ثمامہ کھجور کے درخت کے نزدیک گئے جو کہ مسجد سے باہر تھا وہاں پر غسل کیا اور پھر دوبارہ مسجد میں داخل ہوئے اور کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا پھر کہا یا رسول اللہ ﷺ! میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی آپ سے زیادہ دشمن نہ تھا۔ اب آپ ﷺ کا چہرہ انور میرے نزدیک تمام لوگوں کے چہروں سے زیادہ محبوب ہے اور کوئی دین آپ کے دین سے کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ دشمن نہیں تھا اب میرے نزدیک آپ ﷺ کے دین اور آپ ﷺ کے شہر سے زیادہ محبوب مجھے کوئی چیز نہیں ہے یا رسول اللہ ﷺ! میں مکہ مکرمہ میں عمرہ کے لیے جا رہا تھا کہ مجھے پکڑ لیا گیا اب آپ ﷺ اس بارے میں میرے لیے کیا حکم فرماتے ہیں حضور ﷺ نے حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بشارت دے کر مکہ مکرمہ بھیجا تا کہ وہ عمرہ ادا کریں۔

جب حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرم پاک میں پہنچے تو ایک شخص نے کہا کہ تم صابی ہو گئے ہو انہوں نے فرمایا، میں نے دین اسلام قبول کر لیا ہے اور حق کا راستہ اختیار کیا ہے اللہ کی قسم! تم

Marfat.com

ثمامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے گندم کا ایک دانہ نہ حاصل کر سکو گے جب تک رسول کریم ﷺ حکم فرمائیں۔ چنانچہ حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے وطن میں پہنچے تو لوگوں سے کہا کہ اب غلہ مکہ مکرمہ میں نہ لے جائیں ان کے حکم پر لوگوں نے مکہ مکرمہ میں غلہ کی ترسیل روک دی قریش اس صورتحال سے تنگ آ گئے انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں درخواست کی کہ آپ ثمامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو حکم فرمائیں کہ وہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں اور پہلے کی طرح غلے کی ترسیل جاری کر دی جائے چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ غلے کو مکہ مکرمہ آنے دیں حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے حکم پر عمل کیا اور مکہ مکرمہ میں غلے کی فراہمی بحال ہو گئی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

سریہ عنکل

6ھ کا واقعہ ہے کہ عرنیہ اور عنکل سے کچھ لوگ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں پھر کہا' یا رسول اللہ ﷺ! ہم اونٹ اور بکریوں والے ہیں ہماری زمینیں چارہ اور کھجوریں نہیں اگاتیں ہم زراعت پیشہ نہیں ہیں شہری زندگی گزارنے کی ہمیں عادت نہیں ہے اس لیے ہمیں مدینہ منورہ کی آب و ہوا راس نہیں آئی ہم بیمار ہو گئے ہیں ہماری رنگت پیلی پڑ گئی ہے اور پیٹ پر ورم آ گیا ہے جس سے پیٹ بڑھ گئے ہیں اس پر حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ ان کو کچھ دنوں تک کے لیے اونٹ دے دیے جائیں پھر فرمایا ان کا دودھ اور پیشاب پیو۔ حضور ﷺ کے اونٹ مسجد قبا کے نواح میں جبل عیر کے نزدیک تھے۔

ایک روائیت میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ایک غلام تھے جن کا نام حضرت یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا ایک روز حضور ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ خوب اچھی طرح نماز ادا فرما رہے ہیں تو آپ ﷺ نے ان کو آزاد کر کے ان اونٹوں کی حفاظت اور ان کی خدمت کے لیے بھیج دیا وہیں رہتے تھے چنانچہ ان لوگوں نے جب حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا تو وہ تمام صحت مند اور تندرست ہو گئے۔ صحت مندی کے بعد وہ لوگ مرتد ہو گئے۔ اسلام سے پھرنے

Marfat.com

کے بعد انہوں نے حضرت یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ کر ان پر بے انتہا ظلم کیا ان کی آنکھوں میں کانٹے چبھوئے اور ان کو ذبح کر کے شہید کر دیا اور اونٹوں کو چرا کر بھاگ کھڑے ہوئے جب یہ خبر حضور ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے فوری طور پر ان کے تعاقب میں حضرت کرز بن جابر فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ فرمایا مسلمانوں نے ان کو پکڑ لیا ان میں سے ایک قتل ہو گیا اور باقی کو حضور ﷺ نے سخت سزا دینے کے بعد پھانسی کا حکم دے دیا۔

(معارج النبوۃ جلد دوم، زرقانی علی المواہب جلد دوم)

......☆☆☆......

سریہ عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ربیع الاول یا ایک روائیت کے مطابق ربیع الآخر 6 ہجری میں حضور ﷺ کو خبر ملی کہ بنو اسد بن خزیمہ کی ایک جماعت چشمہ غمر مرزوق کے نزدیک جمع ہے اور اس کا ارادہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ہے اس پر حضور ﷺ نے حضرت عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چالیس سوار مجاہدین کے ساتھ مقام غمر کی طرف روانہ کرتے ہوئے حکم فرمایا کہ فوری طور پر ان شر پسندوں کی سرکوبی کریں۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی تیز رفتاری سے ان لوگوں کے سر پر جا پہنچے بنو اسد کے یہ شر پسند مقابلے کی ہمت نہ کر سکے اور افراتفری کے عالم میں انہوں نے راہ فرار اختیار کی حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے دو سو اونٹ پکڑ لیے اور انہیں ساتھ لے کر مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

سریہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خیبر کے نواح میں ایک یہودی سردار ابو رافع سلام بن ابی الحقیق اسلام دشمنی میں اس قدر پیش پیش تھا کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے کوشاں رہتا تھا اس نے بنو غطفان کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے ابھارنا شروع کیا اس کی ان اسلام دشمن بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کی خبر ملنے پر حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عتیک سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمان میں پانچ افراد کی ایک مہم ابو رافع کی سرکوبی کے لیے روانہ کی جنہوں نے خیبر میں پہنچ کر ابو رافع کو قتل کر دیا حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں سمیت کامیابی کے ساتھ واپس مدینہ طیبہ پہنچ گئے مگر ابو رافع کے قتل سے بھی صورتحال جوں کی توں رہی کیونکہ اس کا جانشین اسیر بن رزام بھی ابو رافع کے نقش قدم پر چل پڑا۔

اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے حضور ﷺ نے شوال 6ھ ہجری میں اسیر کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی تحقیق کے لیے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خفیہ طور پر تحقیق کی تو پتہ چلا کہ حضور ﷺ کو اطلاعات اس کے بارے میں ملی ہیں وہ بالکل ٹھیک ہیں اور اسیر واقعی لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے تیار رہا ہے چنانچہ انہوں نے واپس آ کر حضور ﷺ کو تمام تفصیل بتا دی حضور ﷺ نے انہیں تیس سواروں کے ساتھ خیبر کی طرف بھیجتے ہوئے فرمایا کہ اسیر کو اپنے ہمراہ لے کر مدینہ منورہ آئیں تاکہ اس کے ساتھ دو ٹوک انداز میں بات چیت کی جائے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ خیبر کی طرف گئے اور اسیر سے ملاقات کی یہ ملاقات حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسی دانشمندی سے کی کہ وہ تیس یہودیوں کو اپنے ہمراہ لے کر ان کے ساتھ چل پڑا راستے میں کسی غلط فہمی کی بنا پر یہودیوں اور مسلمانوں میں تلواریں چل گئیں جس کے نتیجہ میں اسیر اور تمام یہودی مارے گئے۔

Marfat.com

اس ضمن میں ایک روائیت میں آتا ہے کہ اثنائے راہ میں اسیر کی نیت میں فتور آ گیا اور اس نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کی غرض سے ان پر دو مرتبہ تلوار کا وار کیا لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی جب اس نے تیسرا وار کیا تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار سے اس کو قتل کر دیا۔ اور اپنے اونٹ سے کود پڑے اس کے بعد یہودیوں اور مسلمانوں میں لڑائی شروع ہوگئی۔ مسلمانوں نے اس کے تمام ساتھیوں کو مار ڈالا صرف ایک مسلمان شہید ہوا۔

اس حوالے سے ایک روائیت میں آتا ہے کہ جب اسیر اپنے یہودی ساتھیوں کو ہمراہ لے کر چل پڑا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر یہودی پر ایک مسلمان کو متعین کیا اس پر اسیر کو کچھ شک ہوا اور اس نے واپس پلٹنے کا ارادہ ظاہر کیا اس پر تلواریں نکل آئیں اور اسیر اپنے ساتھیوں سمیت مارا گیا اس کے بعد جب حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمہیں ظالم قوم سے نجات عطا فرمائی۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم۔ مدارج النبوۃ جلد سوم۔ سیر انصار)

......☆☆☆......

سریہ زید بن حارثہ بطرف جموم

ماہ ربیع الاول 6ھ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت زید بن رضی اللہ عنہ حارثہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ بطن نخلہ کے قریب موضع جموم میں بنی سلیم کی طرف روانہ فرمایا مسلمانوں نے وہاں پہنچ کران کے مویشیوں پر قبضہ کر لیا اور چند لوگوں کو قید ی بنالیا باقی بھاگ گئے پھر مسلمان واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم)

......☆☆☆......

سریہ زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ بطرف عیص

☆ جمادی الاول 6ھ میں ہی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت زید بن حارثہ رضی

Marfat.com

اللہ عنہ کو مدینہ منورہ سے چار میل کے فاصلے پر واقع عیص کی طرف ستر سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا یہاں پر قریش کا ایک قافلہ شام سے آرہا تھا مسلمانوں نے اس قافلے پر حملہ کیا ان کی تمام اشیاء اپنے قبضے میں لے لیں اوران تمام کو گرفتار کرلیا۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم)

.......☆☆☆.......

سریہ زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ بطرف القریٰ

رمضان المبارک چھ ہجری کا واقعہ ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے شام کی طرف جارہے تھے بہت سا مال ان کے ساتھیوں کا ان کے پاس تھا وادی القریٰ کے نزدیک پہنچ کر قبیلہ فرازہ کی شاخ بنی بدر نے ان پر حملہ کردیا مسلمان بہت کم تھے چنانچہ شکست ہوئی ان کا مال لوٹ لیا گیا اور مسلمان مدینہ طیبہ لوٹ آئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ وادی القریٰ کی طرف بھیجا مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا اوران میں سے بعض کو قتل کیا اور بہت سی عورتوں کو قید کرلیا باقی لوگ بھاگ گئے مسلمان بدلہ لے کر واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

.......☆☆☆.......

سریہ زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ بجانب طرف

6ھ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو پندرہ مجاہدین کے ساتھ مدینہ منورہ سے چھتیس میل کے فاصلے پر واقع چشمہ طرف کی جانب بھیجا جب مسلمان بنو ثعلبہ میں پہنچے تو وہاں سے تمام بدوی بھاگ گئے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ان کے اونٹوں کو پکڑلیا اور واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم)

.......☆☆☆.......

Marfat.com

سریہ زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ بطرف بحشی

یہ سریہ جمادی الاخر 6ھ میں ہوا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیصر کے پاس حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کو بھیجا قیصر نے ان کو تحائف دے کر رخصت کیا راستے میں "بحشی" کے لوگوں نے ان پر حملہ کیا اور سامان لوٹ لیا جب حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے تو صورتحال بیان کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا یہ دن کے وقت چھپے رہتے اور رات کے اندھیرے میں سفر کرتے ہوئے اچانک صبح کے وقت دشمنوں پر حملہ آور ہو گئے بعض کو قتل کیا اور بعض کو گرفتار کر لیا اور ایک ہزار بکریاں بھی قابو کر لیں۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم)

......☆☆☆......

سریہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بجانب بنی کعب

6ھ کو ہی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دومۃ الجندل کے مقام پر بنی کعب کی طرف بھیجا جب یہ وہاں پر پہنچے تو لوگوں کو اسلام کی دعوت دی بنی کعب کا سردار اصبغ بن عمرو کلبی اسلام لے آیا اور اسکے ساتھ بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا جن لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا انہوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم)

......☆☆☆......

سریہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بطرف فدک

6ھ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ فدک کی طرف قبیلہ بنی سعد بن بکر کی جانب بھیجا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تھی کہ بنی سعد بن بکر کے لوگ خیبر کے یہودیوں کو مدد پہنچانے کے لیے لشکر جمع کر رہے

Marfat.com

ہیں مسلمانوں نے فدک اور خیبر کے درمیان ان پر اچانک حملہ کر دیا اور دشمنوں کو شکست دی ان کے پانچ سو اونٹ اور ایک ہزار بکریاں اپنے قابو میں کر کے مسلمان واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

سریہ موتہ

یہ آٹھویں صدی ہجری کا واقعہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بصرے کے بادشاہ کے نام ایک مکتوب گرامی لکھا جو کہ حضرت حارث رضی اللہ عنہ بن عمیر ازدی لے کر گئے جب حضرت حارث رضی اللہ عنہ بیت المقدس سے دو منزل کے فاصلے پر موضع موتہ میں پہنچے تو قیصر کے امراء میں سے ایک امیر شرجیل بن عمر غسانی نے ان کو شہید کر دیا جب حارث رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر کے فرمایا اگر زید رضی اللہ عنہ شہید جائیں۔ تو حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ امیر بنیں۔ اگر جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں امیر بنا لیں۔

اسلامی لشکر موتہ کی طرف روانہ ہوا جب اردن کے ایک مقام معان پر پہنچا (ان دنوں یہ مقام شام میں تھا) تو پتہ چلا کہ ہرقل تقریباً ایک لاکھ فوج کے ساتھ بلقا کے مقام ماب میں موجود ہے اس کے علاوہ رومیوں کی امداد کے لیے ایک لاکھ مزید فوج جو کہ مختلف قبائل کے افراد پر مشتمل ہے پہنچ گئی ہے اس طرح ہرقل دو لاکھ فوج کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے کے لیے تیار ہے اس صورتحال پر غور کرنے کے لیے مسلمانوں کے سر کردہ افراد نے باہمی گفتگو کی اور معان میں دو راتیں قیام کیا زیادہ تر افراد کا مشورہ یہ تھا کہ خط لکھ کر حضور ﷺ کو دشمن کی تعداد کے بارے میں اطلاع دی جائے تاکہ حضور ﷺ کمک روانہ فرمائیں یا جو بھی کوئی حکم فرمائیں اس کے مطابق عمل کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مشورے کی مخالفت کی اور انتہائی پر جوش انداز میں کہا،

Marfat.com

”مسلمانو! اللہ کی قسم! جس چیز سے تم ہچکچا رہے ہو یہ وہی تو ہے جس کی طلب میں تم نکلے تھے ہم مسلمان تعداد قوت اور کثرت کے بھروسے پر نہیں لڑتے بلکہ ہم اس دین کے تحفظ کے لیے کافروں سے لڑتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں شرف عطا فرمایا ہے لہٰذا چلو اور آگے بڑھ کر مقابلہ کرو دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی ضرور مل کر رہے گی۔ فتح یا شہادت“۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جذبہ شہادت دیکھ کر مسلمانوں میں بھی جوش و خروش بڑھ گیا اور کہنے لگے۔ اللہ کی قسم! عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بالکل صحیح کہہ رہے ہیں اس طرح اسلامی لشکر رومیوں سے لڑنے کے لیے آگے بڑھا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی جلد دوم)

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جذبہ:

مقام معان سے پیش قدمی کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سواری پر سوار جذبہ شہادت سے سرشار ہو کر اشعار پڑھتے جا رہے تھے اس ضمن میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس سفر میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اپنے کجاوے کے پیچھے بٹھالیا اللہ کی قسم! رات کا وقت تھا وہ چلے جا رہے تھے اور اپنے یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔ (جن کا ترجمہ یہ ہے)

”اے نفس! جب تو نے اپنے حق کی ادائیگی کر دی اور کنکریلی زمین کے بعد چار دن کے سفر کے لیے میرا کجاوہ کس دیا پھر کیا ہے پھر تیرے لیے تو نعمتیں ہی نعمتیں ہیں اور تیرے سوا جو کچھ ہے وہ سب ہیچ ہے اللہ کرے اب میں پیچھے اپنے اہل و عیال میں لوٹ کر نہ آؤں (اور شہید ہو جاؤں) اور یہ تمام مسلمان جو آئے ہیں اس لیئے آئے ہیں کہ مجھے ملک شام میں ایک ایسی شہادت کے ٹھکانے پر چھوڑ جائیں جس کے لیے میں بے چین ہوں اور بھائی چارے سے منقطع کر کے اب ہر قریبی عزیز نے مجھے اللہ جل جلالہ کی طرف لوٹا دیا ہے اس جگہ نہ مجھے نئے پودوں کی کلیوں کی پروار

Marfat.com

ہے گی نہ میں سیراب وشاداب نخلستان (کی شاخوں) کو جھکا جھکا کر پھل توڑوں گا"۔(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

جب اسلامی لشکر پیش قدمی کرتے ہوئے بلقاء کی سرحد پر پہنچا تو اس کے ایک مقام مشارف میں ہرقل کی فوجیں دکھائی دیں دشمن بھی پیش قدمی کر رہا تھا اسلامی لشکر حکمت عملی کے تحت مقام موتہ کی طرف ٹھہر کر لڑنے کے لیے تیار ہوا اور فریقین میں گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے جگری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم)

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے کے بعد اسلامی پرچم حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تھام لیا اور گھوڑے کو چھوڑ کر پیدل لڑنے میں مشغول ہوگئے دشمن نے دائیں ہاتھ پر وار کیا تو دایاں ہاتھ کٹ گیا چنانچہ اسلامی پرچم بائیں ہاتھ میں تھام لیا جب بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو پرچم کو اپنے دونوں بازوؤں میں دبا کر پکڑ لیا مگر دشمنوں نے حملہ جاری رکھا ایک دشمن نے تلوار کمر پر ماری جس سے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آرہے اور شہید ہو گئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے کے بعد اسلامی پرچم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تھام لیا اور رجز پڑھتے ہوئے جنگ میں مشغول ہوگئے رجز یہ اشعار کا مفہوم یہ تھا کہ اے نفس! میں نے تو اس بات کی قسم کھائی تھی کہ تو معرکہ جنگ میں ضرور مقابلہ کرے گا سن لے یا تو تجھے خود مقابلہ کرنا پڑے گا ورنہ تجھ سے جبری طور پر مقابلہ کرایا جائے گا۔

اے نفس! اگر تو قتل نہ کیا گیا تو اپنی موت مرے گا یہ تو وہ موت ہے جس کی آنچ میں تو پڑ چکا ہے۔

جس چیز کی تجھے خود تمنا تھی وہی تو تجھے دی جارہی ہے۔

Marfat.com

اہل سیر کا کہنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا ان کے چچازاد بھائی نے ان کو ایک گوشت کی ہڈی دی اور کہا یہ کھا کر ذرا کمر تو مضبوط کرلو۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اسے دانتوں سے چبایا تو دشمنوں کے بڑھنے کی آوازیں سنیں اسی وقت لقمہ پھینک دیا اور فرمایا اے نفس! جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو دنیا سے چلے گئے اور تو ابھی تک دنیا میں مشغول ہے؟ پھر فرمایا اے نفس! اگر تیرا دل عورتوں سے وابستہ ہے تو میں ابھی اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں اور اگر غلاموں سے وابستہ ہے تو ان سب کو آزاد کرتا ہوں اور جس قدر باغات میری ملکیت ہیں ان سب کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کرتا ہوں۔ اب تو میرے پاس کچھ نہیں ہے تو پھر شہادت کی طرف تیرا دل راغب کیوں نہیں ہوتا اور اس سے کیوں بھاگتا ہے اللہ کے نام پر آ۔ اس کے بعد دشمنوں کے مقابلے پر ڈٹ گئے اور بے جگری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

اسلامی لشکر کی واپسی:

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت ثابت بن احرم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوری طور پر آگے بڑھ کر اسلامی پرچم تھام لیا اور پکار کر کہا اے مسلمانو! کسی ایک کی امارت کے لیے اتفاق کرلو سب نے کہا کہ آپ ہی اس کام کو سنبھالیں انہوں نے جواب دیا میں اس منصب کو نہیں سنبھال سکتا۔ یہ سن کر مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلامی پرچم دیے جانے پر اتفاق کیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ثابت بن احرم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے ثابت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ مجھ سے زیادہ اس کام کے حقدار ہیں کیونکہ آپ بدر میں موجود تھے اور مجھ سے عمر میں بھی زیادہ اور بڑے ہیں انہوں نے کہا، اے خالد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! بہادری اور جوانمردی دکھانے کا اب تمہارا کام ہے اور میں نے اس پرچم کو تمہارے لیے ہی تھاما تھا۔ اس پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا ان سے لے لیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمان میں اسلامی لشکر نے دشمنوں سے زبردست مقابلہ کیا اس روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں شدت کی

Marfat.com

جنگ کے بعد جب رات ہوگئی تو فریقین میں عارضی طور پر جنگ بند ہوگئی پھر صبح کے وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی لشکر کی صفیں ترتیب دیں اور ایسی حکمت عملی سے دشمنوں پر حملہ کیا کہ انہوں نے بھاگنے میں عافیت سمجھی مسلمانوں نے کچھ مال غنیمت حاصل کیا اگرچہ دشمن کو مکمل طور پر شکست نہیں ہوئی لیکن مسلمانوں کی شجاعت و دلیری کے سامنے دشمنوں کا ٹھہرنا محال ہوگیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جنگی قابلیت اور حکمت عملی سے مناسب سمجھا کہ اسلامی لشکر کو واپس لے جایا جائے چنانچہ وہ بڑی ہوشیاری سے بہت سے کافروں کو جہنم رسید کرنے کے بعد اسلامی لشکر کو نکال لے جانے میں کامیاب ہوگئے دشمن کا بہت زیادہ جانی نقصان ہوا جبکہ بارہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید ہوئے جن کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔

(1) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(2) حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(3) حضرت حارث بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(4) حضرت ہوبجہ ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(5) حضرت ابوکلیب بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(6) حضرت جابر بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(7) حضرت عمر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(8) حضرت مسعود بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(9) حضرت وہب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(10) حضرت سراقہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(11) حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(12) حضرت عباد بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(بخاری شریف جلد دوم، سیرت ابن ہشام جلد دوم، زرقانی جلد دوم)

جنگ موتہ کا منظر:

جنگ موتہ کے دوران جب گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی تو اس وقت حضور ﷺ صحابہ کرام

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سامنے سے تمام حجابات اٹھا دیے تھے جنگ موتہ کا منظر آپ ﷺ کی مبارک نگاہوں کے سامنے تھا آپ ﷺ میدان جنگ کو چشمان مبارک سے ملاحظہ فرما رہے تھے چنانچہ آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں بیٹھ کر میدان جنگ کے حالات بیان فرمانا شروع کیے کہ اب زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا اٹھایا شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ پیدا کیا اور ان کے دل میں دنیا کی محبت کو مستحکم اور موت کو مکروہ کرنے لگا۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ وہ وقت ہے کہ ایمان مومنوں کے دلوں میں راسخ ہو جاتا ہے اے شیطان! تو اس وقت میرے دل میں دنیا کو آراستہ کرتا ہے۔ یہ کہہ کر زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور لڑائی کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔

حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعائے خیر فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی فرمایا کہ ان کے لیے بخشش طلب کریں یقیناً وہ جنت میں ہے اور بہشت کے باغوں میں ٹہلتا ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا، زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا اٹھایا شیطان ان کے پاس بھی آیا اور وسوسہ کرنا شروع کیا مگر انہوں نے شیطان کی طرف بالکل توجہ نہ کی اور جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حضور ﷺ کے ان کے لیے بھی دعائے خیر فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی ان کی بخشش کی دعا کرنے کو فرمایا۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا، جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بہشت میں داخل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دونوں ہاتھوں کے بدلے یاقوت سرخ کے دو پر عنائیت فرمائے جن سے بہشت کی فضاؤں میں اڑتے تھے۔ روائیت میں آتا ہے کہ حضور ﷺ یہ فرماتے جاتے تھے اور چشمان مبارک سے آنسو بہاتے جاتے تھے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جھنڈا اٹھائے ہوئے ہے اور اس کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

جب جنگ موتہ ختم ہو گئی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے حضرت یعلیٰ بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان جنگ سے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچے آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے یعلیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں تجھے بتاؤں یا تم مجھے بتاؤ گے؟ حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ بیان فرمائیے۔ حضور ﷺ نے جس طرح میدان جنگ میں واقعا

Marfat.com

ت پیش آئے تھے بیان فرمائے تو حضرت یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ ﷺ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے ایک بات بھی غلط نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں کے سامنے سے پردہ اٹھا دیا تھا اور اس زمین کو میرے سامنے کر دیا یہاں تک کہ میں نے جنگ موتہ کو اپنی آنکھوں سے خود دیکھا (مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

سریہ عمرو بن العاص بطرف ذات السلاسل

یہ سریہ جمادی الاخر 8 ھ میں ہوا بعض کا کہنا ہے کہ 7 ھ میں ہوا اس کے واقع ہونے کا سبب یہ ہے کہ حضور ﷺ کو خبر ملی کہ قبیلہ قضاعہ۔ قبیلہ بلی اور بنو القین نے متفقہ طور پر مدینہ منورہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا ہے اس پر حضور ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب کر کے فرمایا کہ تیار ہو جاؤ میں تمہیں ایک لشکر کے ساتھ بھیجنے کا ارادہ رکھتا ہوں تا کہ تمہارے ہاتھ مال غنیمت آئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے دنیا کے مال کے لیے اسلام قبول نہیں کیا حضور ﷺ نے فرمایا، نیک مال اور نیک آدمی اچھا ہوتا ہے ایک روائیت میں آتا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ! میں ایک عرصہ تک دین اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا رہا ہوں اب چاہتا ہوں کہ اسلام کی کچھ خدمت کروں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا موقع دیا جائے گا۔

جب حضور ﷺ کو مذکورہ قبائل کے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کی تیاریوں کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے ایک سفید جھنڈا تیار فرما کر تین سو مسلمانوں کا ایک لشکر بنایا اس لشکر میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عامر بن ربعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خبیب بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل تھے اس لشکر پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنایا۔

اسلامی لشکر کی روانگی:

یہ اسلامی لشکر جب مدینہ منورہ سے روانہ ہوا تو راستے میں ان کو اطلاع ملی کہ کچھ اور بدوی

Marfat.com

قبائل کے لوگ بھی دشمنوں کے ساتھ شامل ہو کر جنگ کے لیے تیار ہیں دشمن کی تعداد میں اضافے کے پیش نظر ایک قاصد حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا گیا تا کہ صورتحال کی خبر دے حضور ﷺ نے فوری طور پر کمک کے لیے ایک جماعت کو تیار کیا جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اس جماعت پر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر کیا اور رخصت کرتے وقت حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت فرمائی کہ جب تم اکٹھے ہو جاؤ تو تمام معاملات میں اتفاق کرنا اور اختلاف نہ کرنا۔ جب یہ جماعت حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں شامل ہوئی اور نماز کا وقت آیا تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ چونکہ آپ میری امداد کے لیے آئے ہیں تو مناسب یہ ہے کہ آپ میرے پیچھے نماز ادا کریں۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ پہلی جماعت کی امارت تمہارے سپرد ہے اور اس جماعت کی امارت میرے سپرد ہے۔ اس پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گفتگو شروع کر دی تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ کی نصیحت یاد آ گئی تو انہوں نے اختلاف ختم کر دیا اور ان کے پیچھے نماز ادا کر لی۔ اس کے بعد یہ واقعہ ہوا کہ شدید سردی کے باعث مسلمانوں کو دشواری ہوئی تو چاہا کہ آگ جلا کر سینکی جائے تا کہ سردی کم محسوس ہو مگر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگ جلانے سے منع کر دیا۔ لشکریوں نے اس بات کی شکائیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کی چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو کی مگر وہ اپنے موقف پر قائم رہے اور آگ جلانے کی اجازت نہ دی اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کی اور ان کے ساتھ ذرا سخت لہجے میں بات کی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم میرے مامور و محکوم ہو میرا حکم مانو اور فرمانبرداری کرو۔

Marfat.com

کامیاب واپسی:

صورتحال کو دیکھتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ رسول کریم ﷺ نے ان کو ہم پر اسی لیے امیر بنایا ہے کہ وہ جنگی حکمت عملیوں کو خوب سمجھتے ہیں لہٰذا صبر وتحمل سے کام لو اور حضور ﷺ کے فرمان اور حکم کے تابع رہو اس کے بعد جب اسلامی لشکر دشمنوں کے نزدیک پہنچا تو کچھ لوگ تو اپنے گھروں کو خالی کر کے بھاگ گئے اور بعض لوگوں نے جنگ کی مگر شکست کھا کر بھاگے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند دن وہاں پر قیام کیا اور اطراف وجوانب میں سواروں کو بھیجا وہ بکریاں اور اونٹ پکڑ کر لاتے اور ذبح کر کے کھاتے رہے اس سریہ میں اس سے زیادہ مال غنیمت حاصل نہیں ہوا چنانچہ اسلامی لشکر واپس مدینہ منورہ لوٹ آیا۔

مدینہ منورہ پہنچے کے بعد جب حضور ﷺ نے اس سریہ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تفصیلی گفتگو فرمائی اور پیش آنے والے واقعات کے بارے میں پوچھا تو مسلمانوں نے آگ جلانے سے منع کرنے کا واقعہ اور اختلاف بھی بتایا چنانچہ حضور ﷺ نے اسکے متعلق حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میں نے آگ جلانے سے اس لیے منع کیا تھا کہ اگر آگ جلائی جاتی تو مشرکین کو ہماری کم تعداد کا پتہ چل جاتا۔ (معارج النبوۃ جلد سوم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

سریہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

8ھ میں رسول کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیس سواروں کے ساتھ موضع نخلہ میں عزیٰ کے بت خانہ کو تباہ کرنے کے لیے بھیجا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مشہور بت خانہ کو تباہ کر دیا اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سو مجاہدین جن میں مہاجرین انصار اور بنی سلیم شامل تھے۔ یلملم کی جانب قبیلہ بنی جزیمہ کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ اس قبیلہ والوں کو دعوت اسلام دیں نہ اس لیے کہ ان سے جنگ کریں اس قبیلہ والوں نے زمانہ جاہلیت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا فاکہ بن مغیرہ اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد عوف کو جبکہ یہ دونوں یمن سے تجارت کر کے واپس آ رہے تھے جب یلملم میں پہنچے تو بنو جزیمہ کے لوگوں نے مال کے لالچ میں دونوں کو قتل کر کے ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا تھا۔

بنو جزیمہ کو جب یہ اطلاع ملی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک لشکر کے ساتھ ان کی طرف آ رہے ہیں تو انہوں نے احتیاط کے طور پر ہتھیار باندھ لیے چنانچہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس پہنچے تو وہ لوگ ہتھیار بند ہو کر باہر آ گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ وہ کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہیں اور حضور ﷺ پر اور دین اسلام کے احکامات پر ایمان لائے ہوئے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں اور ہم اپنی

Marfat.com

بستی میں مسجدیں بنا کر اذان و اقامت کہتے ہیں اور جماعت کے ساتھ جمعہ قائم کرتے ہیں۔
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ پھر یہ ہتھیار باندھ کر ہمارے سامنے کیوں آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے اور عرب کی ایک قوم کے درمیان دشمنی ہے ہمیں خطرہ محسوس ہوا کہ تم ان میں سے ہو گے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے عذر کو قبول نہ کیا اور ان سے کہا کہ اپنے ہتھیار اتار دو انہوں نے حکم کے مطابق عمل کیا اور اپنے جسموں سے ہتھیار الگ کر دیے پھر فرمایا کہ ان کے ہاتھوں کو کندھوں سے باندھ دیا جائے اس کے بعد ایک ایک کو اپنے ساتھیوں کی حراست میں دے دیا کہ رات میں ان کی حفاظت کریں پھر جب صبح ہوئی تو حکم دیا کہ جس کے پاس جو قیدی۔ ہے وہ اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ بنی سلیم نے ان کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ان بے گناہ قیدیوں کو قتل کر دیا مگر مہاجرین و انصار نے اپنے قیدیوں کے ساتھ یہ معاملہ نہ کیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جب ان لوگوں نے اپنے ہتھیار اتار دیے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا اور اس قبیلے کے تقریباً سو افراد قتل کر دیے گئے۔

اس کے بعد بنی جزیمہ میں سے ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو سلوک کیا تھا وہ سب بیان کر دیا یہ سن کر حضور ﷺ جلال میں آ گئے اور دو تین مرتبہ فرمایا اے اللہ! میں تیرے حضور براءت کا اظہار کرتا ہوں جو خالد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کیا ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رقم دے کر قبیلہ بنی جزیمہ کی طرف بھیجا تا کہ مقتولین کی دیت اور ضائع شدہ اموال کا معاوضہ دے کر انہیں راضی کریں چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے حکم کے مطابق اس قبیلہ میں آئے اور ان کے معاملات کو حکمت عملی سے سرانجام دیتے ہوئے انہیں دیت وغیرہ کی ادائیگی کی اور ان کو راضی کر کے

Marfat.com

حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

روایات میں آتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضور ﷺ ایک عرصہ تک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناراض رہے پھر جب بنی جذیمہ راضی ہو گئے اور انہوں نے اور چند دیگر جید صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور ﷺ سے سفارش کی تو انہیں معاف فرما دیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بطرف بنی الحارث

10 ہجری کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ قبیلہ بنی الحارث بن کعب کی طرف روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ انہیں تین مرتبہ اسلام کی دعوت دینا اگر قبول کرلیں تو ان میں رہنا اور انہیں قرآن وحدیث کی تعلیم دینا اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو پھر ان کے ساتھ جنگ کرنا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ وہاں پر پہنچے اُن کو سلام کی دعوت دی جو کہ انہوں نے قبول کرلی اور جنگ کی نوبت نہ آئی۔ (ندقانی علی اطواہب جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com

سریہ اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ ماہ صفر 10ھ کا ذکر ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ رومیوں کے مقابلے کے لیے تیاری کریں دوسرے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو طلب کر کے فرمایا کہ میں تجھے اس لشکر کا امیر بناتا ہوں۔ ماہ صفر چار شنبہ کے دن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بخار ہو گیا اور انتہائی تیز سر درد ہوا اگلے دن پنجشنبہ کو طبیعت عالیہ کی خرابی کے باوجود اپنے دست اقدس سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لیے جھنڈا تیار فرمایا۔ اس کے بعد اسلامی لشکر تیار ہوتا رہا یہاں تک کہ ربیع الاول کا مہینہ آ گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرض شدت اختیار کر گیا حضرت اسامہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ ﷺ کا مرض اس قدر شدید تھا کہ گفتگو نہیں فرما سکتے تھے اپنے دست اطہر آسمان کی جانب اٹھاتے تھے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے سر پر دست اقدس رکھتے تھے پھر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ حجرہ پاک سے باہر آ گئے اور لشکر گاہ میں چلے گئے اگلے دن دوشنبہ کے روز صبح پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اس وقت آپ ﷺ کے مرض میں کمی واقع ہو چکی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ جہاد کرو"۔ چنانچہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق لشکر گاہ میں آئے اور لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ جب خود سوار ہونے لگے تو ان کی والدہ ام ایمن رضی اللہ عنہ نے پیغام بھیجا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نزع کے عالم میں ہیں اس پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور اشراف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واپس آئے۔

حضرت بریدہ بن خضیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی جھنڈا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام کے دروازہ پر نصب کر دیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دفن سے فارغ ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کر لیا گیا تو حکم فرمایا کہ جھنڈے کو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے دروازے پر نصب کریں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے لشکر کو موضع جرف میں جمع کیا اسی اثناء میں مدینہ منورہ میں خبر پہنچی کہ عرب کے بعض قبائل مرتد ہو گئے ہیں۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ دیا کہ اگر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا جانا موقوف ہو جائے تو ہم آسانی سے مرتدین کے قضیہ سے فارغ ہو جائینگے کیونکہ اگر مرتدین کو یہ علم ہو گیا کہ اس فرصت میں ایک بہت بڑا طاقتور لشکر مدینہ منورہ سے باہر گیا ہوا ہے تو وہ دلیر ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ کر دیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رائے کو قبول نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے یہ علم ہو کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو بھیجنے سے میں درندوں کا لقمہ (ایک جگہ لکھا ہے کہ مرتدوں کا لقمہ) بن جاؤں گا تو پھر بھی میں حضور سرور کائنات ﷺ کے فرمان کے خلاف نہیں کروں گا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت دے کر میرے پاس چھوڑ جائیں چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت اسامہ کی اجازت سے مدینہ منورہ میں ٹھہر گئے ربیع الاخر کے مہینے میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر کے ہمراہ ابنی کی جانب روانہ ہوئے اور وہاں کے لوگوں پر بھرپور حملہ کیا بہت سے لوگوں کو قتل کیا ان کے بعض گھروں، باغات اور درختوں کو جلا دیا اور بے شمار مال غنیمت حاصل کر کے فتح و نصرت کے ساتھ واپس مدینہ منورہ تشریف لائے یہ آخری سریہ تھا۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆☆☆......

Marfat.com